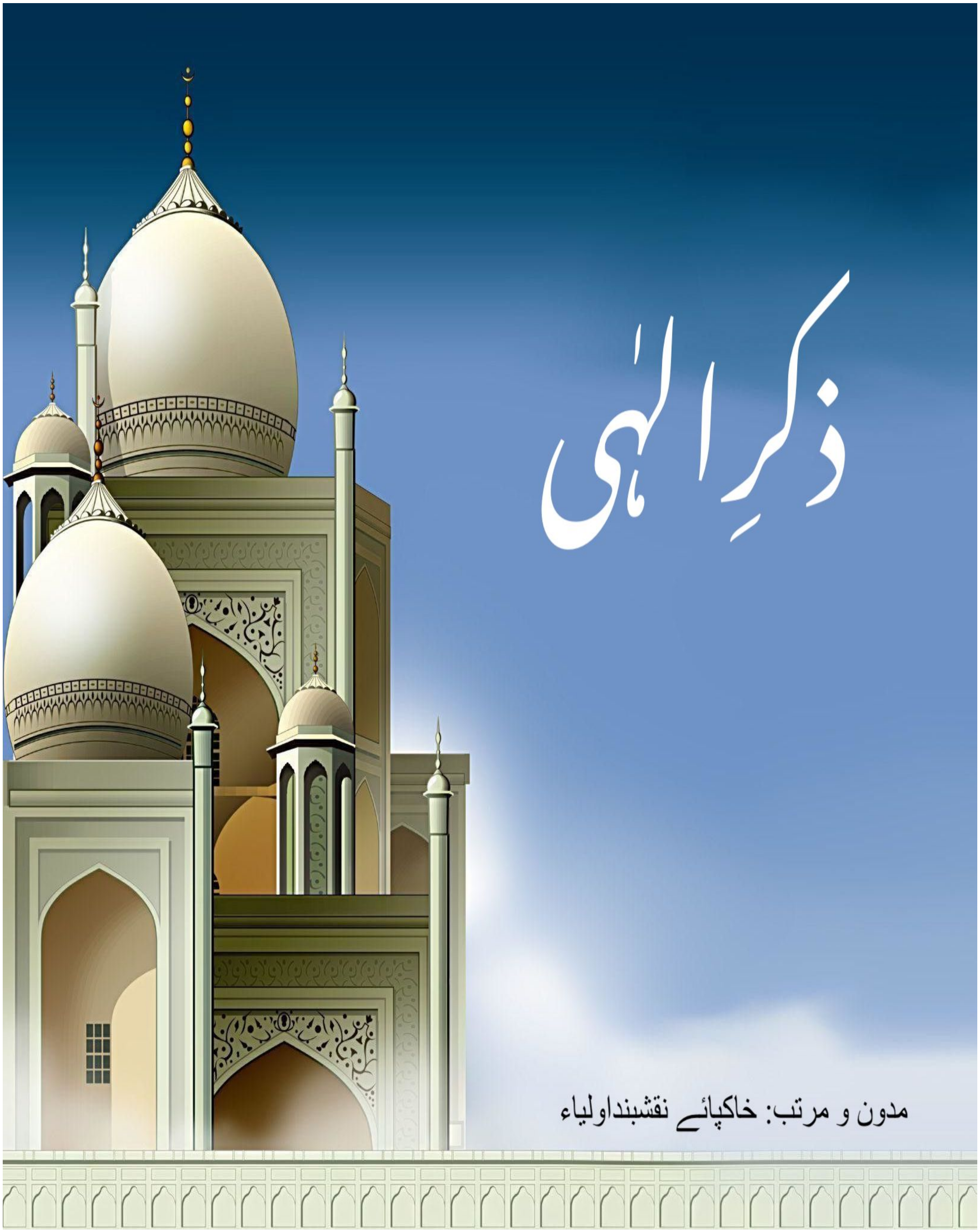
ذکرِ الٰہی
مدون و مرتب: خاکپائے نقشبنداولیاء

باب ششم

- ذکرِ الٰہی
- ذکرِ قرآن
- احادیث
- فوائد

ذکرِ الٰہی

ذکر مطلق منصوص ہے

نماز کے علاوہ بھی ذکر کی کوئی صورت ہے؟

تلاوت قرآن کے علاوہ بھی ذکر کی کوئی صورت ہے

ذکر کثیر ماموربہ ہے

ذکر کی مختلف صورتیں

ذکر قلبی افضل ہے

ذکر خفی کی فضیلت قرآن میں

ذکر خفی کی فضیلت حدیث میں

ذکر قلبی

اجتماعی ذکر

ذکرِ الٰہی

ذکر مطلق منصوص ہے

نصوص قرآنی سے ذکر الٰہی کا مامور بہ ہونا ثابت ہے، بیسیوں آیتیں موجود ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم پایا جاتا ہے۔ اور یہ حکم کثرت کی قید سے ثابت ہے، البتہ کمیت اور کیفیت کے اعتبار سے مطلق ہے۔ کمیت کے اعتبار سے مطلق ہونے سے مراد یہ ہے کہ ذکر کی کوئی مقدار یا حد مقرر نہیں۔ یعنی اتنی مقدار میں ذکر کیا جائے۔ یا اتنا وقت ذکر کیا جائے۔ اور کیفیت کے اعتبار سے مطلق ہونے سے مراد یہ ہے کہ کسی خاص حالت کی قید نہیں، یعنی انفرادی ہو یا اجتماعی، قیام ہو یا قعود یا اضطجاع، پس جس نوعیت کا ہو اور جس کیفیت سے ہو سب عموم نص میں داخل ہے۔ لہٰذا کسی خاص حالت یا نوعیت پر اصرار کرنا یا اعتراض کرنا کہ یہ طریقہ بدعت ہے بے جا اعتراض ہے ایسا اعتراض ذکر الٰہی سے مانع ہونے کے مترادف ہے ایسے شخص کے لیے وعید موجود ہے:

"الذین یصدون عن سبیل اللہ و یبغونہا عوجا ای الذین--------"

"صاحب روح المعانی نے اس آیت کی تفسیریوں کی ہے جو لوگ سالکین کو اس طریق سے روکتے ہیں جو موصل الی الحق ہے اور اس میں کجی کا قصد کرتے ہیں، اس طرح کہ اس طریق کو اس رنگ میں بیان کرتے ہیں کہ سالک کو اس سے نفرت پیدا ہو جائے اور وہ طریق حق سے ہٹ جائے جس طرح بدعتی اور ریاکار کرتے ہیں"

ذکر الٰہی کے مطلق ثابت ہونے کے بعد یہ اعتراض بھی بے جا ہو گا کہ ذکر سے مراد صرف فرض نماز، تلاوت قرآن، تسبیح و تہلیل اور نوافل ہی ہیں، اور صوفیاء کا طریقہ ذکر جو مروجہ ضربات وغیرہ سے کیا جاتا ہے اس سے خارج ہے، چونکہ ذکر مطلق ہے، اس لئے تمام اذکار کی تمام صورتیں اسی کے افراد ہوں گے، نماز اور نوافل، تلاوت قرآن استغفار، لا الہ اللہ، اللہ موجود یا صرف اللہ، یا درود شریف اسی مطلق ذکر کے افراد ہوں گے۔

نماز کے علاوہ بھی ذکر کی کوئی صورت ہے؟

نصوص قرآنی سے نہایت وضاحت سے ثابت ہے کہ فرائض اور نوافل کے علاوہ بھی ذکر کی کوئی صورت ہے: قال تعالیٰ:

فاذا قصیت الصلوۃ فانتشر وافی الارض وابتغوامن فضل اللہ واذکرواللہ کثیرا(الجمعہ)

"پس جب نماز پوری ہو چکے تو تم زمین میں چلو پھرو، اور خدا سے روزی تلاش کرو، اور اللہ کو بکثرت یاد کرتے رہو"

وقولہ تعالیٰ:

رجال لاتلھیھم تجارقولابیع عن ذکر اللہ واقام الصلوۃ(النور)

"یہ وہ لوگ ہیں جنہیں تجارت بیع و شریٰ اللہ کی یاد اور نماز سے غافل نہیں کرتی۔"

وقولہ تعالیٰ:

"فاذاقضیتم الصلوۃفاذکرواللہ قیام وقعودا وعلی جنوبکم فاذااطما-----"

پھر جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ کی یاد میں لگ جاؤ، کھڑے بھی اور بیٹھے بھی، اور لیٹے بھی اور جب مطمئن ہو جاؤ تو نماز کو قاعدے کے موافق پڑھنے لگو، یقیناً نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور وقت کے ساتھ محدود ہے"

پہلی آیت سے یہ ثابت ہے کہ جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو کاروبار دنیا میں مشغول ہو جاؤ اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔ ظاہر ہے کہ دنیا کا کاروبار نماز سے جدا شے ہے، دوسری آیت میں ذکر الٰہی کے بعد نماز کا ذکر ہوا اور ان دونوں کو عطف اور معطوف کی صورت میں پیش کیا گیا۔ تیسری آیت میں اول اور آخر نماز کا بیان ہے۔ درمیان میں ذکر الٰہی کا بیان ہوا۔ اور ہر حالت میں ذکر کرنے کا حکم ہوا ہے جو نماز سے الگ ہے، اور نماز اوقات سے مقید ہے۔ اور ذکر الٰہی کے ساتھ کثرت کی قید منافی اوقات ہے، کیونکہ اوقات کی ایک حد متعین ہے۔ پس نماز کے علاوہ بھی ذکر الٰہی کی صورتیں ثابت ہو گئیں۔

تلاوت قرآن کے علاوہ بھی ذکر کی کوئی صورت ہے؟

قال رسول اللہ ﷺ علیک بتلاوت القرآن وذکراللہ عزوجل فاتہ ذکر لک فی السماءنورلک فی الارض72

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تلاوت قرآن کو لازم پکڑ اور ذکر الٰہی کیا کر کیوں کہ اس سے آسمان میں تیرا ذکر ہو گا، زمین میں تیرے لیے نور ہو گا۔

یہ حدیث حضور ﷺ کی وصیت ہے جو آپ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمائی اس سے ثابت ہوا کہ:

1- تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی میں عطف ہے جس سے تغائر ثابت ہوا، پس ذکر سے مراد تلاوت قرآن نہیں کیوں کہ قرآن کریم کا پڑھنا لفظ تلاوت یا قرات کے ساتھ بولا جاتا ہے، ہاں، ذات قرآن پر لفظ ذکر بولا جاتا ہے مگر تلاوت قرآن پر نہیں۔

2- قرآن مجید تو ہر آدمی کو یاد نہیں ہوتا اور قرآن کریم کا یاد کرنا یا پورا پڑھنا فرض کفایہ ہے فرض عین نہیں اور ذکر سب مسلمانوں پر فرض ہے، کیوں کے مامور بہ ہے۔

3- ذکر مفید ہے کثرت سے، جسے قرآن مجید نے تمام حالات میں لازمی قرار دیا ہے، اور تلاوت قرآن ہر حالت میں اور ہر وقت ممکن نہیں جیسے نیند، کاروبار، جنب بول و براز کی حالت میں،

4- ذکر کی غرض و غایت وصال مسمّٰی ہے کہ ذکر اسم درمیان سے اٹھ جائے اور مسمّٰی دل میں رہ جائے مگر قرآن میں قصص امثال احکام عبادات و معاملات کا ذکر ہے، اور قرآن کی تلاوت سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ احکام سمجھے جائیں، یہ نہیں کہ مسمّٰی کے ہی دل میں رہ جائے اور احکام اٹھ جائیں۔

مذکورہ بالا نمبر4 کے سلسلے میں یہ آیت قابل غور ہے: **"اذکرربک فی نفسک ای فی قلبک (روح المعانی)**

پس جب ذکر سے مراد ذکر روحی قلبی لیا جائے گا تو اس سے مراد قرآن نہیں ہو سکتا، کیونکہ قرآنی احکام کی تلاوت کا تعلق زبان سے قرات کرنے سے ہے خواہ نماز میں کی جائے یا نماز سے خارج اور صرف قلب سے قرآن کی تلاوت کرنے سے نماز ادا نہ ہو گی۔

سوال: جب آپ ذکر کو مطلق پر محمول کرتے ہیں تو یہاں ذکر قلبی سے کیوں مقید کرتے ہیں؟

الجواب: ہم نے محض ارخائے عنان کے طور پر کہا تھا کہ لوگ ذکر کو کثرت نوافل اور نمازوں پر ہی محمول کرتے ہیں تو باقی اذکار کو بدعت کیوں کہتے ہیں؟ حالانکہ تمام اذکار عموم نص میں داخل ہیں۔ پھر ہم نے تخصیص بھی قرآن سے بتا دی گے اس سے مراد صرف نماز نہیں۔ گو نماز افضل اعلیٰ ذکر ہے۔ پھر ذکر قلبی قرآن کی نص سے ثابت کیا اور یہ کہ ہر حال میں صرف ذکر قلبی ہی ممکن ہے، تلاوت قرآن اور نماز ممکن نہیں۔

ذکر کثیر مامور بہ ہے،

قرآن مجید میں جہاں ذکر الٰہی کا حکم دیا گیا ہے اکثر مقامات پر اس کے ساتھ کثیر کی صفت موجود ہے مثلا

1-یایھا الذین امنوااذکروا للہ ذکراًکثیرا۔(الاخداب)

2-والذاکرین اللہ کثیرا۔(الاحزاب)

3-لمن کان یرجواللہ والیوم الاخروذکراللہ کثیرا۔(الاخزاب)

4-یاایھاالذین امنوااذالقیتم فتنہ فائبتوا وذکرواللہ کثیرالعلکم تفلحون۔(الانفال)

1-"اے اہل ایمان تم اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کیا کرو"۔

2-"اللہ تعالی کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد"

3-"حضور ﷺ کا عمدہ نمونہ اس شخص کے لیے ہے جو روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو"

4-"اے اہل ایمان جب تم کو کسی جماعت سے مقابلہ کا اتفاق ہوا کرے تو ثابت قدم رہو اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرو امید ہے کہ تم کامیاب ہو"

ابن کثیر نے اذکرو اللہ ذکرا کثیرا کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ اذکرواللہ ذکراکثیرا.............."

"حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے اس مذکورہ آیت کی تفسیر فرمائی کہ اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر کوئی ایسی عبادت فرض نہیں فرمائی جس کی حد مقرر نہ ہو اور اس میں ایک معذور آدمی کا عذر قبول نہ فرمایا ہو مگر ذکر الٰہی ایسی عبادت ہے جس کی کوئی حد مقرر نہیں فرمائی اور نہ کسی کو ترک ذکر پر معذور فرمایا، ہاں جو مغلوب الحال ہو اسکا معاملہ جدا ہے، اور فرمایا اللہ کا ذکر کرو۔ کھڑے ہو، بیٹھے ہو، یا لیٹے ہو، رات ہو یا دن، دل سے ہو یا زبان سے، خشکی پر ہو یا سمندر میں، سفر میں ہو یا حضر میں خوشحال ہو یا عسیر الحال، تندرست ہو یا بیمار ہر حال میں ذکر کرو۔ (اکل و شرب، جنب وطہر، بیع وشری، خواب و بیداری)"

ذکر کی مختلف صورتیں

ذکر الٰہی کی تین صورتیں ہیں:-

اول لسانی جہری بلند آوازی، دوم ذکر لسانی سری، سوم ذکر قلبی وروحانی، قسم اول باتفاق علماء بدعت ہے۔ ہاں ضرورت کے مقامات خارج ہیں جیسے اذان، تکبیر، خطبہ وغیرہ۔

اجمع العلماءعلی ان الذکرسرھوالافضل والجھر بدعتہ الافی مواضع المخصوصۃ مست الجامۃ فیھا74

ذکر قلبی افضل ہے

الثالث الذکر الخفی بالقلب والروح والنفس وغیرھاالذی لامدخل فیہ..............."

"سوم قلب اور روح کے ساتھ ذکر خفی ہے۔ یہ وہ ذکر ہے جس میں زبان کو کوئی دخل نہیں، اور جسے کاتبین بھی نہیں سن سکتے امام علی ابو یعلی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس ذکر خفی کو ملائکہ کاتبین سن نہیں سکتے۔ اسے غیر ذکر خفی پر ستر گناہ زیادہ فضیلت ہے۔ قیامت جب اللہ تعالی مخلوق کو حساب کے لئے جمع کرے گا اور کاتبین اپنی تحریریں پیش کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کہ دیکھو اس کی کوئی نیکی رہ تو نہیں گئی، وہ عرض کریں گے ہمیں جو معلوم ہوا سب لکھ لیا۔ پھر اللہ تعالی فرمائے گا اس کی ایک نیکی ایسی ہے جو تم نہیں جانتے وہ ذکر خفی ہے، میں کہتا ہوں کہ ذکر خفی نہ منقطع ہوتا ہے، نہ اس میں فتور آتا ہے"

ذکر خفی کی فضیلت قرآن میں!

قال تعالیٰ:"اذنادی ربۃ نداء خفیا وفی ھذہ الایہ ذکراللہ تعالیٰ عبدہ صالحا ورضی عنہ"

اس آیت میں اللہ تعالی نے اپنے ایک نیک بندے کو یاد فرمایا اور اسکے اس فعل یعنی مخفی یاد کرنے کو پسند فرمایا"

وقولہ تعالیٰ واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفہ الخ

اسی آیت کی تفسیر میں امام رازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کو تبلیغ وحی کا حکم دینے کے بعد متصل ہی اس آیت میں حکم دیا۔

"یان یذکر ربہ فی نفسہ والفائدۃ فیہ ان انتقاع الانسان بالذکر انما........"

"کہ آپ ﷺ اپنے پروردگار کو دل میں یاد کریں، اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ آدمی ذکر سے مکمل طور پر مستفید اس صورت میں ہو سکتا ہے جب ذکر میں یہ صفت پیدا ہو جائے کیونکہ اس شرط (یعنی ذکر قلبی) سے ذکر کرنا اخلاص اور تضرع سے زیادہ قریب ہے"

فائدہ: ذکر خفی مبتدی کو ریاوسمعہ سے محفوظ رکھتا ہے اور منتہی کیلئے ماسوائے اللہ کی محبت سے انقطع کل اور فنافی المذ کور کا فائدہ دیتا ہے، جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:-**من عرف اللہ کل لسانہ** اور تفسیر ابی المسعود میں ہے کہ:-

وھو عام فی الاذکار کافہ فان الاخفاء ادخل فی الاخلاص واقرب من الا جا بۃ78

"اخفاء تمام اذکار کے لیے عام ہے، کیونکہ اخفاء (ذکر خفی) میں اخلاص کا عنصر سب سے زیادہ ہے اور قبولیت کے اعتبار سے اقرب ہے"

فائدہ:

1-عبادت کی قبولیت کا انحصار اخلاص پر ہے اور ذکر خفی میں سب سے زیادہ اخلاص پایا جاتا ہے۔

2-عبادت کا مقصود قبولیت ہے اور اخفاء اقرب الی المقصود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیائے کرام کی اکثریت نے ذکر خفی پر مواظبت کی ہے اور جن سلسلوں میں سالک کی تربیت کے لئے ذکر جہر لسانی کرایا جاتا ہے وہ صرف مبتدی کے لئے ہے اور منتہی کے لئے ان کے ہاں بھی ذکر خفی پر ہی زور دیا جاتا ہے۔

ذکر خفی کی فضیلت حدیث میں

عن ابی سعیدالخدری قال سمعت رسول اللہ ﷺ بقول خیرالذکر الخفی79

"ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کے بہترین ذکر ذکر خفی ہے۔"

وعن سعد ابن ابی وقاص قال سمت رسول اللہ ﷺ یقول خیرالذکر الخفی80

"حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے سنا کہ بہترین ذکر، خفی ہے۔"

گو ذکر مطلق مامور بہ ہیں مگر ہم نے قرآن اور حدیث سے متوارث اور متعامل ذکر کو لیا جو بطور میراث ہمیں سلف صالحین اور صوفیہ عارفین سے ملا ہے اور جس کے افضل ہونے پر قرآن و سنت سے واضح دلائل ملتے ہیں۔ ہم حفظ مراتب کو ملحوظ رکھتے ہیں فرائض کو راس المال سمجھتے ہیں اور نوافل کہ بمنزلہ منافع جانتے ہیں اذکار میں سب سے افضل ذکر قلبی کو سمجھتے ہیں اور یہ قرآن و سنت کے عین مطابق ہے۔ تزکیہء قلب اسی سے حاصل ہوتا ہے اور تزکیہ قلب ہی حقیقی کامیابی کا ضامن ہے۔

"کماقال اللہ تبارک وتعالیٰ۔ان الذین اتقوا اذمھم طائف من الشیطن تذکروفاذاا ھم......"

"یقینا جو لوگ خدا ترس ہیں جب ان کو کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آجاتا ہے تو یاد میں لگ جاتے ہیں سو یکایک ایک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں یعنی جب متقی لوگوں کو شیطان کی طرف سے وسوسہ اور پریشانی ہوتی ہے، اور وہ ان کے دل پر پردے ڈال دیتا ہے تو اس وقت وہ لوگ اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اللہ کے نام کو یاد کرتے ہیں تو اللہ تعالی انکے دل پر سے پردے اٹھادیتا ہے اور ذاکر کا دل دیکھنے لگتا ہے"

فائدہ معلوم ہوا ہے کہ ذکر الہی موقوف ہے تقوی پر اور تقوی باب ہے ذکر الہی کا اور ذکر الہی باب ہے کشف کا اور کشف باب ہے فوز کبیر کا جو معرفت الہی ہے۔ شیطان تو اپنے داؤ استعمال کرتا ہے مگر اس کی تدبیریں کمزور ہیں، بشرطیہ کہ مقابل میں بندہ خدا ہو بندہ دھویٰ نہ ہو۔

کما قال تعالیٰ.....ان کیدالشیطن کان ضعیفا۔

شیطان کا فسوں ذکر الہی سے فوراً دفع ہو جاتا ہے، اور اللہ والوں پر اس کا تسلط نہیں ہوتا۔

ذکر قلبی

ذکر الہی اور ذکر کثیر کے لیے قرآن مجید میں متعدد آیات ملتی ہیں، کہیں ذکر اسم ذات کی تاکید ہے کہیں ذکر قلبی کی تلقین کی گئی ہے جو ذکر کثیر اور ذکر دائمی کی واحد صورت ہے بالخصوص یہ آیت ذکر کی جامع خصوصیات کی حامل ہے۔

واذکر ربک فی نفسک تضرعاوخیفۃ ودون الجھر من القول......"

اور یاد کرتا رہ اپنے رب کو دل میں گڑ گڑاتا اور ڈرتا اور پکار سے کم آواز بولنے میں صبح اور شام کے وقتوں اور مت رہ بے خبر۔

اس آیت کی تفسیر مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے نفحۃ العنبر من ہدی الشیخ انور کے صفحہ 135 پر یوں فرمائی ہے

"قال شیخ رحمۃ اللہ انور لاتخرج فیہ اللفظ........."

شیخ انور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم قرآن کی اس آیت کے لفظ سے باہر نہیں جاتے اور نہ اس کے عنوان سے کسی غیر معنی کی طرف جاتے ہیں۔ پس اس سے مراد ذکر ہے نہ کہ نماز، اگرچہ نماز بھی ذکر ہے۔ اور واذکر ربک سے ظاہر مراد ذکر قلبی ہے لسانی نہیں نماز تو ذکر لسانی ہے، شاید اسی وجہ سے اللہ تعالی نے واذکر اسم ربک نہیں فرمایا اور فرمایا تضرعا و خیفۃ اور خفیہ نہیں فرمایا۔ خوف دل کا فعل ہے اور از قبیل عقاب ہے یعنی خوف جیسے فرمایا مومن وہ ہیں جن کے سامنے خدا کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ اور ترمذی شریف کی حدیث صفت ابواب جہنم میں حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی فرمائے گا اس شخص کو آگ سے نکال دو جس نے صرف ایک دن مجھے یاد کیا، یا وہ میرے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا۔

اس آیت اور اسکی تفسیر سے ثابت ہوا کہ:

1-ذکر سے مراد ذکر قلبی ہے۔

2-ذکر جہری لسانی کے مقابلہ میں ذکر قلبی کو فضیلت حاصل ہے۔

3-ترمذی کی حدیث سے ظاہر ہے کہ ذکر دوزخ کی آگ سے نجات دلانے والا ہے۔

4-اللہ تعالی نے صبح شام ذکر کرنے کا حکم دیا۔

5-صبح و شام ذکر نہ کرنے والا خدا سے غافل ثابت ہوا۔

ہمارے سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ میں جو ذکر کرایا جاتا ہے وہ ذکر قلبی ہے اور صبح و شام ذکر کرایا جاتا ہے اور اس آیت پر ہمارا پورا پورا عمل ہے۔

اجتماعی ذکر

فیض الباری 315:2 پر درج ہے کہ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مصر میں مجلس ذکر قائم کی تھی۔

"لم اندرست ثم اندرست تلک المجالس حتی جاء......."

پھر یہ مجلس نابود ہوگئی پھر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانے میں قائم کی پھر ان کے بعد منقطع ہوگئی۔

معلوم ہوا کے متقدمین محدثین مجالس ذکر قائم کرنے کا اہتمام کیا کرتے تھے اور فیض الباری 362:2 پر ہے کہ نمازوں کے بعد سلف صالحین میں یہ دستور تھا کی مجلس ذکر قائم کرتے تھے۔

فالسنۃ الخاصتہ فی ذالک.........

اس ذکر میں جو خاص سنت ہے، وہ اس امر کی متقاضی ہے وہ نمازوں کے بعد عام حدیثوں سے ثابت ہے اور مدخل ابن حاج مالکی میں ہے کہ سلف صالحین یعنی صحابہ تابعین نماز فجر اور عصر کے بعد مسجد میں حلقہ ذکر کرتے تھے اور ان کے ذکر کی آواز شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح ہوتی تھی۔

ذکر کی یہ صورت ذکر خفی ہے یا پاس انفاس، جس کا نقشبندیہ کے ہاں خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔

ذکر اللہ قرآن کی روشنی میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

1-"واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلاً"(المزمل)

(اور اپنے رب کا نام یاد کرتے رہو اور سب سے قطع کر کے اسی کی طرف متوجہ رہو)

2-"قد اقلع من تزکی14 وذکر اسم ربہ نصلی"(الاعلی)

(بامراد ہوا۔ جو شخص خبائث عقائد واخلاق سے پاک ہو گیا اور اپنے رب کا نام لیتا اور نماز پڑھتا رہا)

3-"واذکر ربک فی نفسک تضرعاًوخیفۃ ودون الجھر من القول بالغدووالاصال ولا تکن من الغافلین" (الاعراف)

(اور اپنے رب کو یاد کیا کر۔ اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ صبح وشام یعنی علی الدوام اور اہل غفلت میں شمار مت ہونا)

4-" واذکر ربک ازانسیت"(الکھف)

(اور اپنے پروردگار کو یاد کر لیا کیجئے جب آپ بھول جایئے)

5-"واصبر نفسک مع ------یریدون وجھہٗ"(الکھف)

(اور اپنے آپ کو مقید رکھا کیجئے ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں صبح وشام محض اس کی رضاجوئی کیلئے)

6-"ادعواربکم تضرعاً وّخفیۃ انہ لا یحب المعتدین"(الاعراف)

(پکارو پروردگار اپنے کو تذلل ظاہر کر کے اور چپکے چپکے بھی)

7-"یایھاالذین امنوالاتھکم اموالکم ولا اولادکم عن----------"(المنافقون)

(اے ایمان والو! تمہارے مال اور اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پائیں)

8-یایھاالذین امنو اذکرواللہ ذکراً کثیراً"(الاخزاب)

(اے ایمان والو! اللہ کو خوب کثرت سے یاد کیا کرو)

9-"فاذا تضیت اصلوٰۃ فا نتشروافی الارض-------"

(پھر جب نماز پوری ہو چکے تو تم زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل یعنی روزی تلاش کرو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ)

10-"فاذاقصیئتم الصلٰوۃ فا ذکرواللہ-----"

(اور جب نماز ادا کر چکو تو اللہ کی یاد میں لگ جانا کھڑے بیٹھے اور لیٹے)

11-"واذکر ربک کثیراً" (آلِ عمران)

(اور تو اپنے رب کو کثرت سے یاد کیا کر)

12-"فاذکرونی اذکرکم" (البقرۃ)

(سو تم مجھے یاد کرتے رہو میں تمہیں یاد کرتا رہوں گا)

13-"ان الذین انفسوا اذا مسھم طئف---------"(الاعراف)

(جو لوگ متقی ہیں جب ان کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہوتا ہے تو چونک پڑتے ہیں اور ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں)

14-"الابذکراللہ تطمئن القلوب" (الرعد)

(خوب سن لو کہ اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے)

15-"لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنہ----------" (الاخزاب)

(تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے یعنی اس کے لیے جو ڈرتا ہو اللہ سے اور یوم آخرت سے اور ذکر الٰہی کثرت سے کرتا ہو)

16-"والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات---------" (الاخزاب)

(اور اللہ کو بکثرت یاد کرنے والے مرد اور بکثرت یاد کرنے والی عورتیں ان سب کے لیے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے)

17-"والذین اذافعلوا فاحشۃً او ظلموآ--------" (آل عمران)

(اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جب کوئی بیجا حرکت کر بیٹھے یا اپنے ہی حق میں کوئی ظلم کر ڈالتے ہیں تو اللہ کو یاد کر لیتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنے لگتے ہیں)

18-"الاالذین اٰمنوا وعملوالصالحات-------" (الشعرٓ)

(سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک کام کیے اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا)

19-"ومن تیعشی عن ذکر الرحمن-------" (الزخرف)

(اور جو کوئی اللہ کی یاد سے غافل ہوتا ہے ہم اس پر ایک شیطان متعین کر دیتے ہیں پھر وہ اس کا ساتھی رہتا ہے)

20-"ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ----" (طٰہٰ)

(پس جس نے منہ پھرا میری یاد سے۔ پس اس کے واسطے معشیت ہے تنگ اور اٹھائیں گے ہم اس کو قیامت کے دن اندھا)

21-"فاتخذتموھم سخر یاحتیٰ السوکم-----" (المؤمنون)

(پھر تم نے ان کا مذاق اڑایا یہاں تک کہ تم میری یاد بھول گئے اور تم ان پر ہنستے تھے)

22-"ومن اظلم ممن منع مساجداللہ ان یذکرفیھا اسمہ" (البقرۃ)

(اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں کو اس سے روک دے کہ ان میں اس کے نام کا ذکر کیا جائے)

23-"ومن یعرض عن ذکر ربہ-----------" (الجن)

(اور جو شخص اپنے رب کی یاد سے روگردانی کرے گا اللہ تعالی اس کو سخت عذاب میں داخل کرے گا)

24-"فاعرض عن من تولی عن-----" (النجم)

(پس تو منہ پھیر لے اس شخص سے جو پھر گیا ہماری یاد سے اور نہ ارادہ کیا مگر دنیا کی زندگانی کا)

25-"ولاتکونوا کالذین نسوا---" (الحشر)

(ان پر شیطان نے پورا تسلط کر لیا ہے سو اس نے ان کو اللہ کی یاد بھلا دی۔ یہ لوگ شیطان کا گروہ ہے)

26-"انمایریدالشیطٰن ان یوقع بینکم العداوۃوالبغضآء-----" (المائدہ)

(شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تم میں دشمنی اور بغض ڈال دے اور تمہیں اللہ کے ذکر سے اور نماز سے روکے سو اب بھی باز آجاؤ)

27-"فاذآافضتم من عرفات فاذکروٗا-------" (البقرۃ)

(پس جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام (مزدلفہ کے پاس اللہ کا ذکر کرو)

28-"فاذاقضئیتم مناسککو فاذکرواللہ---------" (البقرۃ)

(پھر جب تم حج کے تمام ارکان پورے کر چکو تو اللہ کو یاد کرو جیسے تم اپنے باپ دادا کو یاد کیا کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ)

29-"فاذاامنتم فاذکرواللہ کما--------------"

(پھر جب امن واطمینان ہو جائے تو جس طریق سے اللہ نے تمہیں سکھایا ہے جو تم پہلے نہیں جانتے تھے اللہ کو یاد کرو)

30-"فئئلوآاھل الذکران---------" (الانبیا)

(اگر تم نہیں جانتے تو جو یاد رکھتے ہیں ان سے پوچھ لو)

31-"فاذکروآالآءاللہ------- "(الاعراف)

(پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تا کہ تم نجات پاؤ)

32-"ان فی خلق السمٰوٰات والارض------" (اٰل عمران)

(بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے ادل بدل میں اہل دانش کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔ یہ لوگ ایسے ہیں کہ کھڑے بیٹھے اور کروٹوں پر برابر اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں)

33-"ان المنافقین یخادعون اللہ وھوَ-----------" (انبیآء)

(منافق لوگ اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں وہ انہیں کو دھوکے میں ڈالنے والا ہے۔ اور جب یہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں سست اور کاہل ہو کر لوگوں کو دکھانے کو۔ اور اللہ کو یاد ہی نہیں کرتے مگر بہت کم)

ذکر اللہ احادیث کی روشنی میں

الحدیث الاول

عن ابی ھریرۃ وابی سعید رضی اللہ عنھما قال قال رسول اللہ ﷺ------" (رواہ مسلم)

ترجمہ:-حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنھما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو جماعت اللہ تعالی کی یاد کیلئے بیٹھتی ہے فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالی ان کا تذکرہ اپنے پاس موجود فرشتوں کی جماعت میں کرتا ہے

تشریح:-اس حدیث مبارکہ میں ذکر الٰہی کرنے والوں کی شان و شوکت کو بیان کیا گیا ہے جب وہ کسی حلقے اور جماعت کی صورت میں اللہ کو یاد کرتے ہیں تو فرشتوں کی مخصوص جماعت ان کے حلقے کو گھیر لیتی ہیں اور ان بندگان خدا کو مغفرت و بخشش کا پیغام سناتی ہے ان پر رحمت الٰہی کی چادر تان دیتی ہے جس سے ان کے قلوب محبت سے لبریز ہو جاتے ہیں اور انہیں دائمی طمانیت اور سکون نصیب ہو جاتا ہے اللہ تعالی ان کا تذکرہ فخریہ طور پر جماعت ملائکہ میں کرتا ہے اللہ تعالی کا فرشتوں کے سامنے فخر کرنا دو وجہ سے ہے اولاً تو اس لئے کہ فرشتوں نے تخلیق آدم کے وقت یہ کہا تھا کہ یہ دنیا میں فتنہ و فساد پھیلائے گا اور ناحق خون بہائے گا سانیں اس لئے کہ فرشتوں کی جماعت اگرچہ سراپا اطاعت و بندگی ہے اور گناہوں کا صدور ان سے نہیں ہوتا لیکن دوسری طرف ان میں معصیت کا مادہ رکھا ہی نہیں گیا جبکہ انسان میں فطری طور پر نیکی و بدی کا مادہ رکھا گیا ہے غفلت و نافرمانی کے اسباب سے گھیرے رہتے ہیں شہوتیں اور لذتیں اس کا جزو لاینفک ہے اور شیطانی وسواس و خطرات کے لشکر ہمہ وقت اس پر حملہ آور ہوتے ہیں اس کے باوجود اس کا ذکر الٰہی میں مشغول ہونا اللہ سے محبت کا ثبوت ہے اور اسی محبت کا تذکرہ فخریہ طور پر اللہ تعالی فرشتوں کے سامنے کرتا ہے کے دیکھو جن پر تم اعتراض کرتے تھے میری محبت میں مگن ہو کر میری یاد کے نغمے گا رہے ہیں اور دنیاوی لذتوں کو چھوڑ کر روحانی تسکین کے لیے اپنے دل کی دنیا کو میرے ذکر سے آباد کر رہے ہیں۔

الحدیث الثانی

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ شریف کے راستے میں سفر فرما رہے تھے کہ آپ کا گزر ایک پہاڑ سے ہوا جس کو جمدان کہا جاتا پس آپ نے فرمایا اس جمدان کی سیر کرو مفردون آگے بڑھ گئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ مفردون کے کیا معنی ہیں آپ نے فرمایا اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں۔

تشریح:- حضور نبی اکرم ﷺ مدینے شریف کے سفر پر تھے جب آپ کا گزر جمدان نامی پہاڑ سے ہوا تو آپ نے فرمایا کے اس پہاڑی کی سیر کرو اور اس دوران آپ نے فرمایا کہ مفردون آگے نکل گئے صحابہ کرام نے عرض کیا کے مفردون کون ہیں تو آپ نے فرمایا جو لوگ اللہ کو کثرت سے یاد کرتے ہیں خواہ مرد ہوں یا عورتیں کثرت سے یاد الٰہی کرنے والے اپنے ماحول کی وجہ سے مخلوق میں ممتاز ہوتے ہیں کیونکہ وہ ذکر الٰہی میں اتنے مستغرق ہوتے ہیں کے لوگ کبھی تو انہیں مجنوں کہتے ہیں اور کبھی تو انہیں ریاکار سمجھتے ہیں حالانکہ یاد حق ان پر اس قدر غالب ہوتی ہے کہ وہ دنیا سے بے پرواہ ہو کر رب تعالیٰ کے حضور میں حاضر رہتے ہیں اسی مضمون کو علامہ اقبال نے اس طرح ادا فرمایا

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو عجب چیز ہے لذت آشنائی

لیکن یاد رکھیے کہ کثرت یاد الٰہی ذکر قلبی سے ہی ممکن ہے کیونکہ ہمیں زبان سے دیگر کام بھی لینا ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ہمہ وقت ذکر زبان سے ممکن نہیں لیکن جب بندہ خود کو ذکر قلبی میں مشغول کر دیتا ہے تو اگر وہ ہاتھ سے کام بھی کر رہا ہوں تب بھی دل ذکر الٰہی میں مصروف رہتا ہے بزرگان دین فرماتے ہیں کہ بندے کا حال اس طرح ہو کے دست بکار دل بیار ہاتھ کام میں اور دل محبت یار میں ایسے لوگوں کی صفت اللہ تعالی نے بیان فرمائی ہے کہ

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ خرید و فروخت اور تجارت انکو ذکر سے نہیں روکتی حضرت بہاؤالدین نقشبندی بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حج کے دوران مجھے دو مقام پر بڑی حیرت ہوئی اولاً اس وقت جب میں نے عین حرم میں شخص کو کعبہ کا غلاف پکڑ کر دعائیں مانگتے دیکھا حالاکے اسکا دل ذکر حق سے غافل تھا سانیں ایک نوجوان کو بازار میں 50 ہزار درہم کا کاروبار کرتے دیکھا لیکن اس کا بل دل ایک لمحے کے لیے بھی ذکر الٰہی سے غافل نہ ہوا

الحدیث الثالث:

ترجمہ حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول نے ارشاد فرمایا کہ جو کہ "جو اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا ان (دونوں) کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے"

تشریح:اس حدیث مبارکہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر الٰہی میں شاغل اور ذکر الٰہی سے غافل کو زندہ اور مردہ سے تشبیہ دی ہے علماء کرام فرماتے ہیں کہ یاد حق دلوں کو زندہ کرتی ہے جبکہ اس سے غفلت دلوں کو مردہ کرتی ہے چناچہ یہاں پر دل کی حالت کو ہی بیان کیا گیا ہے کہ جن کے دل یاد الٰہی سے زندہ ہو گئے حقیقت میں وہی لوگ زندہ ہیں بلکہ بعد از وفات بھی ان کو ابدی زندگی عطا کر دی گئی ہے جیسا کہ شہید کے لئے فرمایا گیا ہے کہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور رزق بھی لیتے ہیں اسی طرح جو ذاکرین ہیں وہ اس دنیا سے منتقل ہو کر ہمیشگی کی زندگی حاصل کرتے ہیں جبکہ یاد الٰہی سے غافل لوگ اس دنیا میں زندہ رہ کر بھی مردہ ہوتے ہیں کیونکہ ان سے احساس زیست بھی چھین لیا جاتا ہے اور ان کی زندگی بیکار بسر ہوتی ہے۔

زندگانی نتوان گفت حیاتیکہ

ترجمہ:وہ زندگی ہی نہیں جو میری ہے زندہ وہ ہے جس کو دوست کا وصال حاصل ہو

گویاوصال حق اصل زندگی ہے اور بغیر ذکر اللہ کے ممکن نہیں ہے اور ہمیں یاد حق کے ذریعے زندگی کی جستجو کرنی چاہیے مردہ اور زندہ کی تشبیہ اس لئے بھی دی گئی ہے کے زندہ ظاہراً نورحیات سے مزین ہوتا ہے اور جس چیز میں چاہتاہے تصرف کرتا ہے اور باطناً علم وادراک کے نور سے معمور ہوتا ہے اسی طرح ذاکر حق تعالی ظاہراًاطاعت سے مزین ہوتا ہے اور باطناً معرفت سے منور ہوتا ہے جبکہ مردہ میں نہ تو رمق حیات ہوتی ہے اور نہ وہ تصرف کرسکتاہے توجو اللہ کے ذکر سے غافل ہیں ان کا بھی ظاہر عضو معطل ہوجاتا ہے اور باطن پراگندہ ہوجاتا ہے اور وہ کوئی نفع نہیں اٹھاسکتے اس لئے مولائے روم فرماتے ہیں

زندگی آمد برائے بندگی　　　　زندگی بے بندگی شرمندگی

ترجمہ : زندگی عبادت اور یاد خدا کے لیے ہے بغیر یاد حق زندگی باعث شرمندگی ہے۔

اور شاید اس حدیث میں اس طرف بھی اشارہ کیا گیا ہوں کہ جو ذکر اللہ پر مداومت وہیشگی کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ حقیقی زندگی عطا فرماتے ہیں جس کو کبھی فنا نہیں ہوتی اس لیے اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ مرتے نہیں ہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہوجاتے ہیں۔

الحدیث الرابع

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میں بندے کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں اور جب وہ مجھ کو یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں پس اگر وہ مجھ کو اکیلے (دل میں) یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے تنہا یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ کو جماعت (حلقہ ذکر) میں یاد کرتا ہیں تو میں اس سے بہتر جماعت (گروہ ملائکہ) میں اسے یاد کرتا ہوں۔

تشریح:-اس حدیث مبارکہ میں تین مضامین کا ذکر کیا گیا ہے پہلا مضمون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کا فیصلہ اس گمان کے مطابق کرتا ہے اگر بندہ توبہ استغفار کر کے قبولیت اور مغفرت وبخشش کی امید رکھے تو اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرتا ہے اور اسکی مغفرت بھی کرتا ہے اور جب بندہ دعا (سوال) کر کے اللہ تعالیٰ سے امید رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو قبول بھی فرماتا ہے اور اس کو اپنے غیب کے خزانوں سے عطا کرتا ہے غرض یہ کہ ایمان خوف امید کے درمیان رہنے کا نام ہے چنانچہ جسے یہ حالت نصیب ہوجاتی ہے وہ دین ودنیا کی مشکلات سے نجات پاجاتا ہے۔

دوسرا مضمون یہ ہے کہ جب بندہ اللہ تعالی کو یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے یعنی اس کی مدد ونصرت اسکو حاصل ہوتی ہے پھر اس کی محبت اللہ کی محبت تصور کی جاتی ہے اس کی اطاعت اطاعت الہی ہوتی ہے اس بندے کی دوستی اللہ کی دوستی اور اسکی دشمنی رب تعالیٰ سے دشمنی ہوتی ہے اور نہ صرف یہ کہ اللہ کا دوست بن جانے کے بعد تمام فرشتے بلکہ تمام مخلوق کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دی جاتی ہے اور ان کی محبت وصحبت جنت کی کنجی بن جاتی ہے حضرت بابا فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

حب درویشاں کلید جنت است　دشمن ایشاں سزائے لعنت است

ترجمہ: درویشوں کی محبت جنت کی کنجی ہے اور ان سے دشمنی رکھنے والا لعنت کا سزاوار ہے۔

تیسرا مضمون یہ کہ جب بندہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے تنہائی میں یاد کرتا ہوں میرے شیخ کامل حضرت پروفیسر علامہ مولانا محمد مقصود الہی صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو ذکر قلبی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو وہ اجر وثواب عطا فرمائے گا کہ فرشتوں کو بھی اس کی خبر نہ ہوگی اور یہی مطلب ہے رب تعالی کو تنہائی میں یاد کرنے کا اور جب بندگان خدا کسی ذکر کے حلقے یا محفل میں بیٹھ کر اجتماعی طور پر رب کو یاد کرتے ہیں تو رب تعالیٰ اس سے بہتر یعنی انبیاء علیھم السلام کی ارواح اور مقرب فرشتوں کی جماعت میں فخریہ طور پر ان کا تذکرہ کرتا ہے کیونکہ شہوت کا مادہ ہونے کے باوجود ذکر اللہ میں مشغول ہونا بہت بڑی سعادت کی بات ہے۔

" عن ابی رزین قال قال "(مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:-حضرت ابورزین رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ میں تجھ کو ایسا سہارا نہ بتاؤں کہ اس چیز سے تجھ کو دین دنیا کی بھلائی مل جائے تجھ پر اہل ذکر کی مجلس پکڑنا لازم ہیں اور جب تو تنہا ہو تو اپنی زبان کو جتنا ہو سکے ذکر الہی میں میں حرکت دے اور اللہ کی خاطر محبت کر اور اللہ کی خاطر دشمنی رکھ اے ابارضین کیا تو یہ جانتا ہے کہ جب کوئی آدمی اپنے گھر سے اپنے بھائی کی زیارت کرنے نکلتا ہے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے چلتے ہیں جو اس پر دعاء رحمت کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! اس نے تیرے لئے ملاقات کی پس تو اس کو اجر دے پھر اگر تو ان (امور) کے کرنے میں طاقت رکھتا ہے تو یہ (کام) کرتا رہ۔

تشریح اس حدیث مبارکہ میں نیک امور کا تذکرہ کیا گیا ہے جن میں سے اولاً ذکر الہی کی مجالس کو اپنے اوپر لازم کرنا ہے کیونکہ ہر چیز وبھلائی کا سرچشمہ ہے یہی مجالس ہیں۔ثانیاً ان مجالس میں بیٹھ کر ذکر اللہ کی کثرت کرنا بڑی خوش نصیبی کی بات ہے ثالثاً اللہ تعالی کے لیے کسی سے محبت رکھنا اور اس کی رضا کی خاطر کسی سے دشمنی رکھنا ہے اور قرآن کریم میں اسی صفت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے کیونکہ ان کی دوستی ودشمنی کا معیار محبت الہی تھا۔

رابعاً اللہ تعالی خوشودی کے لئے کسی مسلمان بھائی کی زیارت کے لیے گھر سے نکلنا کیوں کہ ستر ہزار ملائکہ اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں چنانچہ جب عام مسلمان بھائی کی زیارت کے لیے نکلنے والے کی اتنی فضیلت ہے تو جو علماء کرام اور اولیاء اللہ کی زیارت کے لیے گھروں سے نکلتے ہیں ان کے شرف وفضیلت کا عالم کیا ہوگا۔(فالحمد للہ علی احسانہ)

الحدیث السادس

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالی کے خاص فرشتے راستوں پر گشت کرتے ہیں اور اہل ذکر کو تلاش کرتے ہیں پس جب انہیں کوئی ایسی جماعت ملتی ہے جو اللہ کا ذکر کرتی ہے تو وہ ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ تم اپنی ضرورت کی طرف آجاؤ پھر وہ انہیں آسمان دنیا تک اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں آپ نے فرمایا واپسی پر اللہ تعالی ان فرشتوں سے فرمائے گا حلانکہ وہ ان کے احوال بہتر جانتا ہے کہ میرے بندے کیا کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے عرض کرینگے کہ وہ تیری تسبیح وتمجید اور حمد وثنا کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اللہ فرمائے گا آیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کریں گے بخدا انہوں نے تجھے نہیں دیکھا اللہ فرمائے گا اگر وہ مجھ کو دیکھ لیں تو کیا ہو؟ فرشتے عرض کریں گے پھر تو وہ تیری حمد وثناء اور عبادت وریاضت اور زیادہ کریں گے۔اللہ فرمائے گا کے وہ کیا سوال کرتے ہیں؟ فرشتے عرض کریں گے وہ جنت کا سوال کرتے ہیں اللہ تعالی فرمائے گا کیا جنت انہوں نے دیکھی ہے فرشتے عرض کریں گے بخدا انہوں نے جنت نہیں دیکھی اللہ تعالی فرمائے گا اگر جنت دیکھ لیں تو کیا ہو فرشتے عرض کریں گے اگر وہ جنت دیکھ لیں تو پھر انہیں جنت کی طلب وحرص زیادہ ہو اور زیادہ رغبت کریں اللہ تعالی فرماتا ہے کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں فرشتے عرض کریں گے دوزخ سے اللہ تعالی فرمائے گا کہ کیا دوزخ انہوں نے دیکھی ہے فرشتے عرض کریں گے بخدا انہوں نے دوزخ نہیں دیکھی اللہ تعالی فرمائے گا اگر دوزخ

دیکھ لیں تو کیا ہو فرشتے عرض کریں گے تو پھر وہ اور زیادہ پناہ مانگے اور تجھ سے زیادہ ڈریں اللہ تعالی فرمائے گا اے فرشتوں تم گواہ ہو جاؤ میں نے انکی مغفرت کر دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک فرشتہ عرض کرے گا اے اللہ ان میں ایک آدمی ایسا بھی ہے جو فقط اپنے کام کے لئے آیا تھا اللہ تعالی فرمائے گا یہ وہ خوش نصیب لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا کبھی بد بخت نہیں ہو تا یعنی میں نے اس کی بھی مغفرت کر دی۔

تشریح اگرچہ اللہ تعالیٰ بندوں کے تمام احوال سے واقف ہیں بلکہ وہ تو علیم بذات الصدور لیکن بطور اعزاز و کرام وہ فرشتوں سے اپنے محبوب بندوں کے متعلق پوچھتا ہے اور آخر میں ان کی مغفرت فرمادیتا ہے بلکہ وہ کسی دنیاوی غرض سے اہل ذکر کے پاس بیٹھتے ہیں تو وہ بھی وہ ان پر ہونے والے فضل و کرم سے محروم نہیں ہوتے اور نیک صحبت کی وجہ سے ان کی بھی مغفرت کر دی جاتی ہے اس لیے حضرت فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

گر ترا عقل است با دانش قرین پاس درویش بدرویشاں نشین

ترجمہ: اگر تجھ کو عقل و تمیز ہے تو درویشوں کے ساتھ بیٹھ

ہمنشینی جز بدرویشا مکن تا توانی غیبت ایشا مکن

(سوائے درویشوں کے کسی کے پاس مت بیٹھو جب تک تجھ سے ہو سکے ان کی غیبت نہ کر)

ایک روایت میں ہے کہ صحبت اثر رکھتی ہے خواہ ایک گھڑی کی ہو اور صحبت کا اثر ہی ہے کہ جو شخص اہل اللہ کے پاس اپنے دنیاوی مقصد سے بھی آیا تو محروم نہیں ہوا اور گوہر مراد حاصل کر گیا۔

الحدیث السابع

ترجمہ: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں تم کو تمہارے بہترین لوگ نہ بتاؤں صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ضرور بتائیں آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے بہترین لوگ وہ ہیں جنہیں دیکھ کر خدا یاد آئے۔(راہ ابن ماجہ)

تشریح: ایک روایت میں ہے کہ بعض مردان حق ذکر الہی کی کنجی ہیں کیونکہ انہیں دیکھ کر خدا یاد آتا ہے ذکر الہی اتنی بڑی دولت ہے کہ جو ذکر حق میں مشغول ہوتا ہے اللہ تعالی بھی ملاء اعلیٰ میں اس کا ذکر فرماتا ہے لیکن یہ دولت خاصان حق کی صحبت کے بغیر نہیں ملتی

اس لیے مولائے روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صحبت مرداں اگر یک ساعت است بہتر از صد چلہ و صد طاعت است

اگر مردان خدا کی ایک ساعت کی محبت ہے تو وہ سو چلوں اور سینکڑوں عبادتوں سے بہتر ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمت اللہ علیہ کے پاس ایک شخص حاضر ہوا آپ نے فرمایا کیا کرتے ہو اس نے کہا اللہ کے ساتھ رہتا ہوں کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے انا جلیس من ذکرنی (میں اس کے ساتھ رہتا ہوں جس نے مجھ کو یاد کیا) آپ نے اس کو فرمایا اے بندہ خدا خاصان حق کے ساتھ رہ کیونکہ جو کچھ بھی تو کرتا ہے اس کی جزا اور صلہ تیرے خلوص کے مطابق ملے گا اور اگر خاصان حق کے ساتھ رہے گا تو ان کے خلوص اور حیثیت کے مطابق تجھ کو ملے گا چنانچہ مولائے روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا گو نشیند در حضور اولیاء

جو شخص خدا کے حضور بیٹھنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ اولیائے کرام کے پاس بیٹھے

غرض یہ کہ ذکر اللہ پر دوام اور ہمیشگی بھی بغیر صحبت اولیاء کے ممکن نہیں ہے اس لیے اللہ تعالی فرماتا ہے

فا سئلو ا اھل--------

ترجمہ: پس تم اہل ذکر سے سوال کرو اگر تم نہیں جانتے یعنی اگر خدا کو راضی کرنے اور اس کی یاد کا طریقہ نہیں آتا تو کسی صاحب دل کی صحبت میں جا کر پوچھو کہ ان کے پاس بیٹھنے سے ہی خدا یاد آتا ہے

الحدیث الثامن

"عن خنظلۃ الاسیدی قال لیقینی ابو بکر فقال کیف انت یا--------------"

ترجمہ: حضرت حنظلہ سیدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ملاقات کی اور فرمایا اے حنظلہ تم کیسے ہو میں نے کہا حنظلہ منافق ہو گیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سبحان اللہ تم کیسی بات کر رہی ہوں میں نے کہا ہم رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں آپ ہمیں جنت اور دوزخ کی نصیحت کرتے ہیں حتیٰ کہ ہم جنت و دوزخ کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں پھر جب ہم آپ کے پاس سے اٹھ کر اپنی بیوی بچوں اور زمینوں ہوتے ہیں میں مشغول ہوتے ہیں تو بہت ساری چیزیں بھول جاتے ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بخدا اس قسم کا معاملہ تو ہمیں بھی پیش آتا ہے پھر میں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ حنظلہ منافق ہو گیا آپ ﷺ نے فرمایا کیا ہوا میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جب ہم آپ کے پاس حاضر ہوتے ہیں تو آپ ہمیں جنت و دوزخ کی نصیحت کرتے ہیں حتیٰ کہ ہم جنت اور دوزخ کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور جب ہم آپ کے پاس سے اٹھ کر اپنی بیوی بچوں اور زمینوں میں مشغول ہوتے ہیں تو بہت ساری باتیں بھول جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میرے پاس ذکر و فکر کی اس کیفیت میں ہوتے ہو اگر تمہاری وہ کیفیت ہمیشہ رہے تو تمہارے بستروں اور راستوں پر فرشتے تم سے مصافحہ کرے لیکن اے حنظلہ یہ کیفیت ایک آدھ ساتھ رہتی ہے (یہ الفاظ آپ نے تین مرتبہ فرمائے)

تشریح:- حضرت حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو منافق اس لئے کہا کہ منافقت یہ ہے کہ باطن کا شر ظاہر کی چیز کی وجہ سے چھپ جائے چونکہ جب حضور ﷺ کی مبارک محفل میں ہوتے تو خوف خدا کی وجہ سے دنیا و مافیھا کو بھول جاتے تھے لیکن جب اپنے بیوی بچوں اور کاروبار میں جاتے تو قلبی کیفیت ختم ہو جاتی اس لئے انہوں نے اپنے آپ کو منافق کہا جس کی وضاحت کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذکر الہی میں استغراق کی یہ حالت ہمیشہ ہو جائے تو فرشتے تمہارے راستوں اور بستروں پر تم سے مصافحہ کریں دل انسان کے جسم میں معرفت الہی کا مقام ہے لیکن اس کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں تبدیلی آتی رہتی ہے کبھی یہ نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے تو کبھی گندے خیالات کی آماجگاہ بن جاتا ہے کسی شاعر نے کہا ہے

ترجمہ: کلب کا نام اسی بنا پر قلب رکھا گیا ہے کہ ہر آن تبدیل ہوتا رہتا ہے اور اس میں مختلف رائیں پیدا ہوتی ہیں لیکن یہ دل اسی وقت استحکام پذیر ہوتا ہے جب اس میں ذکر خدا ہوں کیونکہ ذکر الٰہی سے نور الٰہی دل میں آتا ہے اور اس طرح دل فقط ایک حالت پر معمور ہو جاتا ہے اس لیے بزرگان دین قلبی ذکر کی تاکید کرتے ہیں تاکہ دل سے ہر خیال کو نکال کر ایک ہی فکر کو بسا لیا جائے اور پھر دل خدا کے دیدار کی جگہ بن جاتا ہے حکیم سنائی فرماتے ہیں

دل یکے منظر یست ربانی حجرہ دیو راچہ دل خوانی

(دل خدا کے دیدار کی جگہ ہے شیطان کے گھر کو دل کیوں کہتا ہے)

اس لیے جس کا دل معرفت الٰہی کا خزینہ بن جائے وہی اللہ کا دوست اور محبوب بندہ بن جاتا ہے لیکن یہ بغیر صحبت شیخ کے میسر نہیں ہوتا چنانچہ اولیاء کرام کی محبت کا لازم پکڑنا چاہیے

الحدیث التاسع

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو اعمال میں بہترین ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجات کو بہت زیادہ بلند کرنے والی اور سونے چاندی کو اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر اور جہاد میں تم دشمنوں کو قتل کرو اور وہ تم کو قتل کرے اس سے بھی بڑی ہوں صحابہ کرام نے عرض کیا ضرور بتائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ اللہ کا ذکر ہے۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں ذکر اللہ کو سب اعمال سے افضل قرار دیا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یاد تمام عبادات کا مقصود ہے کسی نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سب سے بڑی عبادت کونسی ہے انہوں نے فرمایا کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا جس میں فرمایا گیا ہے ولذکر اللہ اکبر اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔

میں نے اپنے شیخ کامل حضرت پروفیسر علامہ مولانا محمد مقصود الٰہی صاحب نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ سے سنا کہ اللہ کے ذکر کا افضل عبادت ہونا اس لئے ہے ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ ہر چیز کو صاف کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی آلہ ہوتا ہے (جیسے لوہے کو زنگ لگ جائے تو بھٹی میں ڈال کر صاف کیا جاتا ہے) اسی طرح دلوں کے زنگ کو صاف کرنے کے لیے اللہ کی یاد ہے اور دل کو صاف کرنا یوں بھی ضروری ہے کے ظاہری جسم کی اصلاح دل کی اصلاح پر موقوف ہے اور اسکا فساد دل کے فساد کی وجہ سے ہوتا ہے گویا ہر باطنی مرض کی ابتدا دل سے ہوتی ہے اور دل کو شفا اور اس کی اصلاح وصفائی اللہ کے ذکر سے ممکن ہے اس لیے اللہ کا ذکر سب سے افضل عبادت ہے لہذا ایہاں ذکر سے ذکر قلبی مراد لیا ہے جس کی اصل مراقبہ اور یاد الٰہی کی سوچ ہے کیونکہ ہر عمل کی درستگی کا دارومدار نیت پر ہے اور نیت کا تعلق دل سے ہے اور دل کی اصلاح اللہ کے ذکر سے حاصل ہوتی ہے چنانچہ ایک حدیث میں ایک گھڑی کی فکر کو ستر سال کی عبادت سے بہتر قرار دیا گیا ہے اس لئے شیخ خاقانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

بس از سی سالایں معنی محقق شد بخاقانی روبایاد حق بودن بہ از ملک سلیمان

ترجمہ: بیس سال بعد خاقانی پر یہ حقیقت آشکار ہوئی ہے کہ ایک گھڑی ذکر خدا میں مشغول ہونا ملک سلیمانی سے بہتر ہے غرض یہ کہ تمام عبادات واعمال کا مقصود یاد خدا ہے یہ دائمی فرض ہے جس میں مکان وزمان کی قید نہیں ہے اس لیے ذکر الٰہی کو افضل قرار دیا گیا ہے

الحدیث العاشر

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی دیہاتی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کون سے لوگ بہتر ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا خوشخبری اس شخص کے لیے ہے جس کی عمر طویل اور عمل اچھے ہوا اس نے عرض کیا کہ کون سے اعمال افضل ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو دنیا سے جدا ہو حالانکہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں اعرابی کے سوال پر حضور ﷺ نے لوگوں میں بہترین اس شخص کو قرار دیا ہے جس کی عمر طویل ہو لیکن طویل عمر کے ساتھ ساتھ اس کے اعمال بھی اچھے ہوا اگرچہ ارذل العمر سے حضور ﷺ نے پناہ مانگی ہے لیکن اگر طویل العمر اعمال صالحہ میں گزرے تو وہ نہ صرف محمود ہوتی ہے بلکہ اللہ کو بھی محبوب ہے اور اعمال میں سب سے بہتر اللہ کا ذکر ہے کیوں کے یہ عمل عام اعمال کا مقصود ہے گویا ہر وقت ذکر الٰہی میں رطب اللسان رہنا محبوب اور پسندیدہ عمل قرار دیا گیا ہے۔

علمائے کرام نے رطب اللسان سے مراد کثرت ذکر لی ہے کیونکہ جس کو کسی سے محبت ہوتی ہے وہ اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے لیکن اس کا دوسرا مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب نبوبان الٰہی، اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو ان کی زبان پر ایک عجیب تروات آجاتی ہے اور اس لذت کو نہ صرف وہ اپنے دل میں محسوس کرتے ہیں بلکہ سننے والے بھی اسی خوشبو کو محسوس کرتے ہیں چنانچہ ہم نے اپنے بزرگان دین کی محافل میں اکثر دیکھا ہے کہ وہ کسی کو ذکر کی تلقین کرتے ہیں تو زبان سے لفظ اللہ ذکر کرتے وقت ان کی زبان جس طرح لذت پیدا کرتی ہے سامعین اس لذت کو اپنے دل میں محسوس کرتے ہیں بقول مولائے روم۔

اللہ اللہ این چہ شیریں است نام شیر وشکری شود جانم تمام

خود چہ شیرین ست نام پاک تو خوشتر از آب حیات ادراک تو

اللہ اللہ یہ کیا میٹھا نام ہے کہ دودھ وشکر کی طرح میری جان ہو جاتی ہے

تیرا نام پاک خود کتنا میٹھا ہے اور ترا ادراک آب حیات سے بہتر ہے

حضرت ابو دردا (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ جن کی زبان ذکر خدا سے تر رہتی ہے وہ ہنستے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے۔

الحدیث الحادی عشر

ترجمہ: حضرت انس (رضی اللہ تعالی عنہ) فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم جنت کے باغات سے گزرو تو خوب چرلیا کرو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ جنت کے باغات دنیا میں کہاں ہیں آپ نے فرمایا ذکر کے حلقے۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں حضور نے لوگوں کو ترغیب دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ جب کسی شخص کی ذکر کی محافل میں رسائی ہو جائیں تو وہ اس کو غنیمت سمجھے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں اور خوب چرنے سے مراد یہ ہے کہ جس طرح کوئی جانور جب کسی کھیت میں گھس کر چرتا ہے تو لاکھ ڈنڈے پڑے لیکن وہ پیچھے نہیں ہٹتا اسی طرح مرد مومن بھی جب ایسی محافل کو پالے تو اب ہزار تکالیف ومصائب وارد ہو اور لوگ طعن وتشنیع کی بوچھاڑ کریں اس کو چاہیے کہ ان صحبتوں کو نہ چھوڑے کہ یہی نجات کا ذریعہ ہے۔

جنت کے باغ اس لیے فرمایا کہ جس طرح جنت میں کسی قسم کی آفت و مشقت نہیں ہو گی اسی طرح ان مجالس میں بیٹھنے والا ہر قسم کی مصیبت و پریشانی سے محفوظ ہو جائے گا اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ فتنے اور شیطان سے پناہ مل جاتی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے پیچھے اس کا دشمن لگ جائے اور سامنے لوہے کا قلعہ ہو اور وہ شخص اس قلعے میں جا کر دروازہ بند کر لے تو کیا اس کو دشمن سے کوئی خطرہ رہا صحابہ کرام نے عرض کیا اب اسے کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا ذکر کرنے والا شیطان کے شر سے اس طرح محفوظ ہو جاتا ہے جس طرح یہ شخص دشمن سے محفوظ ہو گیا۔ گویا ذکر کے حلقے ایسے مضبوط قلعے ہیں کہ جو ان میں آجائے وہ شیطان کے مکر وہ فریب اور نفس کی شرارتوں سے محفوظ و مامون ہو جاتا ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ "ذکر دلوں کے لیے شفا ہے" کیونکہ جس طرح جسم بیمار ہو جاتا ہے اسی طرح ہمارا دل بھی بیمار ہوتا ہے اور دلوں کے امراض بغض و کینہ، حسد و تکبر اور خود ستائی کی صورت میں پیدا ہوتے ہیں جو انسان کے ہر عمل کو ختم کر دیتے ہیں اور ان سے نجات و شفا کا واحد طریقہ اللہ کے ذکر کی کثرت ہے جس سے دل منور ہو جاتا ہے اور دل کی سختی دور ہوتی ہے اور نرمی پیدا ہوتی ہے جس پر خلوص اور حسن نیت کے پھل لگتے ہیں اور یوں بندہ اللہ تعالیٰ کا محبوب اور برگزیدہ بن جاتا ہے۔

الحدیث الثانی عشر

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ایسی محفل میں بیٹھا جس میں اللہ کو یاد نہ کیا گیا ہو تو اس پر اللہ کی طرف سے حسرت ہے اور جو شخص ایسی جگہ سویا ہوں جہاں اللہ کو یاد نہ کیا گیا ہو اس پر اللہ کی طرف سے حسرت ہے۔

تشریح:- ہم روزانہ کئی محافل میں حاضر ہوتے ہیں جہاں لہو لعب کے سوا کچھ نہیں ہوتا اور جب چند دوستوں کی محفل اختتام پذیر ہوتی ہے تو اسے ایک اچھی محفل سے تعبیر کر کے یادگار سمجھتے ہیں اور اس طرح ہمارے شب و روز فضول گفتگو اور لایعنی محافل میں صرف ہو جاتے ہیں اور ہم کو ان لمحات کے ضائع ہونے کا احساس بھی نہیں ہوتا ہم نے ان محافل میں بیٹھ کر اپنا کتنا نقصان کیا ہے اس کا اندازہ قیامت کے دن ہو گا جب ایک ایک نیکی کی ضرورت پڑے گی اور بندہ خدا حسرت و یاس میں کہے گا کہ یارب مجھے دوبارہ دنیا میں بھیج دے تاکہ میں تیری عبادت کر کے تجھے راضی کر سکوں لیکن وہاں تمام باتیں بیکار ہوں گی اس لیے آج ان محافل کو با مقصد بنائیں اور اس کا واحد ذریعہ ذکر الٰہی ہے کیونکہ اگر محفل دنیاوی ہی کیوں نہ ہو لیکن اگر اس میں ذکر الٰہی بھی شامل کر لیا جائے تو وہ نہ صرف حسرت و نقصان سے محفوظ کرے گی بلکہ قیامت کے دن مغفرت کا ذریعہ بھی ہو گی۔ یہ تو عام محافل کا تذکرہ ہے لیکن خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو ذکر الٰہی کے لئے مختلف علاقوں سے پیدل اور سوار آتے ہیں ان کا مقصد بھی فقط رب تعالیٰ کی رضا اور اس کے خاص بندوں کی صحبت ہوتا ہے۔ ایسی محافل کیوں کر نہ بخشش و مغفرت کا ذریعہ ہوں گی بلکہ حدیث میں آتا ہے کہ محفل کے ختم ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ ان سب کی مغفرت فرما دیتا ہے اور اگر کوئی اپنے دنیاوی کام سے اس محفل میں بھی آجائے تو ان محبوبان حق کی برکتوں سے اس کی مغفرت بھی کر دی جاتی ہے (دیکھئے حدیث نمبر 6) ایک حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ مجلس کا کفارہ یہ ہے کہ مجلس کے اختتام پر اللہ کو یاد کیا جائے۔

الحدیث الثالث عشر

"عن ابن عمر رضی اللہ عنھما قال قال رسول اللہ ﷺ.............." (رواہ الترمذی)

ترجمہ:- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بغیر ذکر اللہ کلام نہ کیا کرو کیوں کے بغیر ذکر اللہ کے زیادہ کلام دل کو سخت بناتا ہے اور لوگوں میں اللہ سے دور سخت دل والا ہے

تشریح: تمام علمائے کرام اور صوفیائے عظام خاموشی کی فضیلت پر متفق ہیں اور خاموشی کو ایسا کیمتی موتی قرار دیتے ہیں جو ہر قسم کی پریشانی سے نجات کا باعث ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو خاموش رہا نجات پا گیا لیکن اگر کلام کرنے کا ارادہ ہو تو اللہ کے ذکر کے سوا کلام نہ کیا جائے اور وہ یہ کہ سنت رسول کے مطابق کلام میں شائستگی اور نرمی ہونی چاہئے اور جس کلام سے کسی بھائی کی دل آزاری نہ ہو تو یہی کلام ذکر اللہ بن جائے گا ورنہ لایعنی اور بیہودہ باتوں سے نہ صرف گناہ لازم ہوتا ہے بلکہ انسان کا دل بھی سخت ہو جاتا ہے اور دل کی سختی اللہ کی رحمت سے دور ہونے کی علامت ہے چنانچہ قرآن کریم میں کفار کے دلوں کی سختی کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

پھر تمہارے دل اس (حق) کے بعد سخت ہو گئے اور وہ پتھروں یا اس سے زیادہ سخت ہیں

علمائے تصوف نے قلوب کی چار اقسام بیان کی ہیں

قلب قاسی: اس سے مراد کفار و مشرکین کے قلوب ہیں جو حق نہ سننے اور قبول نہ کرنے کی وجہ سے سخت ہو گئے۔

قلب ناس: اس سے مراد گناہگار مسلمان کا دل ہے جو رب کو بھول گیا ہے جب وہ توبہ کرتا ہے تو اسے اطمینان ملتا ہے

قلب مشتاق: اس سے مراد متی مسلمان کا وہ دل ہے جو ذکر الٰہی کی وجہ سے مطمئن ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ الا بذکر اللہ تطمین القلوب

قلب وجدانی: اس سے مراد انبیائے کرام اور محبوبان الٰہی کے قلوب ہیں جو اللہ کی ذات و صفات سے مطمئن ہیں اور ان کو صفات حق کا مشاہدہ ہوتا ہے جیسا کہ اکثر انبیاء علیہم السلام کے واقعات میں ہے کہ انکو مردہ کو زندہ کرنے کے مشاہدات کرائے گئے چنانچہ ذکر اللہ کی کثرت سے اللہ تعالیٰ بندے کو قلب وجدانی عطا کرتا ہے جو انوار و تجلیات الٰہی کا منبع و مرکز بن جاتا ہے۔

الحدیث الرابع عشر

ترجمہ: "حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سونے اور چاندی کو جمع کرنے کی مذمت میں آیت نازل ہوئی تو اس وقت ہم حضور علیہ السلاۃ وسلام کے ساتھ سفر میں تھے آپ کے بعض صحابہ نے کہا سونے اور چاندی کو جمع کرنے کی مذمت میں آیت نازل ہوئی کاش ہم کو معلوم ہوتا کہ کون سا مال بہتر ہے تو ہم اس مال کو جمع کرتے آپ نے فرمایا سب سے افضل مال (عمل) ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل اور نیک بیوی ہے جو ایمان پر اس کی مدد کرے"

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں سونے اور چاندی کو جمع کرنے والوں کی مذمت میں جو آیت نازل ہوئی ہے وہ سورۃ توبہ کی آیت کریمہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی مذمت فرمائی ہے جو مال و دولت جمع کرتے ہیں اور اللہ کا حق اس میں سے ادا نہیں کرتے یعنی جو اللہ تعالیٰ نے ان پر فرض کیا ہے وہ بھی ادا نہیں کرتے اور سانپ بن کر دولت پر بیٹھ جاتے ہیں نہ تو خود کھاتے ہیں نہ کسی کو کھلاتے ہیں ایسے لوگوں کا مال دوزخ میں سانپ بچھو بنا کر ان کے گلے میں ڈال دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ وہ مال ہے جو تم جمع کرتے تھے آج ہی تمہارے ساتھ اس شکل میں رہے گا لیکن اگر کوئی اپنے مال کو راہ خدا میں خرچ کرتا ہے تو یہی مال اس کے لیے راحت کا باعث ہو گا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس بات پر تعجب کرتے تھے کہ کاش ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ بہترین عمل کیا ہے تاکہ ہم وہ عمل

کر کے اللہ کو راضی کرے اس پر آپ نے فرمایا کہ بہترین اعمال میں سے یہ ہے کہ تمہاری زبان ہمہ وقت ذکر کرنے والی ہو اور دل شکر الہی کی لذت سے لبریز ہو اور نیک بیوی ہو جو تمہارے ایمان میں تمہاری مدد کرے اور حقیقت یہی ہے کہ جب انسان کا دل اللہ کی نعمتوں پر شاکر ہو جائے تو یہ شکر مزید ذکر کا تقاضہ کرتا ہے اور قلب و باطن اللہ کی محبت سے منور ہو جاتا ہے اور اگر نیک بیوی بھی ہو تو انسان کا ایمان محفوظ اور کامل ہو جاتا ہے

الحدیث الخامس عشر

ترجمہ: حضرت ابوسعید الحضری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہا مسجد نبوی میں ایک حلقے کے پاس سے گزرے آپ نے فرمایا تم کو کس بات نے یہاں بٹھایا ہے انہوں نے کہا ہم اللہ کے ذکر کے لیے بیٹھے ہیں آپ نے فرمایا بخدا کیا تم صرف اس مقصد کے لئے بیٹھے ہو انہوں نے کہا کہ ہم اس کے سوا کسی اور مقصد کے لئے نہیں بیٹھے آپ نے فرمایا میں نے کسی کی بدگمانی کی وجہ سے قسم نہیں کھائی اور نہ ہی میرے سوا کوئی ہے جو حضور سے سب سے کم روایت کرتا ہو بے شک ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کی ایک جماعت میں تشریف لائے اور فرمایا کہ تم کس لئے بیٹھے ہو انہوں نے کہا کہ ہم اللہ کا ذکر اور اس کی حمد و ثنا کرتے ہیں کہ اس نے اسلام دے کر ہم پر احسان کیا آپ نے فرمایا بخدا اس کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے نہیں ہے صحابہ نے عرض کی بخدا اس کے علاوہ کوئی مقصد نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے قسم کسی بدگمانی کی وجہ سے نہیں کھائیں ابھی میرے پاس جبرائیل آئے تھے اور یہ خبر دے گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے فرشتوں میں فخر کرتا ہے

تشریح: قسم دے کر پوچھنے کا مقصد یہ تھا کہ کہیں کوئی اور وجہ تو اس فخر کا سبب نہیں ہے لیکن جب معلوم ہو گیا کہ ذکر الہی کے سوا کوئی اور مقصد نہیں ہے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی اس کی وجہ سے تم پر فخر کرتا ہے اور وہ اس لئے بھی کہ انسان میں شہوت ہے ضرورت اس کے پیچھے لگی ہیں کاروبار زندگی ذکر سے مانع ہیں لیکن پھر بھی وہ ذکر و فکر میں مشغول ہیں جبکہ فرشتے ان تمام ضروریات سے فارغ ہیں اس لئے فرشتوں کے مقابلے میں انسان کا ذکر کرنا قابل فخر ہے کتنے وہ لوگ جن کو دنیا میں رضا الہی کی خوشخبری سنادی گئی اور ان کی عبادتوں پر اللہ تعالی بھی خوش ہو کر فرشتوں میں فخریا بیان فرماتا ہے بزرگان دین فرماتے ہیں کہ ہما وقت دل و زبان سے ذکر الہی میں مشغول رہ کہ پتہ نہیں کونسی گھڑی تجھ پر نظر کرم ہو جائے اور تجھے بھی وصال حق نصیب ہو جائے۔

ذات غیب الغیب پر رکھنا خیال ہے کلید معرفت قرب و وصال

الحدیث السادس عشر

ترجمہ: حضرت ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے بے شک بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ نرم نرم بستروں پر اللہ کا ذکر کرتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ تعالی جنت کے اعلی درجات میں ان کو داخل کرے گا۔

تشریح: دنیا میں مصیبت و مشقت اٹھانے والے اور اس پر صبر کرنے والے کو نہ صرف ثواب ملتا ہے بلکہ اس کے درجات بھی بلند ہوتے ہی اس لیے صبر کرنے والوں کو اللہ تعالی نے اپنی مدد و نصرت کی خوشخبری سنائی ہے لیکن ذکر حق وہ نعمت ہے کہ اگر راحت کے وقت نرم گرم بستروں پر بیٹھ کر بھی کیا جائے تو اللہ تعالی اس بندے کے گناہ معاف فرماتا ہے اور اسے جنت کے اعلی درجوں تک پہنچاتا ہے اس حدیث کی بنا پر صوفیائے کرام نے فرمایا کہ سلاطین اور امراء کو ذکر کرنے سے نہ روکنا چاہئے کہ وہ اسکی بنا پر اعلی درجات حاصل کر سکتے ہیں بلکہ اکثر صوفیاء اکرام تو سلاطین کو بھی مخلوق کی خدمت کے ساتھ ذکر الہی کی کثرت کی تلقین کرتے ہیں تا کہ وہ بھی اعلی درجات کو پہنچے۔

حضرت ابو دردا (رضی اللہ عنہا) فرماتے ہیں کہ تو رب کو خوشیوں اور مسرتوں میں یاد رکھ وہ تجھ کو تکالیف اور مصائب میں یاد رکھے گا اسی طرح حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا ہے کہ جو بندہ رب کو خوشیوں میں یاد رکھتا ہے تو مصیبت آنے پر جب وہ رب کو پکارتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ مانوس آواز ہے پھر وہ اس کی خوشحالی کے لئے دعا کرتے ہیں اور جب بندہ خوشیوں میں رب کو بھول جائے تو مصیبت کے وقت رب کو یاد کرنے پر فرشتے کہتے ہیں کہ غیر مانوس آواز ہے یعنی دعا نہیں کرتے۔

آدمی خوشی و غم میں ہو یہ سفر و حضر میں خوشحالی و تنگدستی میں ہو یا صحت و تندرستی میں اسے ہر وقت اللہ کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہی بندہ ہونے کی علامت ہے کہ اپنے خالق و مالک کو ہر لمحہ یاد رکھا جائے۔

الحدیث السابع عشر

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سے لوگ افضل اور قیامت کے دن اعلی درجے پر ہونگے آپ ﷺ نے فرمایا" اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں" عرض کیا گیا کہ اللہ کے راستے میں لڑنے والے غازی سے بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا" اگر وہ تلوار کفار و مشرکین پر چلائے یہاں تک کہ تلوار ٹوٹ جائے اور خون سے رنگین ہو جائے تب بھی اللہ کا ذاکر درجے میں اس سے افضل ہے"۔

تشریح: جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے سوال کیا کہ افضل العباد کون لوگ ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں اس سے مراد یہ ہے کہ جو لوگ ذکر و فکر پر ہیشگی اختیار کرتے ہیں اور تمام نعمتوں پر شکر بجالاتے ہیں ان کو اللہ تعالی نے فضیلت دی ہے اگرچہ غازی کا مرتبہ بہت بلند ہے لیکن عبادات میں ریاں آجائے تو خواہ کتنی ہی محنت سے کی گئی ہو بے کار ہو جاتی ہے کیوں کہ علم میں اخلاص کو وہی حیثیت حاصل ہے جو جسم میں روح کو ہے۔ چنانچہ ذکر الہی کرنے سے عمل میں اخلاص آتا ہے اور جب اخلاص آجائیں تو عبادات میں نکھار آتا ہے اس لئے ذکر الہی کو تمام عبادات پر فضیلت حاصل ہے لیکن اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ آدمی ذکر کو پکڑ کر اللہ کے احکامات کو پس پشت ڈال دے بلکہ فرائض کو پابندی سے ادا کرے اور جتنا وقت ملے اللہ کو یاد کرنے میں صرف کرے کہ بندگی کا حاصل یہی ہے اس لیے مولائے روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

آن جہاد اصغر است ایں اکبر است ہر دو کام رستم است وحیدر است

ترجمہ: وہ (کفار سے) جہاد اصغر ہے اور یہ (نفس سے) جہاد اکبر ہے، جنگ رستم (پہلوان) کا کام ہے اور یاد الہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کام ہے

الحدیث الثامن عشر

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا!" شیطان اولاد آدم کے دل پر چمٹا رہتا ہے بس جب وہ بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ بھاگ جاتا ہے اور جب وہ غافل ہوں تو وسوسے ڈالتا ہے"

تشریح: دل جسے اللہ تعالی نے حضرت آدم کے جسم بنانے کے چالیس سال بعد سینے میں رکھا تو ابلیس نے کہا کہ تو نے یہ کیا چیز اس میں رکھی ہے ارشاد ہوا کہ یہ ہماری تجلیات انوار کا مقام ہے ابلیس نے کہا کہ جب یہ تیری نور کی جگہ ہے تو میں بھی اسی جگہ گھات لگا کر بیٹھوں گا تا کہ کوئی تیری محبت حاصل نہ کر سکے اللہ تعالی نے فرمایا کہ میرے خالص بندے تیرے بہکانے میں نہ آئیں گے کیونکہ وہ ہر وقت مجھے یاد کریں گے

اس حقیقت کو اس حدیث مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے کہ شیطان انسان کے دل پر قبضہ رکھتا ہے۔ جب بندہ ذکر الٰہی میں مشغول ہوتا ہے تو بھاگ جاتا ہے اور جب غافل ہوتا ہے تو پھر قبضہ کر لیتا ہے۔ اسی مضمون کو قرآن کریم میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ

ترجمہ: "اور جو کوئی رحمان کی یاد سے آنکھ چرائے ہم اس پر شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو اس کا ساتھی ہو"۔ (الزخرف: 43)

یعنی جو بھی ذکر الٰہی سے اعراض کرے گا اس پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے اور جو ذکر الٰہی کی کثرت کرتے ہیں وہ شیطان کے حملے سے محفوظ رہتے ہیں۔

تمام اعضاء میں دل وہ واحد عضو ہے جو شیطانی اور رحمانی لشکروں کا میدان ہے اور اس پر خیر و شر کی قوتوں کا مقابلہ ہمہ وقت جاری رہتا ہے۔ کبھی دل میں نیکی کا خیال آتا ہے تو یہ نیکی کی قوت غالب ہونے کی علامت ہوتی ہے اور جب برائی کا تصور ہو تو یہ بدی کی قوت کے غالب ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ اس لئے فوراً ذکر الٰہی میں مشغول ہو کر بدی کی قوت کو کمزور کر کے پھر نیکی کو بیدار کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور جو لوگ ہمیشہ کے لئے اس شیطانی قوت کو مغلوب کر لیتے ہیں انہی کو اصلاح شرح میں ولی اللہ کہا جاتا ہے۔

الحدیث التاسع عشر

ترجمہ: حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ غافلوں میں اللہ کو یاد کرنے والا اس طرح ہے جیسے میدان جنگ سے بھاگنے والوں کے بعد کوئی لڑنے والا ہو اور غافلوں میں اللہ کو یاد کرنے والا اس طرح ہے جیسے خشک درخت میں سر سبز شاخ ہو اور ایک روایت میں ہے کہ جیسے سوکھے درختوں کے درمیان سر سبز درخت ہو اور غافلوں میں اللہ کو یاد کرنے والا اس طرح ہے جیسے اندھیرے گھر میں چراغ ہو اور غافلوں میں اللہ کو یاد کرنے والے کو اللہ تعالیٰ اس کی زندگی میں جنت کا مقام دکھا دیتا ہے۔ اور غافلوں میں اللہ کو یاد کرنے والے کو ہر بنی آدم اور چوپائے کی مثل بخشا جاتا ہے۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں غافلوں میں ذکر حق کرنے والے کی فضلیت بیان کی گئی ہے۔ نفس سے جہاد کو جہاد اکبر کہا گیا ہے کیونکہ یہ دائمی جہاد ہے۔ ذاکر حق دائمی جہاد میں مشغول رہتا ہے۔ جبکہ یاد حق سے غافل لوگ نفس و شیطان کے مکروہ فریب میں آکر شکست کھا بیٹھتے ہیں لیکن ذاکرین حق ہمہ وقت ذکر اللہ کے ذریعے نفس و شیطان پر ضرب لگاتے رہتے ہیں۔ اور ان کا ایمان تازہ رہتا ہے۔ اور ابھی ان کی موت آتی نہیں کہ پہلے ہی وہ لوگ جنت میں اپنا مقام دیکھ لیتے ہیں۔ اور دنیا میں بخشش کا پروانہ ان کو دے دیا جاتا ہے۔ اس لئے حضرت فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

زندہ دار از ذکر صبح و شام را　　　　در تغافل مگذر این ایام را

(صبح و شام کو ذکر حق سے زندہ رکھو اور اپنے (قیمتی) دنوں کو غفلت میں نہ گزارو)

الحدیث العشرون

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دنیا ملعون ہے اور جو چیز اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے۔ سوائے اللہ کے ذکر، اور جو چیز اس میں مدد کرے اور علم سکھانے والا اور علم حاصل کرنے والا۔

تشریح: روایت میں ہے کہ اگر اللہ کے نزدیک دنیا کی حیثیت مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو رزق نہ ملتا لیکن دنیا کی حقیقت اللہ کے نزدیک کچھ بھی نہیں اس لیے اس دنیا کی چیزوں کو ملعون کہا گیا ہے۔ لیکن ذکر الٰہی اور جو اس میں مدد کرنے والی چیزیں ہیں۔ وہ لعنت کی ہوئی نہیں ہیں کیونکہ ذکر الٰہی تو حاصل زندگی ہے۔ اس مفہوم کے اعتبار سے وہ دنیاوی چیزیں جو ذکر حق میں مددگار اور معاون ہیں ملعون نہ ہوں گی۔ اور دینی تعلیم حاصل کرنے والا اور سیکھانے والا بھی ملعون نہیں ہے۔ کیونکہ یہ علم معرفت الٰہی کا ذریعہ ہے۔

حضرت فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

چوں شمع از پئے عم باید گداخت　　　　کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

(علم کے لئے شمع کی طرح پگھلنا چاہئے کیونکہ بغیر علم کے خدا کی پہچان نہیں ہوتی)

الحدیث الحادی والعشرون

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں۔ جب کہ وہ مجھ کو یاد کرتا ہے۔ اور اس کے ہونٹ میرے ذکر میں ہلتے ہیں۔

تشریح: اللہ تعالیٰ کو اپنی یاد میں مشغول رہنے والے اتنے پسند ہیں کہ جو اس کا ذکر کرنے کے لیے اپنے ہونٹ ہلاتا ہے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور قرب و معیت اس کو نصیب ہو جاتی ہے۔ اور جس کو اللہ کی معیت نصیب ہو جائے اس پر دنیا میں نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ آخرت میں وہ لوگ غمگین ہوں گے کیونکہ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ

جس کو چار چیزیں مل جاتی ہیں اس کو دین و دنیا میں بھلائی مل جاتی ہے۔ ایک وہ زبان جو ذکر اللہ میں مشغول رہنے والی ہو دوسرا وہ دل جو شکر کرتا رہتا ہو۔ تیسرا وہ بدن جو مشقت کرنے والا ہو چوتھی وہ بیوی جو اپنے نفس اور خاوند کے مال میں خیانت نہ کرے۔

الحدیث الثانی والعشرون

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ ہر چیز کی صفائی کے لئے کوئی نہ کوئی آلہ (صیقل) ہے اور دلوں کی صفائی کا ذریعہ اللہ کا ذکر ہے۔ اور کوئی چیز اللہ کے ذکر کے سوا عذاب سے نجات دینے والی نہیں ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اور نہ یہ کہ تم اپنی تلوار سے کافروں کو مارو کہ یہاں تک وہ ٹوٹ جائے۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں پہلا مضمون صفائی قلب سے متعلق ہے کیونکہ جب لوہے کو زنگ لگ جائے تو بھٹی میں پکا کر اس کو صاف کیا جاتا ہے، لکڑی خراب ہو جائے تو اسے پالش کے ذریعے چمکایا جاتا ہے۔ اسی طرح جب دل گناہوں کی کثرت کی وجہ سے بیمار اور مردہ ہو جائے اور قساوت و کدورت اس میں آجائے تو اس کی اصلاح و صفائی ذکر اللہ سے ہی ممکن ہے کیونکہ اللہ کا نام پاک ہے۔ اور جس دل میں وہ نام بس جائے اسے بھی طہارت مل جاتی ہے۔ اور دنیا میں اس شخص کو سکون قلب نصیب ہو جاتا ہے۔ اس لئے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ

نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے　　　　تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

(سوہناسائیں رحمتہ اللہ علیہ اس شعر کو یوں پڑھا کرتے تھے)

سکونِ قلب ملتا ہے خدا کو یاد کرتے سے　　　　نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے

دوسرا مضمون عذاب الہی سے نجات کے متعلق ہے۔یوں تو ہر عبادت عذاب الہی سے نجات کا موجب ہے اور چھوٹے سے چھوٹے عمل پر بھی اجر وثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔ لیکن سب سے زیادہ عذاب الہی سے نجات دینے والا اللہ تعالی کا ذکر ہے کیونکہ اللہ تعالی نے ولذکر اللہ اکبر ط فرمایا ہے تو جب اللہ کا ذکر ہی تمام عبادات کا خلاصہ ہے تو بہت زیادہ عذاب سے نجات دینے والا بھی یہی ذکر ہو گا۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کا گذر ایک دفعہ دو قبروں سے ہوا تو آپ ﷺ نے نور نبوت سے دیکھا کہ قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے۔ آپ نے کھجور کی ایک سر سبز شاخ لے کر اس کے دو حصے کئے اور دونوں؟ قبروں پر لگا دیئے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے ایسا کیوں کیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ میں نے سر سبز شاخیں لگا دیں تا کہ جب تک یہ ہری بھری رہیں گی ذکر اللہ کرتی رہیں گی اور جہاں ذکر اللہ ہوتا ہے وہاں عذاب اٹھالیا جاتا ہے۔ اور ان کو مغفرت و بخشش کا مژدہ سنا دیا جاتا ہے۔ ذکر اللہ، راہ خدا میں جہاد کرنے سے بھی افضل بتایا ہے کیونکہ یہ جہاد، جہاد اصغر ہے جب کہ ذکر اللہ سے مسلح ہو کر جہاد کرنا نفس سے جہاد ہے جو جہاد اکبر ہے۔ (یہ عام حالت میں ہے ورنہ بعض حالتوں میں جہاد فی سبیل اللہ فرض ہوتا ہے۔ جب کہ دیگر عبادات کی فضیلت اپنی جگہ مسلم ہے)۔

الحدیث الثالث والعشرون

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو جماعت کسی مجلس سے کھڑی ہو جس میں خدا کو یاد نہ کیا گیا ہو اس طرح ہے جیسے مردہ گدھے پر سے کھڑے ہوئے ہوں اور ان پر حسرت ہے۔ (رواہ احمد وابوداود)

تشریح: حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نیک لوگوں کی اور ذکر الہی کی ایک مجلس دو لاکھ بری مجلسوں کا کفارہ ہے۔ لغو اور بے ہودہ باتوں سے وقت برباد کرنا مومن کی شان نہیں بلکہ مومن تو وہ ہے جو فضول باتوں سے پرہیز کرے ارشاد ہوتا ہے وا لذین ھم عن اللغو معرضون (مومنون:3) (اور مومن وہ ہیں جو لغویات سے پرہیز کرنے والے ہیں۔) اس لئے ایسی مجلس سے پرہیز کرنا چاہیئے جہاں ذکر خدا نہ ہو اور اہل اللہ کی محبت کو لازم پکڑنا چاہیئے کہ اسی میں دین و دنیا کی بھلائی ہے۔ حضرت فرید الدین عطار علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

ترک لذت جہاں باید گرفت　　　　دامن صاحبدلاں باید گرفت

(دنیا کی لذت کو چھوڑنا اور اہل دل لوگوں کے دامن سے وابستہ ہونا چاہیئے)

الحدیث الرابع والعشرون

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر ایک شخص کے پاس بہت سے پیسے ہوں اور وہ اس کو تقسیم کرتا رہے اور دوسرا اللہ تعالی کا ذکر کرتا رہے تو اللہ کا ذکر افضل ہے۔

تشریح: اگرچہ غریبوں اور مسکینوں سے ہمدردی اور ایثار بہت بڑی عبادت ہے لیکن اس سے بھی بڑھ کر اللہ تعالی کا ذکر کرنا ہے کیونکہ صدقات و خیرات ادا کرنے والے کے دل میں اگر ریا و تکبر آگیا تو اس کا عمل اکارت جائے گا اور لاکھوں راہ حق میں دے کر بھی اس کے حصے میں نیکی و ثواب نہ آئے گا۔

جب کہ ذکر حق میں مشغول شخص کو اللہ تعالی دل کی طہارت و پاکیزگی عطا فرماتا ہے۔ جس کی وجہ سے چھوٹا عمل بھی بڑے اجر و ثواب کو موجب بنتا ہے۔ لیکن خوش نصیب ہیں وہ اہل ثروت جن کو اللہ تعالی دولت کے ساتھ ساتھ اپنے ذکر کی توفیق بھی عطا فرماتا ہے۔ ایک طرف وہ فقیروں کی ضرورت پوری کر کے حقوق العباد ادا کرتے ہیں اور دوسرے طرف اللہ کو یاد کر کے اس کو راضی کرتے ہیں اور اہل ذکر کی مجلس میں بیٹھ کر اپنی دنیا و آخرت کو سنوارتے ہیں۔

الحدیث الخامس والعشرون

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جنتیوں کو دنیا کی کسی چیز کا بھی افسوس نہ ہو گا سوائے اس گھڑی کے جو ذکر الہی کے بغیر دنیا میں گزری ہو گی۔ (الطہرانی والبیہقی فی الشعب الکبیر)

تشریح: ایک روایت میں ہے کہ لوگ دو چیزوں سے دھوکے میں ہیں اولاً صحت اور ثانیاً فراغت۔ یعنی پر شخص اس گمان میں رہتا ہے کہ وہ ابھی جوان ہے اور ابھی اس کے بدن میں جان ہے بعد میں اللہ کو یاد کر لوں گا حالانکہ برف کی طرح اس کی زندگی بڑی تیزی کے ساتھ پگھلتی جا رہی ہے۔ اور اس کو احساس بھی نہیں ہوتا کہ جس صحت کے گھمنڈ میں وہ انتظار کرتا رہا وہ وقت گزر چکا ہے۔ ثانیاً وہ فرصت کے لمحات ڈھونڈتا ہے تاکہ اللہ کو یاد کر سکے حالانکہ ہزاروں فرصت کے لمحات تعیش زندگی کی نذر ہو جاتے ہیں اور وہ وقت آجاتا ہے جب انسان کے اعمال منقطع کر دیئے جاتے ہیں اور تمام اسباب ختم کر دیئے جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں بندہ بارگاہ خالق میں پہنچے گا تو اس کو سب سے زیادہ حیرت و افسوس اس گھڑی کا ہو گا جس گھڑی اس نے رب کو بھلا دیا حتیٰ کہ اہل جنت بھی ان لمحات پر حسرت کریں گے۔ جو ذکر اللہ کے بغیر گزرے ہوں گے کیونکہ زیادہ ذکر اللہ کے صلے میں جو نعمتیں انہیں دی جائیں گی ان نعمتوں کی محرومی پر انہیں افسوس ہو گا۔

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ اپنی سب سے آخری کتاب منہاج العابدین میں فرماتے ہیں کہ انسان کے پاس صرف ایک سانس ہے کیونکہ جو سانس وہ لے چکا وہ واپس نہیں آئے گا۔ اور جو سانس بھی لے گا اس کا بھروسہ نہیں ہے۔ اس لیئے جو سانس انسان کے پاس ہے اس کو غنیمت جانتے ہوئے اسے ذکر اللہ میں بسر کرنا چاہیے معلوم نہیں کب یہ سانس بھی منقطع ہو جائے۔ اس لیے ہمارے بزرگان دین قلبی ذکر کی تلقین کرتے ہیں کیونکہ اس کا تعلق دل سے ہے اور دل ہمہ وقت مصروف کار رہتا ہے۔ اس لیے جب بندہ دل سے ذکر کرے گا تو وہ سوتے ہوئے بھی ذکر میں مشغول ہو گا۔ اور کوئی لمحہ بغیر ذکر اللہ کے بسر نہ ہو گا۔ اور یوں وہ کھڑے، بیٹھے اور پہلو پر لیٹے ہوئے ذکر کرنے والوں کے زمرے میں شامل ہو جائے گا۔ حضرت فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عمر رامی داں غنیمت ہر نفس　　　　چوں رود دیگر نیاید راز پس

(زندگی کے ہر سانس کو غنیمت سمجھ (کیونکہ) جب سانس گزر جاتا ہے تو واپس نہیں آتا)

عمر تو باشد مثال آب جو　　　　آب رفتہ باز کے آید بجو

(تیری عمر دریا کی پانی کی طرح ہے (جو پانی بہہ گیا واپس نہیں آتا) اس لئے زندگی کی ہر سانس کو ذکر الہی سے آباد کر)

الحدیث السادس والعشرون

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو لوگ اللہ تعالی کے ذکر کے لیے جمع ہوں اور ان کا مقصود محض اللہ تعالی کی خوشنودی ہو تو آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ تم سب بخش دیئے گئے ہو اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

تشریح: جب ذکر کی محفل میں بیٹھا جائے تو نیت خالص ہونی چاہئے اور ان کے پاس بیٹھنے کا موقع رضائے الٰہی ہونا چاہیئے تاکہ حدیث مذکورہ کے مطابق بخشش کا پروانہ بھی ملے اور برائیوں سے بچنے کی توفیق اور نیکیوں کے خزانے بھی میسر آئیں۔اسی مضمون کو سورۃ فرقان کے اختتام پر اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

فاو لئک یبدل اللہ سیاتھم حسنات و کان اللہ غفورا رحیما

(پس یہی لوگ ہیں جن کی برائیوں کو اللہ تعالی نیکیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔اور اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے۔)

صوفیائے کرام نے اس کے ایک معنی یہ بھی بیان کئے ہیں کہ اللہ تعالی ان کو نیکی کی توفیق عطا فرماتا ہے۔اور گناہوں سے پناہ دیتا ہے اور یہ اس طرح کرتا ہے کہ ان کی عبادت کا رخ اہل اللہ کی صحبت و محبت کی طرف پھیر دیتا ہے۔پس جب بندہ خدا، اللہ والوں کی محافل میں بیٹھنے لگتا ہے تو ان کے اخلاق امیں بھی آنے لگتے ہیں اور چند دنوں کی صحبتوں سے اس کے دل کی کایا پلٹ جاتی ہے۔اور وہ مجسم تقویٰ بن جاتا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب احیاء العلوم میں فرمایا ہے کہ جب تم کسی نیک آدمی کو بروں کی مجلس میں دیکھو تو اسے نیک نہ کہو عنقریب بروں کی صحبت اسے پھر سے برا بنادے گی اور جب تم کسی برے کو نیکوں کی صحبت میں آتا جاتا دیکھو تو اسے برا نہ کہو عنقریب اچھے لوگوں کی صحبت کا سے صاحب تقویٰ بنادے گی۔

اس مضمون کو شیخ سعدی شیرازی نے یوں بیان کیا ہے۔

پسر نوح بابداں بانشست — خاندان نبوتش گم شد

سگ اصحاب کہف روزے چند — پئے نیکاں گرفت مردم شد

ترجمہ: حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا برے لوگوں کے پاس بیٹھا تو وہ خاندان نبوت کے فیض سے محروم رہا اور (چرواہے کا) کتا چند روز اصحاب کہف کے پاس رہا تو وہ مقام شرف کو پا گیا۔

الحدیث السابع والعشرون

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالی قیامت کے دن بعض جماعتوں کو اس طرح اٹھائے گا جہ ان جے چہروں میں نور الٰہی بھی ہو گا اور موتیوں کے منبر پر بیٹھے ہوں گے لوگ ان کو دیکھ کر رشک کریں گے حالانکہ وہ انبیاء اور شہدا نہیں ہوں گے۔ایک اعرابی نے عرض کیا کہ آپ ان کا حال بیان فرمادیجئے تاکہ ہم ان کو پہچان لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی محبت میں مختلف قبیلوں اور شہروں سے اللہ کے ذکر کے لئے جمع ہوتے ہوں اور اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے ہوں۔

تشریح: اس روایت سے یہ بات مترشح ہوئی کہ وہ اہل ذکر جو ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں ان کو اللہ ایسا نور عطا فرماتا ہے جو ان کے چہروں سے ظاہر ہوتا ہے نہ صرف یہ کہ ان کا باطن نور الٰہی سے جگمگا اٹھتا ہے بلکہ جہاں وہ لوگ بیٹھ جائیں وہ جگہ بقعہ نور بن جاتی ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ اہل ذکر کی مجالس کو فرشتے اس طرح روشن دیکھتے ہیں جیسے اہل زمین چاند کر روشن دیکھتے ہیں۔

پھر ان کا مرتبہ لوگوں پر قیامت کے دن کھلے گا جب کہ وہ سب سے الگ حیثیت میں موتیوں کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے چنانچہ جو لوگ خانقاہی نظام پر تنقید کرتے نہیں تھکتے قیامت کے دن ان پر عقدہ کھلے گا کہ یہ بوریہ نشین اللہ تعالی کے کتنے مقرب تھے۔ان کی پہچان کی علامت یہ ہے کہ ان کی بارگاہ میں آکر محمود و ایاز کے ایک ہونے کا نظارہ بخوبی کیا جاسکتا ہے۔مختلف قوموں اور فرقوں سے تعلق رکھنے والے جب اللہ تعالی کی محبت کے لئے یکجا ہوتے ہوں تاکہ ذکر الٰہی سے اپنے باطن کو منور کریں تو سمجھ لو کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ممتاز مقام حاصل ہے۔ہم نے اپنے بزرگوں کی محفلوں میں یہ نظارہ دیکھا ہے دور دراز سے لوگ آکر روحانی تسکین حاصل کرتے ہیں حالانکہ ان کا مختلف قوموں اور قبائل سے تعلق ہوتا ہے۔مگر ان کا واحد مقصد اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اور اہل اللہ کی صحبت ہوتا ہے۔اللہ تعالی ہمیں تادم مرگ یہ صحبتیں عطا فرمائے۔آمین

الحدیث الثامن والعشرون

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے جو کوئی رات کو محنت (عبادت و ریاضت) کرنے سے اور بخل کی وجہ سے مال خرچ کرنے سے بزدلی کی وجہ سے جہاد کرنے سے عاجز ہو اسے چاہئے کہ وہ ذکر اللہ کی کثرت کرے۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں رات کی عبادت سے مراد نوافل، انفاق المال سے مراد نفلی صدقات و خیرات اور قتال العدو سے مراد نفلی جہاد ہے ورنہ عبادات فرضیہ زکوۃ اور عین جہاد تو ہر حال میں ادا کرنا ہے (بعض لوگوں نے اس سے استدلال کرتے ہوئے فرائض نماز، زکوۃ اور جہاد سے ہی انکار کر دیا ہے جو جہالت اور کم علمی اور احادیث کا مفہوم کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔)

در حقیقت حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نفلی عبادت میں کاہلی کرنے والوں اور صدقات میں بخل کرنے والوں اور جان کے خوف سے جہاد نہ کرنے والوں کے امراض کے لئے ایک نسخہ کیمیاء تجویز کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام بیماریاں اس وقت پیدا ہوتی ہیں جب انسان کے دل پر شیطان چمٹا ہوا ہو کیونکہ وہ دل میں وساوس و خطرات ڈالتا رہتا ہے لیکن جب ذکر اللہ کی کثرت ہو گی تو شیطان ذکر الٰہی کے نور سے بھاگ جائے گا اور رحمانی خیالات دل پر نقش ہو جائیں گے۔اور یوں وہ تمام وساوس یکدم ختم ہو جائیں گے جو اسے نفلی عبادات سے روک رہے تھے قرآن کریم میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

یایھا الذین امنو لا تلھکم امرالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ و من یفعل ذلک فا ولئک ھم الخسرون

ترجمہ: اے ایمان والوں تمہارا مال اور تمہاری اولاد تم کو اللہ کی یاد سے نہ روکے اور جو لوگ اس طرح کرتے ہیں وہ خسارے والے ہیں۔

یعنی اموال و اولاد اور دنیاوی اسباب تمہیں اللہ کے ذکر سے روکنے والے نہ ہوں بلکہ یاد حق میں مددگار ہونے چاہئیں۔اور اگر تم نے یاد حق سے روگردانی کی تو اللہ سخت عذاب میں مبتلا کر دے گا۔ارشاد فرمایا گیا

و من یعرض عن ذکر ربہ یسلکہ عذابا صعدا

(جن-17)

ترجمہ: اور جو اپنے پروردگار کی یاد سے روگردانی کرے گا اللہ تعالی اسے سخت عذاب میں داخل کرے گا۔

الحدیث التاسع والعشرون

عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ ﷺ قال اکثرو ا ذکر اللہ حتی یقو لو مجنون (رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کہ لوگ تمہیں مجنوں (پاگل) کہنے لگیں۔

تشریح: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت مروی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں کہ اتنی کثرت سے ذکر کرو کہ منافق لوگ تمہیں ریاکار کہنے لگیں۔

اس حدیث شریفہ سے معلوم ہوا کہ ذکر میں اتنی کثرت ہو کہ لوگ دیکھ کر تم کو پاگل سمجھیں کہ ہر وقت ذکر کرتا رہتا ہے۔ یا منافق لوگ تمہارے کثرت ذکر دیکھ کر یہ گمان کریں کہ یہ تو ریاکاری ہے چنانچہ جب کوئی سالک طریقت جذب و وجد میں آکر بلند آواز سے "اللہ اللہ" کرتے ہیں تو کچھ لوگ ان کو ریاکار بتاتے ہیں حالانکہ ایسے افراد کو ریاکار کہنا خود منافقت کی صفت ہے۔

صوفیا نے لکھا ہے کہ اہل ذکر کو بہکانے کے لیے شیطان کے پاس یہ مستقل حیلہ ہے۔ کہ لوگ دیکھیں گے تو کیا کہیں گے؟ اور اس طرح وہ وسوسے ڈال کر ذاکر کو ذکر کی راہ سے ہٹانا چاہتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بندوں پر ایسی فرض نہیں کہ جس کی کوئی نہ کوئی حد مقرر نہ ہو اور پھر اس کا عذر قبول نہ کیا ہو سوائے یہ کہ اس ذکر کو ہر حالت میں کرنے کا حکم کیا ہے چاہے سفر و حضر ہو یا صحت و بیماری ہو یہ آدمی کی عقل زائل نہ ہو جائے چنانچہ فرمایا یا ایھا الذین امنو اذکر و اللہ ذکر اکثیر ا (احزاب-14) اے ایمان والو اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔

الحدیث الثلاثون

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا سات آدمی اس دن اللہ کے سائے میں ہوں گے جس دن اللہ کے (عرش کے) سوا کوئی سایہ نہ ہو گا۔

1. انصاف کرنے والا بادشاہ
2. وہ شخص جو اپنے رب کی عبادت میں جوان ہوا ہو۔
3. وہ شخص جس کا دل مسجد میں معلق رہتا ہو۔
4. وہ دو آدمی جو اللہ کی محبت میں ملیں اور اسی میں جدا ہوں۔
5. وہ شخص جس کو کوئی بااختیار اور حسین عورت گناہ کی دعوت دے اور وہ کہے کہ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں۔
6. وہ شخص جو خفیہ طور پر صدقہ دے یہاں تک کہ دائیں ہاتھ سے دے تو بائیں کو خبر نہ ہو کہ کیا خرچ کیا ہے۔
7. وہ شخص جو تنہائی میں ذکر الہی کرے اور اس کی آنکھوں سے (بوجہ خوف خدا) آنسو جاری ہو جائیں۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ کی عبارت ان سات خوش نصیب افراد کا ذکر کر رہی ہے جن کو قیامت کے ہولناک اور تاریک دن میں عرش عظیم کا سایہ عطا کیا جائے گا۔ اگرچہ وہ سات افراد مختلف النوع ہیں لیکن ہمارے موضوع کی مناسبت سے ساتواں وہ فرد ہے جو تنہائی میں بیٹھ کر یاد حق میں مشغول ہوتا ہے اور اس کی آنکھیں خوف خدا سے نم ہو جاتی ہیں ایسے شخص کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے سایہ رحمت میں جگہ عطا فرمائے گا۔ علاوہ ازیں اس شخص کے مقام کا کیا علم ہو گا جس میں یہ تمام اوصاف پائی جاتے ہوں۔ چنانچہ وہ نوجوان جو اہل اللہ کی صحبت میں آجاتے ہیں ان اوصاف سے متصف ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ جوانی میں توبہ کر کے شیوہ پیغمبری اپناتے ہیں۔ اور پھر نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ ذکر اللہ کی محافل میں شرکت کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے ملنا بھی محبت الہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور اجتماعی اور انفرادی طور پر ذکر و مراقبے کی کثرت کرتے ہیں۔ اور وقتاً فو قتاً راہ خدا میں خرچ بھی کرتے ہیں۔

ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دو قطرے بہت پسند ہیں ایک وہ خون کا قطرہ جو اس کی راہ میں مجاہد کے بدن سے نکلے اور دوسرا وہ قطرہ جو خوف خدا سے کسی آنکھ سے نکلے۔ اس لیے شہداء حق سبز پرندوں کی صورت میں جنت میں اڑتے پھریں گے۔ جب کہ خوف خدا رکھنے والے ذاکرین حق عرش عظیم کے سائے میں رہیں گے۔

الحدیث الحادی والثلاثون

عن عبد اللہ بن عباس قال قال انبی ﷺ ان الشمس وا القمر ایتان من ایات اللہ لا یخسفا الموت احدولا لحیاتہ فاذا رایتم ذلک فاذکرواللہ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ان پر کسی کی زندگی اور موت کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا جب تم ان میں گرہن دیکھو تو اللہ کا ذکر کر۔ (رواہ البخاری)

تشریح: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما کی روایت کردہ اس حدیث مبارکہ میں اس بات کی تردید کی گئی ہے کہ سورج اور چاند کو گرہن کسی کی موت وحیات کی وجہ سے نہیں لگتا ہے بلکہ یہ دونوں اللہ کی قدرت کاملہ کی نشانیاں ہیں اگر ان کی روشنی چلی جائے تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا چاہیے کیونکہ زمین و آسمان کا نور اسی کا ہے قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے۔ اللہ نور السموت و الارض (النور-35) (اللہ زمینوں اور آسمانوں کا نور ہے)

ذکر الہی کی برکت سے ان کی روشنی بحال ہو جائے گی کیونکہ ذکر خدا بھی نور ہے۔ جو لوگ اس کو اپنے دل میں بسا لیتے ہیں ان کے دل بھی منور ہو جاتے ہیں۔

الحدیث الثانی والثلاثون

عن ابی موسی عن النبی ﷺمثل البیت الذی یذکر اللہ فیہ والبیت الذی لا یذکر اللہ فیہ مثل الحی و المیت

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ گھر جس میں ذکر الہی کیا جائے اور وہ گھر جس میں ذکر نہ کیا جائے ان کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔

تشریح: جس گھر میں اللہ کی یاد نہ ہو وہ مردہ گھر کی طرح ہے کیونکہ ذکر الہی ہی زندگی کی ضمانت ہے اور ہر چیز اس کے نام سے زندہ ہے اور جہاں اس کا ذکر ہو وہ جگہ بھی زندہ ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ جس دل میں اس کی یاد آجائے وہ دل بھی زندہ ہو جاتا ہے۔ مولائے روم فرماتے ہیں۔

چوں نہ باشد نور دل دل نیست آں   چوں نہ باشد روح جز کل نیست آں

(جب نور حق دل میں نہیں ہے تو یہ دل، دل ہی نہیں ہے۔ جب نہ ہو روح (جزو) تو کل کب ہو سکتا ہے۔)

حکیم سنائی کہتے ہیں کہ دل اس کو کہتے ہیں جو ذکر حق اور انوار الہی سے منور ہو۔

الحدیث الثالث والثلاثون

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ قیامت کے دن فرمائے گا جس شخص نے ایک دن بھی میرا ذکر کیا یا جو کسی مقام پر مجھ سے ڈرا اس کو جہنم سے نکال دو۔

تشریح: اللہ تعالی قیامت کے دن ان کو دوزخ سے نجات عطا فرمائے گا جو لوگ دنیا میں اس سے خوف رکھتے ہوں گے اور اس کی یاد میں مگن رہتے ہوں گے تو ان کو بڑے اجر و ثواب اور مغفرت کا انعام ملے گا۔ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

والذاکرین اللہ کثیرا و الذکرات اعداللہ لھم مغفرہ و اجرا عظیما(احزاب-35)

(اور بکثرت ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں ان سب کے لیے اللہ تعالی نے مغفرت اور اجر عظیم تیار رکھا ہے۔)

اس مضمون کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ قیامت کے ہولناک دن ذاکرین حق کو کوئی حزن و غم نہیں ہو گا کیونکہ اللہ تعالی نے ان کی مغفرت کر دی ہے۔

الحدیث الرابع والثلاثون

ترجمہ: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ کون سے جہاد کا زیادہ اجر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس جہاد میں اللہ کا زیادہ ذکر ہو اس نے سوال کیا کہ اچھے عمل کرنے والوں میں کس کا زیادہ اجر ہے۔؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ تعالی کا زیادہ ذکر کرتا ہو، پھر اس نے نماز، زکوۃ، حج اور صدقہ ہر ایک کے متعلق سوال کیا اور آپ نے یہی جواب مرحمت فرمایا۔ کہ جو اللہ تعالی کا زیادہ ذکر کرتا ہو۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابو حفص! ذکر کرنے والے ہر خیر کو لے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

تشریح: ہر عبادت کا مقصد اللہ تعالی کو یاد کرنا ہے چنانچہ نماز و روزہ ہو یا حج و زکوۃ ہر ایک کی فرضیت کا مقصد خدا کی یاد ہے اس لئے اللہ تعالی نے فرمایا کہ اللہ کی یاد سب سے بڑھ کر ہے۔ حدیث مذکورہ میں بھی اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے کہ ہر عبادت سے اجر میں بڑھ کر ذکر خدا ہے کیونکہ یہ دائمی فرض ہے۔ چنانچہ دیگر عبادات زمانی اور مکانی اعتبار سے مقید ہیں جبکہ ذکر اللہ کو وقت و جگہ سے آزاد کر کے ہر وقت کرنے کا حکم ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

فاذا قضیتم الصلوۃ فاذکرو اللہ قیاما و قعود ا و علی جنو بکم(نساء-103)

(پس جب نماز ادا کر چکو تو اللہ تعالی کو کھڑے بیٹھے اور پہلو پر لیٹے یاد کرو)

الحدیث الخامس والثلاثون

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نصیحت کیجیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا ہو سکے اللہ سے ڈرو اور ہر پتھر اور درخت کے پاس اللہ کا ذکر کرو اور جب تم کوئی برا کام کر لو تو فوراً اللہ تعالی نے توبہ کرو پوشیدہ گناہوں کی پوشیدہ توبہ اور ظاہری گناہوں کی ظاہری توبہ۔(رواہ الطبرانی)

تشریح: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ تقوی کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ کیا تم ایسے جنگل سے گزرے ہو جہاں خار دار جھاڑیاں ہوں تو سائل نے کہا کہ جی ہاں! آپ نے فرمایا کی تم وہاں سے کس طرح گزرتے ہو؟ اس نے کہا کی کپڑے اور جسم کو بچا کر گزرتا ہوں کہ جسم زخمی نہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا تقوی یہ ہے کہ تم دنیا سے اس حالت میں رخصت ہو کہ تمہارا ظاہر و باطن گناہوں سے پاک ہو۔

جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وصیت کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا جتنا ہو سکے اللہ سے ڈرو اور ہر درخت اور پتھر کے پاس ذکر کرو۔ یہ چیزیں کل قیامت کے دن تیرے حق میں گواہی دیں گی اور اگر تجھ سے کوئی گناہ ہو جائے تو اس کی توبہ کر اگر وہ گناہ حقوق العباد سے متعلق ہے تو ان سے معاف کرا او اور اللہ سے توبہ کر اگر اس کا تعلق حقوق اللہ سے ہی تو بارگاہ الہی میں پکی توبہ کر تا کہ اللہ تیرے گناہوں کو معاف کرے۔ کسی بزرگ نے فرمایا ہے۔

یک چشم زدن غافل زاں ماہ نہ باشی   شاید کہ نگاہے کند آگاہ نہ باشی

ترجمہ: ایک گھڑی کے لئے بھی ذکر خدا سے غافل نہ ہو (کیونکہ) نہ معلوم کب وہ نگاہ کرم کرے اور تو با خبر نہ ہو۔

الحدیث السادس والثلاثون

عن انی سعید الخدری ان رسول اللہ ﷺ قال یقول اللہ عزوجل یوم القیمۃ سیعلم اھل الجمع من اھل الکرم فقیل من اھل الکرم یا رسو ل اللہ قال مجالس الذکر فی المساجد(رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالی قیامت کے دن فرمائے گا عنقریب اہل محشر عزت والوں کو جال لیں گے۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عزت والے کون ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجدوں میں ذکر کی محافل منعقد کرنے والے۔

تشریح: اللہ تعالی قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقکم (حجرات-13) بے شک اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت کے مستحق وہ لوگ ہیں جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والے ہیں۔

حدیث مبارکہ میں مسجدوں میں ذکر کی محافل منعقد کرنے والوں کو عزت دار ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ تقوی اسی صورت میں آتا ہے کہ جب دل میں خوف خدا ہو اور دل میں خشیت الہی ذکر کے بغیر ممکن نہیں لہذا اللہ کا جو ذکر کرنے والا ہو گا یقیناً متقی بھی ہو گا۔ اس لئے یہاں ذکر کی محافل منعقد کرنے والوں کو عزت کی بشارت دی جا رہی ہے۔ چنانچہ حضرت فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

مومنا ذکر خدا بسیار گو   تا بیابی در دو عالم آبرو

(اے ایمان والو! خدا کا ذکر کثرت سے کرو تا کہ دونوں جہاں میں عزت والے ہو جاو)

الحدیث السابع والثلاثون

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا زمین کے جس ٹکڑے پر اللہ تعالیٰ کا (نماز کے ساتھ) ذکر کیا جائے وہ اپنے ارد گرد باقی زمین پر فخر کرتا ہے اور جو بندہ جنگل میں کسی جگہ قیام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی وجہ سے وہ جگہ ساتویں زمین تک خوش ہوتی ہے۔

تشریح: ذکر الٰہی کی برکتیں صرف مکین تک محدود نہیں رہتیں بلکہ وہ مکان بھی برکت والا ہو جاتا ہے۔ جس میں بیٹھ کر لوگ ذکر کرتے ہیں کیونکہ مکان کی فضیلت مکین سے ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں اولیاء اللہ اقامت اختیار کرتے ہیں اس جگہ کو لوگ قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

ایک روایت میں بنی اسرائیل کے ایک ایسے شخص کی توبہ کا ذکر ہے جس نے سو قتل کئے تھے لیکن جب وہ توبہ کی غرض سے اہل اللہ کی بستی میں جانے کی نیت کرتا ہے تو اسی وقت اس کی موت واقع ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ کیونکہ اس نے ایسی جگہ جانے کا ارادہ کیا تھا جہاں اللہ کے بندے اس کی یاد میں مشغول رہتے تھے۔ جب ایسی جگہ جانے کی نیت کرنے والا بخش دیا جاتا ہے۔ تو ان لوگوں کی مغفرت کیونکر نہ ہو گی جو الیاء اللہ کی صحبت سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ اور پھر ان خاصان خدا کا مقام کیا ہو گا۔ جن کے قدموں کی برکت سے مغفرت و بخشش کی خیرات لوگوں میں تقسیم ہوتی ہے۔ اس لئے مولا رومؒ فرماتے ہیں۔

یک زمانہ صحبت با الیاء　　　　بہتر از صد سالہ طاعت بے ریاء

(اولیاء اللہ کی تھوڑی سی دیر کی صحبت سو سال کی خالص عبادت سے بہتر ہے)

کیونکہ عبادت میں تکبر اور ریاء آ جائے تو قبول نہ ہو گی جب کہ خاصان حق کی خدمت ہر حال میں مقبول ہے۔

الحدیث الثامن والثلاثون

عن سهيل بن حنظلة قال قال رسول الله ﷺ ما جلس قوم مجلسا يذكرون الله عزوجل فيه فيقومون حتى يقال لهم قوموا افقد غفر الله لكم و بدلت سيا تكم حسنات(رواه الطبرانی)

ترجمہ: حضرت سہیل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ کسی محفل میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں پھر جب وہ اٹھتے ہیں تو ان سے کہا جاتا ہے اٹھو اللہ تعالیٰ نے مغفرت کر دی اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا ہے۔

تشریح: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ الدنیا مزرعۃ الا خرۃ (دنیا آخرت کی کھیتی ہے) انسان جو دنیا میں بوئے گا وہی آخرت میں کاٹے گا۔ اس لئے ہمیں زمین دل پر ذکر حق کا ہل چلا کر اور محبت خدا اور خلوص کا بیج بو کر احکام شریعت کی کیاریاں بنانا چاہیئے اور خوف خدا کے ذریعے گریہ وزاری کے پانی سے اس کو سیراب کر کے اپنی زمین دل کو آباد رکھنا چاہئے کیونکہ ذکر حق ہی دلوں کی زندگی کے لیے اکسیر ہے۔ حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ذکر حق آمد غذا این روح را　　　　مرہم آند این دل مجروح را

(ذکر خدا روح کے لئے غذا ہے اور اس زخمی دل کے لیئے مرحم ہے)

دنیا کی کھیتی سنوارنے کا واحد ذریعہ ذکر اللہ کی محافل ہیں اور جن کو یہ حلقے میسر ہوں وہ خوش قسمت ہیں کیونکہ جب وہ ایک جگہ جمع ہو کر ذکر خدا کرتے ہیں تو اختتام محفل پر شرکاء کو مغفرت کی سند عطا کی جاتی ہے۔ اور ان تمام شرکاء محفل کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ ذکر اللہ کی محفل قسمت تبدیل کر دیتی ہے۔

قسمت نوع بشر تبدیل ہوتی ہے یہاں　　　　ایک مقدس فرض کی تکمیل ہوتی ہے یہاں

الحدیث التاسع والثلاثون

عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ مام ن صدقة من ذكر الله

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کے ذکر سے افضل کوئی صدقہ نہیں ہے۔

تشریح: صدقہ کرنے سے مال کو طہارت ملتی ہے اسی طرح ذکر اللہ کرنے سے قلب و باطن کو پاکیزگی نصیب ہوتی ہے۔ اور یہی مقصود تخلیق ہے کیونکہ انسان کا نفس امارہ ہر وقت برائی پر ابھارتا ہے۔ لیکن جب فضل الٰہی شامل ہو اور ذکر کی توفیق نصیب ہو جائے تو یہ نفس امارہ نفس مطمئنہ بن جاتا ہے اور جب اس نفس مطمئنہ کو اسی حالت میں وصال حق نصیب ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو نفس راضیہ مرضیہ پر فائز کر دیتا ہے۔ جہاں رب تعالیٰ کی رضا کا مقام اسے میسر ہوتا ہے اور اس کے خاص بندوں کی معیت نصیب ہوتی ہے۔ اسی مضمون کو قرآن کریم میں اس طرح بیان فرمایا گیا ہے۔

يايتها النفس المطمئنة ارجعی الا ربک راخية مرضية .فاد خلی فی عبادی. وادخلی جنتی(الفجر-30)

ترجمہ: اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف اس حال میں لوٹ کہ تو رب سے راضی اور رب تجھ سے راضی رہے۔ پس آج کے دن میرے بندوں میں شامل اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

باطن کی طہارت مال کی طہارت سے زیادہ ضروری ہے اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ذکر الٰہی سے بہتر کوئی صدقہ نہیں ہے۔ اس سے قلب و باطن پاک و صاف ہوتا ہے۔

الحدیث الاربعون

ترجمہ: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اولاد آدم کی ہر گفتگو کا وبال اس پر ہے اور اس کے لئے (نفع) نہیں مگر نیکی کا حکم کرنا یا برائی سے روکنا یا اللہ کا ذکر کرنا ہے۔

تشریح: جب کوئی شخص گفتگو کرتا ہے تو اس گفتگو میں فضول اور بیکار باتیں بھی ہوتی ہیں جس کی وجہ سے کبھی کبھی اس پر مصیبت بھی آ جاتی ہے۔ اور کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

ایک صحابی نے حضور ﷺ سے نجات کا سبب پوچھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنی زبان کو اپنا تابعدار کر اور تو اپنے گھر میں بیٹھ اور اپنے گناہوں پر گریہ کر۔

ایک روایت میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دیتا ہے میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے منہ میں کنکر رکھا کرتے تھے۔ تاکہ زبان سے کوئی فضول بات نہ نکلے۔

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو ہماری خاموشی سے فائدہ نہ اٹھا سکا وہ ہماری گفتگو سے کیا فائدہ اٹھائے گا۔

خاموشی دل کی بیداری کا باعث ہے جب کہ زیادہ گفتگو دل کو مردہ کرتی ہے۔ حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

دل ز گفتن بمیرد در بدن　　　　گرچہ گفتارش بود در عدن

(زیادہ گفتگو سے دل مردہ ہو جاتا ہے اگرچہ وہ باتیں آبدار موتی کیوں نہ ہوں)

اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ام بالمعروف اور نہی عن المنکر اور ذکر الٰہی کے سوا تمام گفتگو باعث مصیبت ہے۔ اس لئے بزرگان دین فضول بیٹھ کر بے ہودہ باتوں میں وقت گنوانے سے بہتر ذکر الٰہی کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اور فارغ اوقات میں مراقبہ کی تعلیم دیتے ہیں تاکہ قیمتی وقت بھی ضائع نہ ہو اور ذکر اللہ کی برکت سے دل بھی بیدار ہو جائے۔ بقول علامہ اقبالؒ

دل مردہ دل نہیں اسے زندہ کر دوبارہ — کہ یہی امتوں کے مرضِ کہن کا چارہ

حلقہ ذکر

- اجتماعی ذکر کا ثبوت
- حدیث سے اس کی تائید
- مجالس ذکر قائم کرنے کا حکم
- صوفیا کا معمول قرآن و سنت پر مبنی ہے۔
- قرآن کریم سے حلقہ ذکر کا ثبوت

حلقہ ذکر

گزشتہ باب میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ ذکر الٰہی کمیت اور کیفیت کے اعتبار سے مطلق ہے اس اصول کے پیش نظر صوفیائے کرام نے ضرورت، مناسبت، موزونیت اور افادیت کے اعتبار سے جو صورت بہتر سمجھی اسے اختیار کر لیا۔ کہیں انفرادی طور پر ذکر کرنے کی تلقین۔ کہیں اجتماعی ذکر کی صورت اختیار کی۔ مگر بعض نادان لوگ اجتماعی ذکر اور حلقہ ذکر کو بدعت کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ مذکورۃ الصدر اصول کی بناء پر اسے بدعت کہنا غلطی ہی نہیں بلکہ خود ایک بدعت ہے۔

اجتماعی ذکر کا ثبوت:

قال تعالے وا صبر نفسک مع الدین ید عون ربھم بالغداۃ والعنی یریدون و جھہ

اور آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے جو صبح شام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں۔

اس آیت کے حصہ مع الذین سے اجتماعی ذکر اور حلقہ ذکر کا ثبوت ملتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کو بھی ان کی معیت کا حکم ملا ہے اس سے ذکر اجتماعی کی فضیلت بھی ظاہر ہو گئی۔

حدیث سے اس کی تائید

عن انی ھریر قال قال رسول اللہ ﷺ ان لہ ملا ئکۃ یطر فون فی الطریق یلتمسون اھل الذکر فاذا وجدو اقو ما یذکرون اللہ تنادواعلمو الی حاجتکم فیحفونھم یاجنحتھم الی السماء الدنیا الی ان قال فیقول تعالے اشھد کم انی قد غفرت لھم قال فیقول ملک من الملا ئکۃ فیھم فلان لیس منھم انما جاء لحا جنۃ قال ھم الجلاء لایشقی جلیسھم

"حضور ﷺ نے فرمایا کہ ملائکہ اہل ذکر کو تلاش کرتے پھرتے ہیں جہاں کہیں انہیں ذاکرین کی کوئی جماعت مل جاتی ہے اپنے ساتھیوں کو بلاتے ہیں کہ یہ ہے وہ چیز جس کی تمہیں تلاش ہے۔ چنانچہ وہ ملائکہ ذاکرین کو آسمان دنیا تک اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان لوگوں کو بخش دیا ہے۔ پھر ان میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں آدمی تو اہل ذکر سے نہیں۔ وہ تو اپنے کام کے لئے آیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ایسی مجلس ہے جس میں بیٹھنے والا بدبخت نہیں رہ سکتا۔"

فوائد

I. اس روایت سے ثابت ہوا کہ مجالس ذکر قائم کرنا ایسا محمود عمل ہے کہ ملائکہ کرام مجالس ذکر کی تلاش میں پھرتے رہتے ہیں۔ کیونکہ ملائکہ اور ذاکرین میں مناسبت ہے۔ جیسا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔
II. ذکر الٰہی ایسی عبادت ہے جس پر مغفرت کا اعلان کیا جاتا ہے۔ کسی اور عبادت پر نہیں۔
III. وسیلہ صلحا اور صحبت مشائخ کا محمود ہونا ثابت ہوا۔ ذاکرین کی جماعت میں شمولت سے بھی بدکار نجات حاصل کر لیتا ہے۔
IV. اولیا کی ذراسی صحبت ایماندار آدمی کو جنتی بنا دیتی ہے۔

مجالس ذکر قائم کرنے کا حکم:

عن ابی زرین الہ قال لہ رسول اللہ ﷺ وسلم الا ادلک ولی ملا ئک ھزا الا مر الذی تصیب فیہ خیر الدنیا والاخرۃ علیک بمجالس اھل الذکر

"حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں ایسے بہترین عمل کی خبر نہ دوں جس سے تم دنیا و آخرت کی بھلائی سمیٹ لو۔۔۔۔ سنو! مجالس ذکر کو لازم پکڑو۔"

فائدے:

I. مجالس ذکر کی تلاش اور ان میں شامل ہونا مئوکد بتاکید ہے۔
II. مجالس ذکر دین و دنیا کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔
III. ذکر الٰہی سے رحمت الٰہی کا نزول اور اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے۔

ولنعم ماقیل

انا من الرجال لا یخلف جلیسھم　　　　ریب الزمان ولا یری مایرھب

صوفیاء کا معمول قرآن وسنت پر مبنی ہے۔

واود الدا الصرفیۃ التی بقرتو تھا بعد صلوۃ علے حسب عادتھم فی سلو کھ، لھا اصل اصیل فقدروی البیھتی عن انس ان االنبی ﷺ قال لانی اذکر اللہ مع قوم بعدصلوۃ الفجر الی طلوع الشمس احب الی من الدنیا و مافیھا و لانی اذکر اللہ تعالی بعد صلوۃ العصر اللی ان تغیب الشمس احب الی من الدنیا و مافیھا ۔

وروی ابو داود عنہ انہ ﷺ قال لانی اقعد مع وقم مذکرون اللہ تعالی من صلوۃ الغداۃ حتی تطلع الشمس احب الی من ان اعتق اربعتہ من ولد امسعیل لوا نی اقعد مع قوم یذکرون اللہ من صلوۃ العصر الی ان تغرب الشمس احب الی من ان اعق اربعۃ.

وروی اب نعیم انہ قال ﷺ مجالس الذکر تنزل علیھم السکینۃ و جنگ بھم الملا ئکتہ و تغشاھ، الرحمہ ویذکرھم اللہ تعالے.

وروی احمد و مسلم انہ ﷺ قال لا یفعد قوم یذکرون اللہ تعالے الا حفت بھم المائکتہ وغشیھم الرحمۃ و نزلت علیھم السکینتۃ و ذکر ھم اللہ تعالے فیمن عندہ

و اذا ئت ان لما یدا دہ اصو فیہ من اجتما عگم عل یالاذکار ولا در اد بعد الصبح و غیرہ اصلا محیحا من احمننہ وھو ماذکرفلا ااعتراض علیھم جی ذالک-83

"صوفیا کرام جو اوراد وظائف اپنے معمول کے مطابق نمازوں کے بعد پڑھتے ہیں ان کی اصل صحیح موجود ہے۔"

"بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ چیز مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے کہ ذاکرین کیساتھ صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک اور عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک ذکر الٰہی کیا کروں۔"

"اور ابوداود میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ذاکرین کے ساتھ مل کر صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک ذکر کرنا مجھے اولاد اسمعیل علیہ السلام سے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ اور نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک ان کے ساتھ ذکر کرنا چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔"

"ابو نعیم نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجالس ذکر پر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ وہ انہیں اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ اور ان پر نزول سکینہ ہوتا ہے۔ اور ان پر اللہ کی رحمت سایہ کر لیتی ہے۔ اور اللہ انہیں یاد کرتا ہے۔"

"اور امام احمد اور مسلم نے بیان کیا کہ جب کچھ لوگ ذکر الٰہی کے لئے بیٹھتے ہیں فوراً ہی ملائکہ انہیں اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ اور ان پر نزول سکینہ ہوتا ہے۔ اور اللہ کی رحمت برستی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر اپنے مقربین میں فرماتا ہے۔"

"جب یہ ثابت ہو گیا کہ صوفیائے کرام کے صبح و شام کے معتاد اجتماع اور اذکار و اوراد کی اصل سنت صحیح ہے ثابت ہے اور اس کا ہم نے ذکر کر دیا ہے تو ان پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا"

اس باب کی ابتداء میں جو آیت ہم نے پیش کی تھی اس کی جامع اور مکمل تفسیر فتاوی الحدیثیہ کی مذکورۃ الصدر عبارت سے ثابت ہو گئی اور حلقہ ذکر کی اصل قرآن و حدیث سے ثابت ہو گئی۔

قرآن کریم سے حلقہ ذکر کا ثبوت:

تفسیر "کلام الملوک" ملوک الکلام میں زیر آیت:

ان سخر نا الجال معہ یسبحن بالعشی ولا شراق و الطبر محشورۃ بعد مایحمل علے التسبیح القالی کام ھو ظاھر القران و منوبہ بکثفکثیر من اھل اللہ تعالی یو خذ من امران لاول الاجتماع علی اذکر شیطان النفس و تقویۃ للھمۃ و تعاکس بر کات الجماعۃ من بعض علی بعض و الثانی موصحۃ مایتخیل فی بعض الاشغال من اشتحال کل مافی العالم بالذکر ولہ تاثیر عجیب فی جمع الھمۃ و قطع الخطرات

آیت قرآنی کی تفسیر سے یہ بات واضح ہو گئی کہ حلقہ ذکر یعنی اجتماعی صورت میں ذکر کرنا مئوید بالقرآن ہے اور صاحب تفسیر نے حلقہ ذکر کے فوائد کی بھی نشان دہی کر دی۔ ان میں نشاط اور تقویت کا احساس تو عام ہے مگر تعاکس برکات کا مشاہدہ صرف اہل نظر کو ہی ہو سکتا ہے۔ اور مجموعی طور پر اس کی "عجیب تاثیر" کی کیفیت الفاظ کے ذریعے بیان نہیں ہو سکتی اور جو لوگ صرف الفاظ سے کھیلتے ہیں انہیں ان کیفیات کا علم ہو تو کیونکر لہٰذا اپنی محرومی کو چھپانے کے لئے انکار کا سہارا لیتے ہیں:

قاصر گر کنند بر ایں طائفہ طعن قصور — ماشاءاللہ کہ بر آرم بزبان ایں گلہ را
ہمہ شیر ان جہاں بستہ ایں سلسلہ اند — روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

فضیلت ذکر الٰہی

- ذکر الٰہی تمام عبادات سے افضل ہے۔
- حضور ﷺ ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔
- حضور ﷺ نے ذکر الٰہی کو سب سے افضل عبادت فرمایا۔
- ذکر الٰہی جانی اور مالی عبادتوں سے افضل ہے۔
- ذکر الٰہی مومن کے لئے ایک قلعہ ہے۔
- ذکر الٰہی سے غفلت

فضیلت ذکر الہی

ذکر الہی تمام عبادات سے افضل ہے۔

قرآن مجید میں ذکر الہی کے صلہ میں ایک ایسی نعمت کا وعدہ کیا گیا ہے جس سے بری نعمت مومن کے لئے اور کوئی نہیں ہو سکتی۔**قال اللہ تعالے فا ذکرونی اذ کر کم** یہ وعدہ صرف ذکر الہی کے ساتھ مختص ہے اور ظاہر ہے کہ جسے اللہ تعالی یاد کرے اس سے زیادہ خوش نصیب کون ہو سکتا ہے؟ اسی وجہ سے اللہ تعالی نے یہ اعلان فرمایا کہ **ولذکر اللہ اکبر** واقعی اگر ذکر الہی سب سے بڑی نعمت نہ ہوتی تو اس کے صلے میں **اذکر کم** کی نعمت غیر مترقبہ کیوں کر مل سکتی تھی؟

حضور اکرم ﷺ ہر وقت ذکر الہی میں مشغول رہتے تھے۔

عن عاشۃ قالت کان النبیﷺ یذکر اللہ علے کل احیاہ
(رواہ مسلم باب مخالطۃ الجنب)

"حضور مقبول ﷺ ہر وقت ذکر الہی میں مشغول رہتے تھے۔"

فائدہ:

لفظ "احیان" جمع ہے اور قاعدہ ہے کہ اضافت جمع کی اپنے مابعد کی طرف استغراق حقیقی کا فائدہ دیتی ہے۔ پھر اس پر محیط الا فراد لفظ "کل" بھی داکل ہے۔لہذا تمام اوقات میں آپ ذکر الہی کرتے تھے اور تمام اوقات میں بول وبراز، جماع اکل وشرب، نیند اور دوسرے مشاغل بھی شامل ہیں۔

کما قال اللہ تعالے ۔ ان لک فی النھار سبحا طویلا

کل احیان میں ذکر کرنے سے مراد ذکر قلبی ہی ہو سکتا ہے۔اور استغراق حقیقی کی وجہ سے اپنے اوقات میں ذکر لسانی کو بھی شامل ہو گا۔خیال رہے کہ یہاں استغراق عرنی یا اضافی نہیں کیونکہ قرینہ مخالطۃ الجنب موجود ہے۔چونکہ ایسی حالت میں ذکر لسانی ناجائز ہے۔اس لئے لازماً ذکر قلبی مراد ہو گا۔

حضور ﷺ نے ذکر الہی کو سب سے افضل عبادت فرمایا۔

"حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سی عبادت اللہ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے افضل ہو گی؟ فرمایا اللہ تعالی کو کثرت سے یاد کرنے والوں کا درجہ سب سے بلند ہو گا۔ میں نے عرض کیا کہ کیا مجاہد فی سبیل اللہ سے بھی؟ فرمایا اگر مجاہد فی سبیل اللہ کفار اور مشرکین پر تلوار چلائے حتیٰ کہ تلوار ٹوٹ جائے اور وہ خون سے لتھڑ جائے، تب بھی اللہ کا ذکر کرنے والے افضل ہیں۔"

ذکر الہی جانی اور مالی عبادتوں سے افضل ہے۔

"حضور ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاوں جو سب سے افضل ہو، جس کا ثواب اللہ کے ہاں سب سے زیادہ ہو جو تمہارا درجہ سب سے بلند کردے اور وہ عمل کرنا سونا چاندی خرچ کرنے سے بھی زیادہ پسندیدہ ہو اور جو دشمنوں کے خلاف جنگ جرنے اور انہیں قتل کرنے سے بھی افضل ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضور ﷺ ضرور فرمایئے، فرمایا اللہ کا ذکر سب سے افضل ہے۔"

ذکر الہی مومن کے لئے ایک قلعہ ہے۔

قال النبی ﷺ امر کم بذکر اللہ کثیرا و مثل ذلک کمثل رجل طلبہ العدو سرا عا فی اثرہ حتی یاتی حصنا حصینافا حرز نفسہ فیہ و کذالک للعبد لا ینجو امن الشیطین الابذکر اللہ

"حضور ﷺ نے فرمایا میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ کو کثرت سے یاد کیا کرو اس کی مثال ایسی ہے کہ آدمی کے تعاقب میں دشمن تیزی سے آرہا ہو اور وہ آدمی اس سے بچنے کے لئے قلعہ میں پناہ گزیں ہو جائے اسی طرح شیطان کے حملے سے بچنے کی صرف ایک صورت ہے اور وہ اللہ کا ذکر ہے۔"

ذکر الہی سے غفلت شیطان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے مترادف ہے۔

قال تعالی ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیص لہ شیطانا فھول ہ فرین۔(الزخوف)

وقولہ تعالی استحود علیھم الشیطن فانسھم ذکر اللہ اولئک حزب الشیطن۔(المجادلہ)

"جو شخص ذکر الہی سے آنکھ چرالے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں۔ سو وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔"

"ان پر شیطان نے پورا تسلط کر لیا ہے۔ سو اس نے ان کو خدا کی یاد بھلا دی۔ یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں۔"

ان دونوں آیتوں سے واضح ہو گیا کہ اللہ کی یاد سے غافل ہونا شیطان سے تعلقات استوار کرنا ہے اور اللہ سے تعلق توڑنا اور شیطان سے رشتہ جوڑنا ہے جو ذکر سے غافل ہو احزب اللہ سے نکل گیا اور حزب الشیطان میں داخل ہو گیا۔

اللھم احفظنا

ذکر

مکتوباتِ مجدد الف ثانی کی روشنی میں

مکتوب 93

اس بیان میں کہ تمام اوقات ذکر الٰہی میں مشغول رہنا چاہیئے۔ سکندر خاں لودی کی طرف لکھا ہے۔

پنج وقتی نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے اور سنت مئوکدہ کو بجالانے کے بعد اپنے اوقات کو ذکر الٰہی میں صرف کرنا چاہیے اور اس کے سوا کسی چیز میں مشغول نہ ہونا چاہیئے۔ یعنی کھانے، سونے اور آنے جانے میں غافل نہ ہونا چاہیئے۔ ذکر کا طریق آپ کو سکھلایا ہوا ہے۔ اسی طریق پر استعمال کریں اور اگر جمعیت میں فتور معلوم کریں تو پہلے فتور کا باعث دریافت کرنا چاہیئے۔ اور پھر اس کوتاہی کا تدراک کرنا چاہیئے اور بڑی عاجزی اور زاری سے حق تعالیٰ کی جناب کی طرف متوجہ ہو کر اس ظلمت کے دور ہونے کی دعا مانگنی چاہیئے اور جس شیخ سے ذکر سیکھا ہے اسی کو وسیلہ بنانا چاہیئے۔ **واللہ سبحانہ المیسر کل عسیر** حق تعالیٰ ہر مشکل کو آسان کرنے والا ہے۔ والسلام۔

مکتوب 231

چند سوالوں کے جواب میں جو آپ سے کئے گئے تھے اور جن میں پوچھا گیا تھا کہ مشائخ نقشبندیہ ذکر جہر سے منع کرتے ہیں کہ یہ بدعت ہے حالانکہ ذوق و شوق بخشتا ہے۔ اور چیزوں سے جو آنحضرت کے زمانہ میں نہ تھیں۔ مثلاً لباس، فرجی، اور شال اور سرادیل سے کیوں نہیں منع کرتے۔ میر محمد نعمان کی طرف صادر فرمایا ہے۔ **نحمدہ نصلی علی نبیہ ونسلم علیہ و علی الہ الکرام** ہم اللہ کی حمد کرتے ہیں اور نبی اور اس کی آل بزرگوار پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہیں۔

آپ کے دو مکتوب شریف پے درپے پہنچے۔ پہلا مکتوب تو سوزش اور اضطراب کی خبر دیتا تھا۔ لیکن دوسرا مکتوب اس سے ملائم اور شوق و سرگرمی سے بھرا ہوا تھا۔

نیز آپ نے پوچھا تھا کہ ذکر جہر سے منع کرتے ہیں کہ بدعت ہے حالانکہ ذوق و شوق بخشتا ہے۔ اور چیزوں سے جو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانہ میں نہ تھیں مثلاً لباس، فرجی، اور شال اور سرادیل سے کیوں منع نہیں کرتے۔

میرے مخدوم! آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا عمل دو طرح پر ہے ایک عبادت کے طریق پر دوسرا عرف اور عادت کے طور پر۔ وہ عمل جو عبادت کے طریق پر ہے اس کے خلاف کرنا بدعت منکرہ جانتا ہوں اور اس کے منع کرنے میں بہت مبالغہ کرتا ہوں۔ کہ یہ دین میں نئی بات ہے اور وہ مردود ہے اور وہ عمل جو عرف و عادت کے طور پر ہے اس کے خلاف کو بدعت منکرہ نہیں جانتا اور نہ ہی اس کے منع کرنے میں مبالغہ کرتا ہوں کیونکہ وہ دین سے تعلق نہیں رکھتا اس کا ہونا یا نہ ہونا عرف و عادت پر مبنی ہے نہ کہ دین و مذہب پر۔ کیونکہ بعض شہروں کا عرف بعض دوسرے شہروں کے عرف کے برخلاف ہے۔ اور ایسے ہی ایک شہر میں زمانوں کے تفاوت کے اعتبار سے عرف میں تفاوت ظاہر ہے۔ البتہ عادی سنت کو مد نظر رکھنا بھی بہت سے فائدوں اور سعادتوں کا موجب ہے۔ **ثبتنا اللہ و ایکا کم علی مبابعۃ سید المرسلین علیہ و علیھم وعلی تابعی کل من الصلوات افضلھا و من التسلیمات اکملھا** اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو حضرت سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی متابعت پر ثابت قدم رکھے۔

مکتوب 190

دوام ذکر الٰہی جل شانہ پر حرص دلانے اور طریقہ علیہ نقشبندیہ قدس سرہم کو اختیار کرنے کی ترغیب میں اور نیز ذکر کی طرز اور اس کے مناسب بیان میں میر محمد نعمان کے فرزندوں میں سے ایک فرزند کی طرف لکھا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین و السلام علی سید المرسلین والہ اظاہرین اجمعین

اللہ رب العالمین کی حمد ہے اور سید المرسلین اور ان کی آل پاک پر صلوۃ و سلام ہو۔

جان من آگاہ ہو کہ تیری کیا بلکہ سب بنی آدم کی سعادت اور خلاصی اور نجات اپنے مولیٰ کی یاد میں ہے جہاں تک ہو سکے سب اوقات کو ذکر الٰہی میں بسر کرنا چاہیئے۔ اور ایک لحظ بھی غفلت جائز نہ سمجھنی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا احسان ہے کہ دوام ذکر حضرت خواجگان قدس سرہم کے طریق ہی ابتداء ہی میں میسر ہو جاتا ہے۔ اور ابتداء میں نہایت کے درج ہونے کے طریق پر حاصل ہو جاتا ہے۔ پس طالب کو اس بلند طریقہ کا اختیار کرنا بہت ہی بہتر اور مناسب بلکہ واجب اور لازم ہے۔ پس تجھے چاہیئے کہ توجہ کے قبلہ کو سب طرف سے پھیر کر ہمہ تن اس تریقہ علیہ کے بزرگواروں کی بلند بارگاہ کی طرف توجہ کرے اور ان کے باطن پاک سے دعا طلب کرے۔ ابتداء میں ذکر کہنے سے چارہ نہیں۔ چاہیئے تو قلب صوری کی طرف متوجہ ہو کہ وہ مضغہ گوشت قلب حقیقی کے لئے حجرہ کی طرح ہے اور ہم اسم اللہ کو اس قلب پر گزارے اور اس وقت قصداً کسی عضو کو برکت نہ دے اور ہمہ تن قلب کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے اور قوت متخیلہ میں قلب کی صورت کو جگہ نہ دے اور اس کی طرف التفات نہ کرے کیونکہ مقصود قلب کی طرف توجہ کرنا ہے۔ نہ اس کی صورت کا تصور اور لفظ مبارک اللہ کے معنی کو بیچونی اور بیچگونی کے ساتھ ملاحظہ کرنے اور کسی صفت کو اس کے ساتھ شامل نہ کرے اور حاضر و ناظر بھی ملحوظ نہ ہو تا کہ تو ذات تعالیٰ کی کی بلندی سے صفات کی پستی میں نہ آجائے اور وہاں سے کثرت میں وحدت کا مشاہدہ کرنے میں نہ پڑ جائے اور بیچون کی گرفتاری سے چون کی شہود سے آرام نہ پکڑے کیونکہ جو کچھ چون کے آئینہ میں ظاہر ہو وہ بیچون نہیں ہے۔ اور جو کثرت میں نمودار ہو۔ وہ واحد حقیقی نہیں بیچون کو دائرہ چون کے باہر ڈھونڈنا چاہیئے اور بسیط حقیقی کو کثرت کے احاطہ کے باہر تلاش کرنا چاہیئے۔ اگر ذکر کہنے کے وقت پیر کی صورت بے تکلف ظاہر ہو تو اس کے بھی قلب کی طرف لے جانا چاہیئے۔ اور قلب میں نگاہ رکھ کر ذکر کہنا چاہیئے۔ تو جانتا ہے کہ پیر کون ہے۔ پیر وہ شخص ہے جس سے تو خدائی تعالیٰ کی جناب پاک کی طرف پہنچنے کا راستہ سیکھے اور اس راستہ میں تو اس سے مدد و اعانت حاصل کرے۔ صرف کلاہ اور دامنی اور شجرہ جو معروف ہو گیا ہے۔ پیری و مریدی کی حقیقی سے خارج ہے۔ اور رسم و عادت میں داخل ہے۔ ہاں اگر شیخ کامل مکمل سے کوئی کپڑا تبرک کے طور پر تجھے ہاتھ لگے اور اعتقاد و اخلاص کے ساتھ تو اسے پہن کر زندگی بسر کرنی چاہیئے تو اس صورت میں بیشمار فائدوں اور ثمروں کے حاصل ہونے کا قوی احتمال ہے اور تجھے جاننا چاہیئے کہ خوابیں اور واقعات اعتماد اور اعتبار کے لائق نہیں ہیں۔ اگر کسی نے اپنے آپ کو خواب میں بادشاہ دیکھا یا قطب وقت معلوم کیا تو حقیقت میں ایسا نہیں ہے ہاں اگر خواب اور واقع کے بغیر بادشاہ ہو جائے یا قطب بن جائے تو مسلم ہے پس جو احوال و مواجید کہ بیداری اور ہوش کی حالت میں ظاہر ہوں وہ اعتماد کے لائق ہیں ورنہ نہیں اور جاننا چاہیئے کہ ذکر کا نفع اور اس پر آثار کا مترتب ہونا شریعت کے احکام بجالانے پر وابستہ ہے۔ پس فرضوں اور سنتوں کے ادا کرنے اور محرم و مشتبہ سے بچنے میں اچھی طرح احتیاط کرنی چاہیئے۔ اور قلیل و کثیر میں علماء کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اور ان کے فتویٰ کے موافق زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ والسلام۔

مکتوب 196

اس بیان میں کہ وہ راستہ جس کے ہم طے کرنے کے درپے ہیں۔ سات قدم ہے اور ہر قدم پر سالک اپنے آپ سے دور اور حق سبحانہ کے نزدیک ہوتا ہے جاتا ہے۔ منصور عرب کی طرف لکھا ہے:

آپ کا مرحمت نامہ بڑے نیک وقت میں پہنچا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا احسان ہے کہ خاص لوگ عام لوگوں کی یاد سے
فارغ نہیں ہیں اور بزرگ لوگ غریبوں کی غم خواری سے خالی نہیں ہیں۔ **جزا کم اللہ سبحانہ عنا خیر الجزاء** حق
تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے جزائے خیر عطا کرے۔

میرے مخدوم!

از ہر چہ میر و سخن دوست خوش تر اشت

ترجمہ: بیان جو کچھ کیا جائے کلام یار بہتر ہے

یہ راہ جس کے طے کرنے کے ہم درپے ہیں۔ سب سات قدم ہے۔ دو قدم عالم خلق سے تعلق رکھتے ہیں اور پانچ عالم امر سے۔
پہلے قدم پر جو سالک عالم امر میں لگاتا ہے تجلی افعال ظاہر ہوتی ہے۔ اور دوسرے قدم پر تجلی صفات اور تیسرے قدم پر تجلیات ذاتیہ کا ظہور شروع ہونے لگتا ہے۔ پھر اس کے بعد درجہ بدرجہ ترقی ہوتی جاتی ہے۔ جیسا کہ اس حال کے جاننے والوں پر پوشیدہ نہیں لیکن یہ سب کچھ حضرت سید اولین و آخرین ﷺ کی متابعت پر منحصر ہے اور یہ جو بعض نے کہا ہے کہ یہ راہ صرف دو قدم ہے اس سے ان کی مراد محض طور پر عالم خلق اور عالم امر سے ہے تاکہ طالبوں کی نظر میں یہ کام آسان دکھائی دے۔
ان سات قدموں میں سے ہر ایک قدم پر سالک اپنے آپ سے دور ہوتا جاتا ہے اور حق خالی کے نزدیک ہوتا جاتا ہے۔ ان قدموں کے طے کرنے کے بعد فنائے اتم ہے۔ جس پر بقائے اکمل مترتب ہے اور ولایت خاصہ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام کا حاصل ہونا اس فنا و بقا پر موقوف ہے۔

ایں کار دولت است کنوں تا کرا دہند

ترجمہ: بڑی اعلیٰ ہے یہ دولت ملے اب دیکھئے کس کو

ہم نامراد فقیروں کو اس قسم کی باتوں سے کیا مناسبت ہے۔ سوائے اس کے کہ اہل کمال کے زلال سے اپنے کام و دہان کو سیراب و شیریں کریں۔

گر ندارم از شکر جز نام بہر — زیں بسے خوش تر کہ اندر کام زہر
آسمان نسبت بعرش آمد فرود — ورنہ بس عالی است پیش خاک تو

ترجمہ: گرچہ شکر سے ہمیں حاصل ہے نام — زہر سے بہتر ہے پر ائے نیک نام
عرش سے نیچے ہے گرچہ آسمان — لیک ہے اونچا زمیں سے اے جواں

ذکر
حضرت سلطان باہوؒ کی نظر میں

ذکر لسانی و ذکر قلبی و ذکر روحی اور ذکر سری و جہری کے بیان میں

یاد رہے کہ کلمہ طیبہ افضل ذکر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **مثل الذی یذکر ربہ والذی لا یذکر ربہ مثل الحیی و المیت**

(اس شخص کی مثال جو خدا تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا زندے اور مردے جیسی ہے۔) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **آخر کلام فارقت علیہ رسول اللہ صلی اللی علیہ وآلہ و سلم قلت یا رسول اللہ ای الاعمال احب الی اللہ قال ان تموت ولسانک رطب من ذکر اللہ** (جس کلام پر میں نے رسول اللہ ﷺ سے مفارقت کہ یہ ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ خدا تعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل زیادہ مرغوب ہے۔ فرمایا: مرتے وقت خدا تعالیٰ کا ذکر زبان پر جاری رکھنا)۔

ایک اور حدیث میں ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: **الا اخبر کم بخیر اعمالکم واز کاھا عند ملیککم و ارفعھا فی درجاتکم وخیر (من انفاق الذھب و الفضتہ و الوارق و خیر لکم) من ان تلقو اعدوکم فتضربو اعنا قھم و یضر بو اعناقکم قالو بلی یا رسول اللہ قالو ذکر اللہ تعالی** (آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک کام سب سے عمدہ بتادوں۔ جو خدا تعالیٰ کے نزدیک بہت پسندیدہ ہو اور جس سے خدا تعالیٰ کے نزدیک تمہارے مراتب بہت بلند ہو جائیں۔ اور جو سونا چاندی خرچ کرنے سے کہیں بہتر ہو اور جس پر عمل کرتے ہوئے اگر تم اپنے دشمنوں پر حملہ کرو تو تم بھی ان کی گردنیں کاٹو اور وہ خود بھی اپنی گردنیں کاٹنے لگیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ضرور فرمائیے۔ وہ کون سا عمل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے:۔ خدا تعالیٰ کا ذکر ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے:**قال رسول الله صلی الله علیه و سلم ماصدقة افضل من ذکر الله تعالی**(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ذکر اللہ پر کوئی صدقہ بھی سبقت نہیں لے جاسکتا)۔

ذکر کو ققنس پرندے کی مثل ذکر کرنا چاہیے۔ اس پرندے کا یہ حال ہے کہ یہ لکڑیوں کا انبار جمع کرتا ہے۔ اور اس کے درمیان بیٹھ کر ذکر اللہ شروع کرتا ہے۔ اور ذکر ہو میں مشغول ہو کر ہو کے ساتھ سانس نکالتا ہے اور اسی طرح ذکر کرتا رہتا ہے اور ذکر اللہ کی گرمی اس سے ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ آخر کو ان لکڑیوں میں آگ لگ جاتی ہے۔ وہ خود بھی جل جاتا ہے اور خاک ہی خاک رہ جاتی ہے۔ بعد ازاں جب اس پر باران رحمت برستا ہے تو اس خاک سے ایک انڈا پیدا ہوتا ہے اور انڈے سے بچہ نکلتا ہے۔ جب بچہ بڑا ہو جاتا ہے۔ تو وہ بھی اسی طرح اپنی جان قربان کرتا ہے۔ اور ابد الآباد تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اسی طرح فقیر کامل کو مقام **موتو اقبل ان تموتوا** حاصل ہوتا رہتا ہے۔

فقیری کیا ہے خانہ ویرانی کا نام ہے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے اپنے مکان کو کبھی آباد نہیں کیا۔ جو کچھ آتا سب خدا کی راہ میں صرف کر دیتے۔ بعض وقت ان کے گھر میں چراغ روشن کرنے کے لیے روغن تک نہ رہتا اور کبھی فرش کے لیے بوریا بھی نہ ہوتا۔ اسے فقیری کہتے ہیں۔ جو کچھ خدا دے خدا ہی کو دے دے اور جو کچھ کی خدا دلائے وہ بھی خدا کو ہی دے دے۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔ **مامن قوم جلسو ا مجلسا اتفرقو منه ولم یذکر الله فیه الا کانما تفرقو ا عن جیفته حمار وا کان علیهم جسرة یوم القیمة**(جو لوگ کہ کسی مجلس میں بیٹھیں وہ خدا تعالی کا ذکر کئے بغیر وہاں سے اٹھ جائیں تو سمجھ لو کہ وہ لوگ جہان کے مردار گدھے بیٹھے ہیں۔ گویا وہاں سے اٹھے اور قیامت کے دن ان کو اپنے اس کام سے بڑی ندامت اور حسرت ہو گی۔)

دوسری حدیث میں ہے: **لیس متحسر احل الجنته ال علی ساعته مرت بهم ولم یذکر و الله فیها**(اہل جنت کو کسی بات پر افسوس نہ ہو گا سوائے اس کے کہ دنیا میں انہوں نے جس جس وقت خدا تعالی کا ذکر نہیں کیا، بہت افسوس کریں گے۔)

ایک اور حدیث میں ہے: **اکثر و اذکر الله تعالی حتی یقولو المنفقون انه مجنون**(تم خدا تعالی کا اس کثرت سے ذکر کرو کہ لوگ کہنے لگیں کہ یہ تو مجنوں ہی ہو گیا۔)

ایک اور حدیث میں آیا ہے: **ان الذین لا یذال السنتهم ر طبته من ذکر الله تعالی یدخلون الجنته و هم یضحکون**(جن لوگوں کی زبان پر خدا تعالی کا ذکر ہمیشہ جاری رہتا ہے جنت میں وہ لوگ ہنستے ہوئے جائیں گے۔)

حدیث قدسی میں آیا ہے:**اناعند ظن عبدی و ان معه اذا ذکر نی فانی ذکر نی فی نفسه ذکر ته فی نفسه وان ذکر نی فی الملا ء ذکر ته فی الملا ء خیر منهم**(میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اگر وہ مجھے کسی مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس کی مجلس سے بہتر مجلس (فرشتوں) میں یاد کرتا ہوں،)

ایک اور حدیث میں ہے: **یقول الله تعالی من جاء با لحسنة فله عشر امثالها و ازید ومن جاء بالسیئنة فله مثلها او اغفر ومن تقرب منی شبرا تقربت منه ذراعا و من تقرب الی ذراعا تقربت الیه با عا ومن اتنی یمشی اتیه هرولة**(خدا تعالی فرماتا ہے کہ جو کوئی ایک نیکی کرے تو اس کا ثواب اسے دس حصے دوں گا اور میں اس سے بھی زیادہ دے سکتا ہوں اور جو جوئی میری طرف ایک بالشت آئے میں اس کے بزدیک گز بھر آتا ہوں اور اگر وہ میرے نزدیک گز بھر آتا ہے تو میں اس کے نزدیک دو گز آتا ہوں۔ اور جو میری طرف چل کر آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔)

اور یاد رکھو کہ جو شخص تمام عمر روزہ رکھے، نماز پڑھے، حج کرے، زکوۃ دے اور شب و روز تلاوت قرآن کرتا رہے اور کلمہ طیبہ کو زبان پر جاری نہ کرے یا اس سے ذرا بھی انحراف کرے تو وہ ہرگز مسلمان نہیں ہے۔ اور اس کی عبادت مقبول نہیں ہے۔ جس طرح کہ اہل کفر اہل بدعت اور استدراج کی تمام عبادت رائیگاں ہے کیونکہ افضل الذکر **لا اله الا الله محمد رسول الله** آیا ہے۔ عبادت ذکر کی محتاج ہے اور ذکر و فکر غیر محتاج ہیں جس شخص کے دل میں تصدیق ایمان نہیں اسے فکر بھی حاصل نہیں ہے۔ ایسے شخص کو مومن و مسلمان بھی نہیں کہہ سکتے۔ خدا ترسی اور دل کی صفائی اور تصدیق ایمان ذکر سے حاصل ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے: **لکل شی ء مصقلة و مصقلة القلب ذکر الله تعالی**(ہر ایک چیز کے لیے صیقل ہوتی ہے اور قلب کی صیقل ذکر اللہ ہے)۔

ایک اور حدیث میں ہے:**علامة حب الله ذکر الله و علامة بغض الله عدم ذکره تعالی**(خدائے تعالی کی محبت کی نشانی اس کا ذکر کرنا ہے اور اس سے بغض کی علامت اس کا ذکر نہ کرنا ہے۔)

ایک اور حدیث میں ہے:**ذکر الله تعالی علی الایمان براة من النفاق وحصن من الشیطان**(ایمان کے ساتھ خدا تعالی کا ذکر کرنا نفاق سے بری کر دیتا ہے۔ اور شیطان کے فریبوں سے نجات میں رکھتا ہے۔)

ایک اور حدیث میں ہے:**ان فی ذکر الجلی عشر فوائد صفاء القلوب وتنبیہ الغافلین وصحۃ الا بدان و محاربتہ باعداء اللہ تعالی و اظھار الدین و نفی خواطر الشیطان و النفسانیۃ و التوجہ الی اللہ تعالی و الا عراض عن غیر اللہ تعالی و فیہ یرفع حجاب بینہ و بین اللہ تعالی**(ذکر جہری میں دس فائدے ہیں:(1)دل کی صفائی(2)غفلت سے تنبیہ(3)جسم کی صحت(4)خدا تعالی کے دشمنوں سے محاربہ(5)اظہار دین(6-7)علاج، خواطر، شیطانی و نفسانی(8-9)توجہ الی اللہ، غیر اللہ سے نفرت(10)خدا کے اور بندے کے درمیان سے حجاب اٹھ جانا)

فقیر باہو کہتا ہے کہ ذکر کیا چیز ہے اور سے کیا حاصل ہوتا ہے اور اس کے کتنے مراتب اور کتنے مقامات ہیں۔

ذکر کیا ہے کہ وہ گویا بدن کی زکوۃ ہے۔ جس طرح زکوۃ سے مال حلال اور پاک ہو جاتا ہے اسی طرح آدمی کا وجود ذکر اللہ سے کفر و شرک کی نجاست سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ جس طرح کپڑا صابن سے صاف ہو جاتا ہے۔ یہی حال ذکر اور نفس کا ہے اور جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے۔ اسی طرح ذکر اللہ گناہ و معصیت کو مٹا دیتا ہے۔ اور جس طرح کہ بارش خشک زمین کو سرسبز کر دیتی ہے اسی طرح ذکر اللہ مردہ ایمان کو زندہ کر دیتا ہے۔ اور جس طرح کہ پھل درخت کے لیے زینت ہوتا ہے اسی طرح ذکر اللہ ایمان کی زینت ہے۔ وہ کفر و ضلالت کی تاریکی کو مٹا کر ایمان کی روشنی پیدا کرتا ہے۔ جس دل میں ذکر اللہ نہیں وہ گویا بول کا درخت ہے یا طعام بے نمک ہے۔ جس طرح بغیر بسم اللہ کے جانور حلال نہیں ہوتا۔ اسی طرح انسان کا دل بغیر ذکر اللہ کے آلائش سے پاک نہیں ہوتا۔

ذکر ہر ایک بات کی اصل ہے۔ نماز بھی بغیر ذکر اللہ کے نہیں ہو سکتی بلکہ وہ بہمہ وجوہ ذکر اللہ ہے۔ نماز کے لیے سب سے اول طہارت کی جاتی ہے۔ وہ بھی ذکر اللہ ہے۔ اسی لیے وضو کرتے ہوئے بسم اللہ کہنا آیا ہے۔ اس کے بعد اذان ہے۔ وہ بھی ذکر اللہ ہے۔ پھر اول سے اخیر تک تمام نماز ذکر ہے۔ اسی طرح ذکر اللہ سے نماز کامل اور خدا کی درگاہ میں مقبول ہوتی ہے۔ ورنہ ناقص اور مردہ رہتی ہے۔ جو کچھ ہے وہ ذکر اللہ ہے اور اسی سے سب کچھ حاصل ہوتا ہے۔ اسی لیے حدیث شریف میں آیا ہے:**افضل الذکر لا الہ الا محمد رسول اللہ** تلاوت کرتو پہلے ذکر اللہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ پر وحی اتری تو سب سے پہلے **اقرا باسم ربک الذی خلق**۔ جان نکلنے پر بھی ذکر اللہ کرے۔ **لا الہ الا محمد رسول اللہ** یا اسم اللہ کہے۔ **اشھد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**۔ یہ سب ذکر ہے۔

قبر میں فرشتے اللہ کا نام پوچھتے ہیں وہ بھی ذکر اللہ ہے اور اعمال امہ پر بھی اسم اللہ ہے اور وہی اعمال نامہ داہنے ہاتھ پر آئے گا۔ اور جب اس کو ترازو پر رکھیں گے تو اسم اللہ کی برکت سے وہ گراں رہے گا اور جو شخص پل صراط پر اسم اللہ کہے گا تو دوزخ اس سے خوف زدہ ہو گی۔ اور وہ پل صراط پر سے سلامتی سے گزر جائے گا۔ اسی اسم اللہ سے بہشت کا دروازہ کھلے گا۔ اور جو شخص دیدار کے وقت اسم اللہ کہے گا مست ہو جائے گا اور تجلی کامل ہو گی اور ہمیشہ باقی رہے گا۔

جس شخص کو ذکر اللہ سے خوشی نہ ہو بلکہ اسے غصہ آئے یا رنجیدہ ہو یقینی بات ہے کہ وہ کافر ہے یا منافق و فاسق ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تینوں قسم کے لوگ موجود تھے۔ کافر، منافق، فاسق۔ جو کوئی اللہ سے مانع ہوا نہیں لوگوں میں سے ہو گا۔

ذکر اسلام کی بناء ہے اور دین اسی ذکر سے قائم ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کفار کے ساتھ جنگ کرتے تو اسی اللہ کا نعرہ مار کر اللہ اکبر کہتے۔

اسی طرح باطن میں بھی نفس کے ساتھ جنگ ہو تو اس وقت بھی یہی اسم اللہ کام آتا ہے۔

ہر بموئے زبانش ذاکراں را بر بدن
قلب قلقل دہد آید استخواں رگ ہوست تن
دل بدیگش جوش گردد زیر آتش عشق سوز
گاہ گرمی گاہ سردی ذاکراں را شب و روز
سلک بید سالکی را راہ ہادی پیشوا
باسیر سیرس می رساند با محمد اصفیاء

(ذاکروں کے جسم کا ہر بال ذکر بن جاتا ہے۔ قلب، ہڈیاں، رگیں، چمڑا اور سارا جسم ذکر کرنے لگتا ہے۔ عشق کی تیز آگ سے دل دیگ کی طرح ابلنے لگتا ہے۔ اور دن رات میں ذاکروں کے بدن میں کبھی گرمی جوش مارتی ہے۔ کبھی اس سے ٹھنڈک اور اطمینان پیدا ہوتا ہے۔ سالک کو ہادی پیشوا کی راہ پر چلنا چاہیے۔ اوہ اپنی سیر کے ساتھ مرید کو حضرت محمد ﷺ کی مجلس میں پہنچا دیتا ہے۔

جب ذکر خود بخود جاری ہو جاتا ہے۔ تو اب دل بیدار ہو جاتا ہے۔ اور روح کی طرح زندہ رہتا ہے نہ مرتا ہے نہ اسے خاک کھاتی ہے۔ خواہ وہ ہزاروں سال تک مٹی میں پڑا رہے۔
اور یہ جو انسان کے سینہ میں بائیں طرف کو حرکت کرتا ہو معلوم ہوتا ہے صاحب دل اسے دل نہیں کہتے بلکہ ان کے نزدیک کلب (کتا) ہے خصوصاً جب کہ اس میں حرص و ہوا بھری ہو۔
تو یہ دل کافر و منافق، مسلمان، مومن سب ہی کے لیے ہوتا ہے۔

قلب کی اقسام

دل کی تین اقسام ہیں:

اول وہ کہ جس میں عشق ومحبت کی آگ بھری ہو اور آتش شوق واشتیاق اور ذکر وافکار کے سبب سے پر نور ہو۔ دل یہی ہے جو بجز اللہ تعالیٰ کے اور کچھ طلب نہیں کرتا۔
دوسرا یہ کہ دنیا کافر کی زنار کی طرح اس کی گردن میں پڑی ہو اور دنیا کی محبت میں پھنسا ہو گو بظاہر مومن لیکن باطن میں کافر ہو۔ یہ دل نہیں بلکہ کلب ہے اور ایسا دل ریاکار اور دنیا کا تابعدار ہوتا ہے۔
تیسرا اہل سلب یعنی بع معرفت استخواں فروش کہ خود تو کچھ بھی نہیں صرف آباواجداد کی بزرگی بیان کر کے لوگوں کو فریب دیتا ہے۔

جس کا دل خدا تعالیٰ سے لو لگاتا ہے اس کا کیا پوچھنا وہ سر سے پیر تک شوق واشتیاق سے بھرا ہوا ہے۔ اسے اپنے شوق کی تپش اور سوزش ایسی معلوم ہوتی ہے۔ جیسی سردی میں آگ ہر ایک کو بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے **لذة الا فکار خیر من لذة الاذکار** (فکر کی لذت ذکر کی لذت سے بہتر ہے) فرمایا گیا ہے کہ ذکر بافکر یہ ہے کہ حب دنیا اور حب علم وحب قیل وقال وغیرہ کچھ نہ رہے اور صرف خدا تعالیٰ کا ذکر باقی رہے۔

واذکر ربک اذا نسیت (ذکر کر اپنے رب کا اس کی یاد آتے ہی) اس پر پورا عمل ہو۔ کیونکہ **الذکر بلا فکر کصوت الکب** (ذکر بلا فکر گویا کتے کی آواز ہے) وارد ہوا ہے۔

ذکر قلبی ذاکر پر موکل ہو جاتا ہے۔ اور اگرچہ ذکر وفکر سے کچھ غفلت بھی کرے گا۔ ذکر وفکر اس پر غالب رہتا ہے۔ خواہ ذاکر کو ذکر قلبی یا روحی یا سری یا زبانی یا جس یا پاس انفاس کسی قسم کا بھی ذکر حاصل ہو۔ ذاکر ذکر خدا تعالیٰ اور مجلس محمدی ﷺ سے یگانہ کر دیتا ہے۔ اور قلب وروح کو الگ بنا دیتا ہے۔ انبیاء اولیاء کی جس مجلس میں چاہے چلا جائے وہ ذاکر کو شریعت نبوی کا تابعدار اور نفس وشیطان سے بیزار اور دنیا واہل دنیا اور گناہ ومعصیت سے دور کر دیتا ہے۔ ذکر بااثر کی یہ نشانی ہے کہ ذاکر جب ذکر کرے توحید یا مجلس محمدی ﷺ اصحاب کرام اولیائے عظام یا مشاہدہ میں یا عرش وکرسی کے جس مقام میں چاہے چلا جائے اور جب استغراق سے جدا ہو تو اس کی عادتیں نیک ہو جائیں اور شکم سیری وبھوک وخواب وبیداری اور مستی وہوشیاری اس پر برابر ہو جائے جو شخص کہ یہ احوال نہیں رکھتا۔ اگرچہ حال کے وقت بیخود ہو جاتا ہے۔ شیطان اس کے ساتھ ہے اس نے اسے دیوانہ کر رکھا ہے۔ چنانچہ شیطان ذکر واذکار کے وقت زمین وآسمان اور عرش وکرسی میں سے ہر ایک کو قوت استدراج وبدعت سے پیدا کر کے ذاکر کو دکھا سکتا ہے اور جب کوئی کسی اہل بدعت یا اہل فسق یا گمراہ کو دیکھے تو اس نے کچھ نہ کہے۔ بلکہ جس نے اسے بدعت یا فسق وفجور میں ڈالا ہے اسے کہے یا نصیحت کرے مقابلہ کرے کیونکہ ہدایت کرنا اور نیک راہ بتانا خدا ہی کا کام ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء** (ہر کسی کو ہدایت کرنا اے پیغمبر! تمہارا کام نہیں یہ خدا کا کام ہے جسے چاہے ہدایت نصیب کرے) ذاکر جاہل کی مثال خشک زمین کی ہے کہ اس میں تخم ضائع ہو جاتا ہے اور ذاکر عالم کی مثال تر زمین کی ہے اس میں ضائع نہیں ہوتا۔

شریعت ایک کانٹوں کی دیوار ہے اور طریقت گویا ایک سبز میدان ہے اور حقیقت خوشہ اور آتش عشق نان پختہ اور فقر وفاقہ اور محبت الٰہی روزی حلال۔ اس میں قدم نہ رکھنا اہل ناسوت کا کام ہے۔ دانش وعقل وہی ہے جو خدا تک پہنچا دے اور علم وہی ہے جس سے معرفت اور وحدت الٰہی حاصل ہو جائے۔ ذاکر خبردار ہو کر ہی ذکر کیا کرتا ہے۔ مقامات شیطانی وخطرات نفسانی اس سے غائب ہو جاتے ہیں اور مقامات سیر ملائکی اسے حاصل ہوتے ہیں۔

صاحب ہدایت اپنے مشاہدہ میں جو کچھ دیکھتا ہے مقاماتِ معراج سے ہوتا ہے اور صاحب بدعت جو کچھ دیکھتا ہے گمراہی اور استدراج ہوتا ہے۔

بذکرش آں بود در سیر سرور	کہ ذکر وفکر جاری یار در حضور
کسے در ذکر نبوی راہ نہ بیند	سیاہی دل بہ مجلس بد نشیند
کہ ذکر خاص باشد پاس انفاس	نہ ذاکر دلق پوشاں مکر الباس
بذکرش ذاکراں راکے جواب است	فنا فی گشت فی اللہ ایں جواب است

(خدا تعالیٰ کے ذکر میں مقامات ذکر اسے حاصل ہوتے ہیں کہ جس کو ذکر وفکر حاصل ہو کر وصال دوست حاصل ہوا اور جسے ذکر محمدی ﷺ سے نیک راہ حاصل نہ ہو وہ شخص سیاہ دل ہوگا اور بری مجلس میں اٹھے بیٹھے گا کیونکہ پاس انفاس خاص ذکر ہوتا ہے۔ مکر کا لباس پہنے ہوئے گدڑی پوش ذاکر نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کے ذکر میں حجاب کب رہتا ہے۔ بلکہ وہ تو مقام فی اللہ میں مست رہتا ہے۔)

وجود وہی ہے کہ اپنے معبود کے ذکر سے قرار پکڑے اور آرام پائے۔ ان کا وجود سبک اور ہلکا ہو جاتا ہے۔ گویا وہ اہل محبت وعرفان کا لباس ہوتا ہے۔ گو بظاہر غریب ہوتے ہیں۔ مگر درحقیقت خدا کے دوست ہیں اور وہ گو وہ مسکین ہوتے ہیں۔ مگر ان کے دل خدا تعالیٰ ذکر سے تسکین پاتے ہیں اور مقال کی مع اللہ میں رہتے ہیں اور یہی اصل فقیر اور سچے ذاکر ہیں اور اس حدیث قدسی کے مستحق **انا جلیس من ذکرنی** (جو میرا ذکر کرے میں اس کا جلیس ہوں) اہل محبت وعشق یتیم ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ خدا تعالیٰ کی محبت میں ماں باپ عزیز واقارب سب چھوڑ کر اسی کی یاد میں مشغول رہتے ہیں اور بجز خدا تعالیٰ کے کچھ نہیں چاہتے۔ ان کا مرتبہ خدا تعالیٰ کے نزدیک دن بدن زیادہ ہوتا ہے۔ اہل ذکر کا وجود کم حوصلہ نہیں ہوتا اور وہ پاک ہوتا ہے۔ اور پاک جگہ قرار پکڑتا ہے۔ اس لیے کہ پاک ہے اسم اللہ۔ جو شخص کہ ذکر کرے اور پیری مریدی بھی کرتا ہے۔ مگر دنیائے دوں کی محبت ابھی اس کے دل سے نکلی نہ ہو تو جان لے کہ ابھی اسم اللہ کا اثر اس میں مطلق نہیں ہوا ہے۔ اور دنیا کی پلیدی اور اس کی کثافت سے دل سیاہ ہو رہا ہے۔ اور ابھی اس کی کدورت جیسی کہ تھی ویسی ہی موجود ہے اور اس کا علاج وہی ذکر ہے بشرطیکہ خلوص اور توجہ سے اس میں مشغول ہو کیونکہ ذکر بمنزلہ صابون کے اور انسان کا وجود بمنزلہ پلید کپڑے کے ہے۔ چاہیئے کہ خوف کے پانی اور ذکر کے صابون سے اسے خوب دھوئے یہاں تک کہ پاک صاف ہو جائے۔ ورنہ مرشد کیا کر سکتا ہے۔ جبکہ خود اسے ذکر کی طرف توجہ نہ ہو۔ اہل علم اسم اعظم کو قرآن مجید میں نہیں پاتے۔ اسی لیے کہ اسم اعظم وجود اعظم میں قرار پکڑتا ہے۔ اور اگر کسی کو اسم اعظم معلوم ہو جائے اور وہ اسے پڑھتا رہے۔ لیکن اسم اعظم اس میں اثر نہیں کرتا کیونکہ وجود اعظم نہیں۔ اسم اعظم کیا کرے گا۔ ذکر بغیر اسم اللہ اعظم کے جاری نہیں ہوتا۔

اسم اعظم دو وجود میں قرار پکڑتا ہے۔ ایک وجود فقرائے کامل میں۔ دوم وجود علمائے عامل میں اور علمائے عامل وہی فقرائے کامل ہیں اور جو شخص کہ اسم اعظم پر اعتقاد رکھتا ہو۔ مگر خدا تعالیٰ پر اعتقاد نہ رکھے۔ ایسا پاگل بے وقوف احمق ہے۔ اسم اعظم اسی کو حاصل ہوتا ہے جو کہ صاحب مسمٰی ہے۔ صاحب مسمٰی اسم اعظم ہوتا ہے۔ علماء عامل وفقرائے کامل کے شکم میں لقمہ حرام ہرگز نہیں جا سکتا۔ اس لیے کہ وہ لوگ صاحب ولایت ہیں۔ اہل ملک کی گردن سے ان کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ جس طرح کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ السلام کا حق امت پر ہے۔ اسی طرح سے فقرائے کامل اور علمائے کامل کا حق، خلق اللہ پر ہے۔

فقیر کامل وہی ہے کہ ذکر سلطانی اسے حاصل ہو۔ ذکر سلطانی اسے کہتے ہیں کہ ذاکر سے ذکر بے گماں جاری ہو اور تمام ہڈیوں اور مغز و پوست اور ہر ایک رگ و ریشے میں سرایت کرے۔ **فاذکر ونی اذکرکم**(تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔)

فقیر کے نزدیک یہ مراتب بھی سہل و آسان ہیں چاہیے کہ ذکر چھوڑ کر مذکور کا طالب ہو کر صاحب قلب ہو

دل کعبہ اعظم است خالی کن از بتاں

بیت المقدس نیست جائے بتگراں

(دل کعبہ اعظم ہے اسے بتوں سے خالی کر۔ یہ بیت المقدس ہے اسے بتگروں کا گھر نہ بنا۔)

قلب تین قسم کے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ وارد ہوا ہے:**القلب ثلث قلب سلیم و قلب منیب وقلب شهيد اما قلب سلیم فهو الذی لیس فیہ بغیر معرفۃ اللہہ تعالی ۔ اما قلب المنيب فهو الذی الماب من کل شیء الہ اللہ اما قلب الشهيد فهو الذی کان فی مشاهدة الله وقدرتہ فی کل شیء**(قلوب تین قسم کے ہوتے ہیں۔ قب سلیم، قلب منیب، قلب شہید۔ قلب سلیم معرفت سے حاصل ہوتا ہے۔ قلب منیب وہ دل جو تمام چیزوں سے منہ موڑ کر خدا کی طرف متوجہ ہو اور قلب شہید وہ دل ہے کہ ہر چیز میں خداتعالی کا مشاہدہ کرے۔

باہو از نماز روزہ واز ہر عبادت

ازاں بہتر بود دل ذکر ساعت

(باہو نماز روزہ اور ہر عبادت ان سب سے گھڑی بھر کا ذکر قلبی بہتر ہوتا ہے)۔

ذکر کی آگ تمام حجابات کو جلا دیتی ہے۔**فی فواد المحب نار هو احر من نار الجحیم ابرادها**(عاشق کے دل میں آگ ہوتی ہے جو دوزخ کی آگ سے کہیں زیادہ تیز ہوتی ہے۔)جس دل میں خدا کی محبت نہیں وہ دل دوزخ میں جائے گا۔ ایسے شخص پر دوزخ کی آگ تیز ہوتی ہے اور جس دل میں خدا کی محبت ہو گی۔ اس کے سامنے وہ آگ سرد ہو جائے گی۔ چنانچہ **النار ترحم لمن فی قلبہ نار**(دوزخ کی آگ اس دل پر رحم کرے گی جس کے دل میں محبت کی آگ ہو گی)

چوں در آتش عشق شد منزلم   دل دوزخ آتش گرفت از الم

(جب عشق کی آگ میں میرا ٹھکانا بن گیا تو دوزخ کے دل نے میرے دل سے آگ لی)

دل کہ زاسرار خدا غافل است   دل نتواں گفت کہ مشت گل است

دل یکے خانہ ایست ربانی   خانہ دیوار چہ دل خوانی

(جو دل کہ اسرار خداوندی سے بے خبر ہے اسے دل نہیں کہنا چاہیئے وہ خاک کی مٹھی ہے دل تو ایک خدائی گھر ہے۔

جس دل میں شیطان کا بسیرا ہے اسے دل کیوں کہتے ہو)

دل کعبہ اعظم است زاں کعبہ آب و گل

آں صد ہزار کعبہ بود در میان دل

(دل اس گارے پتھر سے بنے ہوئے کعبہ کے مقابلے میں کعبہ اعظم ہے۔ دل میں ویسے لاکھوں کعبے ہیں۔)

فقیر باہو کہتا ہے کہ دل گل نیلوفر کی صورت رکھتا ہے۔ اس کے چار خانے ہیں اور ہر خانہ میں زمین و آسمان سے زیادہ وسیع ایک ولایت ہے اور ہر دل کے نشیب میں ایک نیچے خانہ ہے جو سر لامکان کی جا ہے اور پھر ہر خانہ میں خزانہ الٰہی ہے اور سر خزانہ پر پردہ ہے اور ہر پردہ شیطان کا ایک موکل ہے۔

پہلا پردہ غفلت ہے اور پردہ دوم نسیان موت اور اس پر حرص موکل ہے اور تیسرے پردے پر حسد موکل ہے اور چوتھے پردے پر غرور موکل ہے اور ہر ایک کے ساتھ خناس خرطوم و خطرات وسوسہ متفق ہے اور ہر ایک خزانہ الٰہی یہ ہیں۔ خزانہ اول میں علم، دوم میں ذکر، سوم میں معرفت، چہارم میں فقر فنافی اللہ بقاباللہ

اور ہر ایک موکل کے دفع کرنے کا علاج یہ ہے کہ اول کے لیے شریعت موکل۔ دوم کے لیے طریقت۔ سوم کے لیے حقیقت و معرفت، نفس کشی۔ چہارم کے لیے ترک معیصت و ترک حب دنیا۔ لیکن یہ پردہ نہیں اٹھ سکتا۔ مگر مرشد کامل کی نظر سے۔ اس لیے کہ دل اسرار معرفت وحدانیت الٰہی کا خزانہ ہے کہ دل کے درمیان الوہیت ربوبیت پیدا ہوتی ہے۔ مگر یاد رکھو کہ دل ایک ہے۔ **ما جعل الله رجل من قلبین جی جو فہ**(خداتعالی نے کسی شخص کے دو دل نہیں بنائے جس سے وہ دو چیزوں کو چاہتا ہو۔) پھر جب دل ایک ہے تو کئی چیزوں کی طلب فضول ہے۔

باہو علم صرف و نحو خوانی یا اصول

از وصال حق تعالی نیست زاں چیزے وصول

(باہو تم علم صرف یا نحو یا اصول پڑھو تو ان سے کچھ بھی وصال حق تعالی حاصل نہیں ہوتا۔)

در میانش علم فقر ش گفتگو

ہر چہ داری چیز خدا ازاں دل بشو

(ان علوم میں تو علم اور فقر کی کوئی گفتگو نہیں ہے۔ اس لیے جو علم خدا کے ذکر سے خالی ہیں ان سے دل کو دھو ڈالو یعنی پاک صاف کر ڈالو۔)

حدیث قدسی:**اذا ذکرتنی شکرتنی واذا تسیتنی کفر تنی**(جب بندہ خداتعالی کو یاد کرتا ہے تو اس کی شکر گزاری کرتا ہے اور جب اسے بھول جاتا ہے تو اس کا کفر انعمت کرتا ہے۔)

دلش دم روح ذریک فکر باید   کہ ذکرش خاص از دل مے بر آید

تراشعور باید زاں شعوری   دمے غافل مباش اے از حضوری

حضوری صد خطر آں بیم جانی   کہ واصل در حضورش لامکانی

حضوری ترگ گیر دگشت آنی　　　فنافی اللہ بشو از خویش فانی

(ذاکر کا دل، دم اور روح سب ایک ذکر اور فکر میں مشغول رہیں۔ کیونکہ ذکر اسی دل سے حاصل ہوتا ہے۔
تجھے اس شعور سے آگاہ ہونا چاہیئے ایک دم بھی ذکر حضور سے غافل نہ رہ۔ حضوری میں سینکڑوں خطرات
ہیں۔ اس میں تو جان کا بھی خطرہ ہے کیونکہ لامکان میں اس کا حضوری ہوتا ہے۔ حضوری چھوڑ اور اپنے آپ
سے فانی ہو کر فنافی اللہ ہو جا۔)

علم سے عامل پر انوار اسرار الٰہی نازل ہوتے ہیں اور جب زبان دل کے ساتھ موافق ہوتی ہے دل اور زبان ایک ہو جاتے ہیں۔ اور اب انوار عشق اس جگہ پیدا ہوتے ہیں اور دل اور زبان ایک نہ ہوں تو انوار محبت وہاں پیدا نہیں ہوتے۔ مقام عشق میں وہی ثابت قدم رہتا ہے جو صاحب استقامت ہو۔

عاشقاں را رہ این است ذکر ہو گوید دوام
و ہمدم ہو ذکر گوید کار آں گردد تمام

(عاشقوں کا تو طریقہ یہی ہے کہ وہ ہر دم ذکر ہو میں مشغول رہتے ہیں۔ جو ہر دم ہو کا ذکر کرے اس کو کامیابی حاصل ہوتی ہے۔)

دل تین طرح کے ہوتے ہیں۔
قسم اول: پہاڑ کی مانند کہ اپنے مقام سے جنبش نہیں کر سکتا۔ یہ دل اہل محبت کا ہے۔
قسم دوم: بمنزلہ درخت کے جس کی جڑ مضبوط ہوتی ہے۔
قسم سوم: بمنزلہ درخت کے پتوں کے جنہیں ہوا چاروں طرف اڑاتی پھرتی ہے مگر وہ ہوا سے متفرق اور منتشر نہیں ہوتے۔

یہی حال فقیر کا ہونا چاہیئے کہ حضرت آدمؑ کی اصل تقرب الی اللہ ہے۔ اس لیے چاہیئے کہ فقیر پر کتنی مصیبت اور بلا آپڑے مگر ہرگز ہرگز راہ خدا کو نہ چھوڑے اور غرق و استغراق سے منہ نہ موڑے۔ طالب و مرید کامل وہ ہے کہ پیر و مرشد کے قول و فعل پر ثابت قدم رہے اور اس سے ظاہر و باطن کسی حال میں بدظن نہ ہو۔ جیسا کہ مریدوں کا حال ہے۔ کیونکہ مرید طالب کمال کم ہوتے ہیں۔

یہ فقیر باہو تیس سال تک مرشد کی جستجو میں پھر تا رہا ہے اور برسوں گزر گئے ہیں کہ طالب اللہ کی طلب میں ہوں اور اب تک نہیں ملا ہے۔

کسی نہ پرسد ز من خدا پرسی　　　تا رسانم بعرش و با کرسی
ہیچ پردہ نماند راہ خدا　　　گشتہ یکتا شوی غیر اللہ
عاشقانے کہ وصل بر نہ مرد　　　جان خود را بخوش خدا بسپرد
ایں چنیں رہنما باید مرد　　　فقر فنافی اللہ و صاحب درد

(مجھے کوئی تلاش خداوندی کا طالب نہیں ملتا جسے عرش کرسی تک پہنچادوں اور اس کے سامنے
راہ خدا کا کوئی پردہ باقی نہ رہے۔ ماسوائے اللہ سے بے نیاز ہو جائے جس عاشق نے وصل حاصل کر لیا۔
وہ مرتا نہیں یعنی بقاباللہ ہو جاتا ہے۔ اور خوشی خوشی اپنی جان اللہ کے حوالے کر دیتا ہے۔ رہنما ایسا ہونا چاہیئے
جو فقیر فنافی اللہ اور صاحب درد ہو۔)

ذکر میں ایک بہت تیز حرارت اور گرمی ہوتی ہے۔ عشق و محبت کا ایک ذرہ بھی تپ لرزہ سے زیادہ ہوتا ہے اور اس کی گرمی سے سکر پیدا ہوتا ہے۔ ذکر کی حرارت اور اس کی گرمی فقیر کے لیے ایسی ہے جیسے سردی میں آگ اور جس طرح شدت گرما میں تپ لرزہ میں بے چینی اور بے آرامی رہتی ہے۔ یہی حال مقام حضور و وصال و محبت فقیر کا ہے کہ اکثر اس کو خلق سے اور خود اپنی ذات سے جدائی رہتی ہے۔ کہ جب تک فنافی الفنا میں غرق نہیں ہوتا استغراق دائمی حاصل نہیں ہوتا۔ چاہیئے کہ اپنی خودی سے مٹ جائے۔ جس طرح سے کہ شکر کو پانی میں ملا کر آگ پر رکھتے ہیں اور پک جانے کے بعد وہ حلوہ کہلاتا ہے اور اب اس پر شکر و پانی کا اطلاق نہیں ہوتا۔ پس گویا قند و شکر مثل توحید کے ہیں۔ اور پانی مثل بندہ کے ہے اور حلوہ بمنزلہ معرفت کے ہے۔

صاحب وصال فنافی اللہ بقاباللہ کے لیے دوزخ گویا حمام یا آفتاب موسم سرما کا حکم رکھتی ہے۔ اور جنت ان پر حرام ہے۔ وہ صرف دیدار الٰہی کے طالب ہیں۔ نفس و خواہشات کے طالب کثرت سے ملیں گے اور طالب مولیٰ کم ملیں گے۔ فقیر کو چاہیے کہ ہر دم خبر دار رہے اور نفس کے لیے ہرگز ہرگز بہانہ نہ کرے۔

طواف کعبہ مرو کجا روی صفا ایں جاست
سر بہ سنگ چرا میزنی خدا ایں جاست

(طواف کعبہ کے لیے جانے سے کیا حاصل۔ صفائی تو یہاں یعنی وصال خداوندی ہے تو پتھروں پر کیا سجدے کرتا پھرتا ہے۔
خدا یہاں ہے نفس کافر کے مکر سے باخبر رہ)

یہ جس طرح اس سے بن پڑے گا۔ تجھے کسی نہ کسی بلا میں مبتلا کر دے گا۔

ساغر از توحید وحدت نوش کن
بعد ازاں دنیا و عقبیٰ ہم فراموش کن

(توحید وحدت کا پیالہ پی اور اس کی مستی سے دنیا و عقبیٰ دونوں کو بھلا دے۔)

فقیر کیا ہیں یوں سمجھو کہ چھنی ہوئی خاک پر پانی چھڑ کا ہوا ہے۔ جس سے نہ پاؤں پر گرد پڑے۔ فقیر کو چاہیئے کہ ہرگز طمع نہ کرے اور اگر کوئی دے تو رد نہ کرے اور جو کچھ ملے اس جمع نہ کرے۔ باطن میں خدا سے لو لگائے اور ظاہر میں خدا سے شاغل رہے۔ تا کہ **تخلقو ا با خلاق اللہ تعالی**(یعنی عمدہ اخلاق حاصل کرو) کا مصداق بنے اور پنہاں ہو جائے تو باطن میں حضرت خضر علیہ السلام اور ظاہر میں رسول اللہ ﷺ کا تابع رہے اور انانیت (خودی) سے بچے۔ جیسا کہ شیطان اس میں مبتلا ہو کر کرنے لگا۔ **یا رب لم یخلق محمد**(اے پروردگار! محمد ﷺ کیوں پیدا کئے

گئے)تواب دوسرے کا کیا حال ہے تو معلوم ہوا کہ اہل انا ابلیس ہیں۔ جو شخص کہ دعویٰ کرے جان لینا چاہیئے کہ وہ شیطان ہے۔طالب وہ ہے کہ جو باادب و باشعور ہے۔حلقہ بگوش تابعدار اور خاموش ہو کر ہمیشہ تصور برزخ فنافی الشیخ اور بقاباللہ میں رہے۔**لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جل جلالہ اعظم شانہ اللہ**

اسم اللہ بس گرانست و بے بہا　　　　این حقیقت راندا ند جز محمد مصطفی

(اسم اللہ بہت مہنگا یعنی قیمتی اور بے بہا ہے۔اسے حقیقی طور پر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔)

حدیث قدسی **"ان فی جسد آدم مضغۃ و فی المضغۃ فواد و فی الفواد قلب و فی القلب روح و فی الروح سروفی السر حفی و فی الخفی ان "**

ترجمہ: بے شک انسان کے وجود میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے(جسے دل کہتے ہیں)اور اس کے اندر فواد ہے اور فواد کے اندر قلب(کا نورانی وجود)ہے اور قلب میں(روحانی)روح ہے۔اور روح میں سر(اسرار ربانی)ہے سر میں خفی ہے اور خفی میں انائے(رحمانی)ہے۔

الحدیث **"لکل شیء مصقلۃ و مصقلۃ القلب ذکر اللہ"** ہر شے کی ایک صیقل ہے(جس سے وہ چمک اٹھتی ہے)اور قلب کا صقیل ذکر اللہ ہے۔

انسان کے وجود میں نفس کے چار خانے ہیں۔

خانہ اول زبان:　　جس سے لغو(فحش کلام)کرتا ہے۔

خانہ دوم دل:　جس میں خطرات و وسواس پیدا ہوتے ہیں۔

خانہ سوم ناف: جس میں شہوت اور ہوائے(نفسانی)پیدا ہوتی ہے۔

خانہ چہارم گردل:　　جس میں حرص وحسد، کبر وریاء، عجب وریاء، کینہ وبغض پیدا ہوتے ہیں۔

ان چاروں خانوں میں(معصیت)کی آگ جلتی ہے۔جو ذکر اللہ کے پانی کے بغیر سرد نہیں ہوتی۔علماء اس بات سے بے خبر ہیں کہ کہ معرفت اللہ عشق و محبت سے طے ہوتی ہے۔حرص، حسد، کبر سے حاسل نہیں ہوتی۔جو بھی صاحب نظر ہے وہ ہمیشہ(لوح)ضمیر میں انوار کا مطالعہ کرتا ہے۔

بیت

مر گیا ہوں لے گئے وہ زیر خاک
جان وتن اب کر رہا ہے ذکر پاک
منکر نکیر مجھ سے پوچھیں گے اگر
خوش ہو کے ان کو میں سناوں گا اللہ کا ذکر
قبر خلوت میں سوئے ہیں ہم
ہم نشیں ہم مجلس(خدا)ہوئے ہیں ہم

ذکر اللہ اور(تصور)اسم اللہ شیر کی مانند ہے جس جگہ شیر آجاتا ہے۔وہاں سے تمام جانور شیر کے خوف سے بھاگ جاتے ہیں۔جس جگہ طالب اللہ کے وجود میں ذکر اللہ آجاتا ہے۔اس کے (دل میں)کسی قسم کے خطرات و وہمات باقی نہیں رہتے۔اگر باقی رہیں تو(جان لو!)کہ اس پر ذکر نے تاثیر ہی نہیں کی۔مرشد عارف کو کہتے ہیں۔

قال علیہ السلام۔ من عرف ربہ فقد کل لسانہ

جس نے اپنے رب کو پہچان لیا اس کی زبان(حمد وثنا)میں لمبی ہو گئی۔

جب اسم اللہ صاحب راز کے دل پر منقش ہو جاتا ہے۔اور اسم اللہ کی تجلی دل پر غالب آجاتی ہے۔قلب(عشق الٰہی)میں جلنے لگتا ہے۔مقام وحشت پیدا ہو جاتا ہے۔اور نفس مغلوب ہو جاتا ہے۔نفس مردہ اور قلب زندہ ہو جاتا ہے۔حضرت شاہ محی الدین کا قول ہے۔**"الا نس باللہ والمتو حش عن غیر اللہ "** اللہ تعالیٰ سے انس اور غیر اللہ سے وحشت پیدا ہو جاتی ہے۔

ذکر اللہ

اور

حقیقتِ دنیا

اے عزیز! خوب جان لے جس شخص نے غفلت کا پردہ اپنے دل سے اٹھادیا اور دل کے شیشے کو دل کی ریتی سے صاف وشفاف کر لیا۔ اس کا سینہ ربانی اسرار کا خزانہ ہو گیا۔ اور اس کا باطن سبحانی انوار کا محیط ہو گیا۔ ہر ایک چیز کے (صاف وشفاف کرنے) لیے ایک ریتی ہوا کرتی ہے لیکن دل کی ریتی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ اگر تو خدا تعالیٰ کی دوستی کا شرف حاصل کیا چاہتا ہے۔ اور اس دولت عظیم کو اپنے قبضہ اقتدار میں لایا چاہتا ہے۔ تو سب علاقوں کو اپنے سر سے پھینک کر اس کی یاد میں ڈوب جا، کیونکہ خدا تعالیٰ کی دوستی کا یہی نشان ہے کہ اس کو یاد کیا جائے۔

من احب شیئا اکثر ذکرہ(جو شخص کسی چیز سے محبت رکھتا ہو اس کا بہت ہی ذکر کرتا ہے) خداوند تعالیٰ کی دوستی کی حقیقت، اس کی یاد سے عادی ہونا ہے۔ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مناجات میں کہا: "اے خداوند! مجھے کیونکر معلوم ہو کہ کون تیرا دوست ہے اور کون دشمن؟" حکم ہوا: "(میرا) ذکر کرنے والا میرا دوست ہے اور (مجھ سے) غافل میرا دشمن ہے۔"

پس طالب حق کا فرض ہے کہ اپنے دل کے میدان کو جو حضرت کبریائے جل جلالہ کے انوار و اسرار کے ظاہر ہونے کا مقام ہے بہت سے ذکر کے ساتھ اپنے پراگندہ دل کو خس و خاشاک سے پاک وصاف کرے تاکہ دوستی کے رتبہ پر (اس کو) سرفراز فرمائیں اور حقیقی دولت کی کھڑکی اس پر کھول دیں۔

خدا تعالیٰ کے بھیدوں کو ظاہر ہونے کے محل حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرّہ نے فرمایا: "ذکر الٰہی تیشہ کی طرح ہے جو خطروں کے تمام کانٹوں کو دل کے جنگل سے تراش دیتا ہے۔ اور دل میں غیر کا نام و نشان تک نہیں چھوڑتا۔ جب باطن غیر حق سے پاک ہو جائے اور ماسوا کی پکڑ سے دل چھٹکارا پا جائے۔ اور ذاکر کا مشہود یا معشوق (مذکورہ بالا) غیر نہ رہے تو ظاہر و باطن میں اپنے مطلب کو جلوہ گر دیکھتا ہے۔ پس ایک لمحہ بھی یاد حق سے غافل نہ ہو۔ اور اپنے سب وقتوں کو ذکر الٰہی میں مصروف رکھ، کیونکہ اس کے راستے کی بنیاد بہت ذکر کرنے پر ہی منحصر ہے اور آخرت کی بھلائی بہت سی یاد پر ہی موقوف ہے۔

قولہ تعالیٰ اذکر اللہ ذکر ا کثیر لعلکم تفلحون

ترجمہ: "خداوند تعالیٰ کا بہت ہی ذکر کرو تاکہ تمہیں بھلائی نصیب ہو۔"

پس آدمی کے لیے اس سے بہتر اور کچھ نہیں کہ ہمیشہ اس کے دل میں خدا تعالیٰ کی یاد ہو تاکہ اس کی برکت سے خدا تعالیٰ کے ذکر کی کثرت سے غیر اللہ کا خیال ہی جاتا رہا ہے۔ اور اپنے مظہر میں حق سبحانہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ پائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **انا جلیس من ذکرنی**(میں اس شخص کا ہم نشین ہوں، جو مجھے یاد کیا کرے) یہاں سے ہم نشینی ظاہر ہوتی ہے۔ اور اعلیٰ درجے اور بڑے بڑے رتبے حاصل ہوتے ہیں۔

لیکن طبعیت کے دام میں گرفتاروں کو اس دولت کی کیا خبر؟ اور غفلت نیند کے خمار آلودوں کو اس بیان سے کیا اثر ہے۔

عندلیب مست داند قدر گل

چغد را از گوشہ ویرانہ پرس

ترجمہ: "پھول کی قدر مست بلبل ہی جانتی ہے۔ ویران جنگل کے کونے کی بابت (اگر کچھ دریافت کرنا منظور ہے تو) اُلو سے پوچھ۔"

خدا تعالیٰ کے محبت کے پیالہ کے مست جب دم بھر بھی حق سبحانہ و تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جاتے ہیں تو ایسے بے آرام و بے چین ہوتے ہیں جیسے خشکی پر مچھلی، بلکہ اس دم کو مردہ دم اور بھاری گناہ جانتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کی یاد ایسی چیز ہے کہ ہر دم ایک تازہ درود اور بے اندازہ شوق بڑھاتی ہے اور ذکر کرنے والے کے باطن کو صاف و مصفا کرتی ہے۔ اندرونی سیاسی اور نفسانی سختائی کو دور کرتی ہے۔ اور ماسوی اللہ کے خیالات کو (دل سے) جلاتی ہے۔ اور اس پاک ذات خدا کو اپنے دل میں حاضر رکھنے کی آگاہی دیتی ہے۔ اور فنا اور بے خودی کا مزہ چکھاتی ہے۔ یعنی تجھ کو تجھ سے غائب کر کے خدا کی طرف لاتی ہے۔ اور تجھ کو تجھ سے چھوڑا کر معشوق حقیقی کا راستہ دکھلاتی ہے۔ اور یہ مطالب تمام سالکوں کا مقصود، اور سب طالبوں کا مطلوب ہے۔

اے عزیز! جو سانس غیروں کے بے روک ٹوک محبت اور شوق کی رو سے خدا کی یاد میں آتی ہے۔ وہ دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بہتر ہے۔ بلکہ وہ سانس عین بہشت ہے۔ اس سانس پر دنیا و مافیہا کو قربان کر دیا جائے تو عین بجا اور سراسر زیبا ہے۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک آدمی سے سنا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اتنی بڑی دولت و سلطنت کا مالک بنا دیا ہے۔ کہ نہ کسی شخص کی نصیب ہوئی۔ اور نہ ہو گی۔ حضرت سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: "اے نادان! خدا تعالیٰ گواہ ہے کہ ایک مواحد مومن کی صدق اور اخلاق کے ساتھ ایک تسبیح کا ثواب سلیمان کی بادشاہت سے بہتر ہے۔ اس لیے کہ یہ بادشاہت فانی ہے۔ اور اس تسبیح کا ثواب باقی۔ اور باقی اگر اندازاً تھوڑی بھی ہو تو فانی سے جو اندازاً بہت ہو، بہتر ہے۔"

ایک بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے: "جو کوئی خدا تعالیٰ نے محجوب اور غافل ہے۔ عین رنج بختی میں ہے۔ اگرچہ بہت سے ملکوں اور خزانوں کی چابیاں اس کے ہاتھ میں ہوں۔ اور یہ مفلس فقیر جو یاد حق میں مستغرق ہے۔ وہ ہمیشہ اس کے حضور میں ہے۔ اور دونوں جہانوں میں غفور اور تمام سختیوں سے مسرور۔"

نقل ہے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو ایک شخص کی روح قبض کرنے کا حکم ہوا۔ حضرت موصوف نے عالم دنیا میں اس کی بہت ہی تلاش کی، مگر کہیں بھی سراغ نہ چلا۔ تب خداوند تعالی کی درگاہ میں مناجات کی:"خدایا! جس شخص کی جان قبض کرنے کا مجھے حکم ہوا ہے وہ مجھے عالم دنیا میں دستیاب نہیں ہوتا۔" ارشاد ہوا۔ وہ شخص ہماری یاد میں مشغول ہے۔ اور جب تک وہ اس میں مشغول ہے۔ تو اس کو نہیں پا سکتا۔ ہاں! جب وہ ہمارے ذکر سے غافل ہو جائے۔"(تب تیرے قبضے میں آ جائے گا۔)

لیکن اس سعادت کا تاج ہر ایک سر پر نہیں رکھتے اور یہ شہبازوں کی خوراک ہر ایک کو باہم ہمت کے منہ میں (نوالہ بنا کر) نہیں دیتے۔

قولہ تعالی ذالک فضل اللہ یواتیہ من یشآء واللہ ذوالفضل العظیم

ترجمہ: یہ اللہ تعالی ہی کا فضل وداد ہے، وہ جس کو پسند کرتا ہے، اس کو عطا کرتا ہے۔، اور اللہ تعالی فضل عظیم کا مالک ہے۔

ہر کسے را سوئے گنج از رہ بدے ہر گدائے اندریں رہ شہ بدے

چشم کو تاہ گنج بیند در جہاں گوش کو تا بشنود اوصاف آں

ترجمہ: اگر ہر ایک شخص کا راستہ خزانہ کی طرف ہوتا، تو ہر ایک بھک منگا اس راستہ میں شہنشاہ بن جاتا۔ وہ آنکھ کہاں ہے جو اس خزانہ کو دیکھے؟ اور وہ کان کہاں ہیں جو ان کے اوصاف کو سنیں؟

لیکن جب کہ ہر ایک دل اپنی غفلت کی خواری اور سخت گناہوں کی بہتات سے روسیاہ ہو رہا ہے۔ تو خدائے تعالی کے ذکر کے ذوق اور لذت سے بے نصیب ہے۔ اگر تجھے اس کا پتہ ملے کہ حق تعالی کی یاد میں کیا کیا لذتیں اور راحتیں ہیں تو قسم بخدا کہ تو دم بھر بھی غافل نہ رہے۔

حضرت خواجہ سری سقطی قدس سرّہ دعا میں کہا کرتے تھے:"اے خدا جب تو مجھے عذاب کرے تو جس طرح کہ تیری مرضی مبارک ہو کر، لیکن حجاب کا عذاب نہ دے، اس لیے کہ اس کی برداشت کی مجھے طاقت نہیں ہے۔"

عاشقوں کی لذت اور نعمت خداوند تعالی کی یاد ہے اور مشتاقوں کی حب حضرت صمدیت کے چہرے کا نظارا ہے۔

عاشق در مشاہدہ دوست دست یافت

در ہر چہ بعد ازاں نگرد، اژدہائے اوست

(ترجمہ) "جب عاشق نے اپنے دوست (اللہ تعالی) کے دیدار پر قبضہ کر لیا، تو اس کے بعد پھر اگر کسی غیر کی طرف دیکھے تو (جانو) کہ وہ اس کے لیے خونخوار اژدہا ہے۔"

پس خداوند تعالی جس کو اپنے کمال کرم اور عنایت سے اپنی محبت کا ایک گھونٹ چکھاتا ہے۔ اور اپنی جان پہچان کا خلعت پہناتا ہے۔ اس کو اپنی یاد میں ڈبو دیتا ہے اور اس سعادت کی توفیق اس کے رفیق کر دیتا ہے۔ اس لیے کہ ابدی سعادت اور دائمی دولت ذکر الہی سے حاصل ہوتی ہے اور لاکھوں برکتیں۔ خوبیاں اور نیکیاں اور ذکر سے ہی اپنا مبارک چہرہ دکھاتی ہے، مثلاً:

اول: جب بندہ ذکر الہی کو شروع کرتا ہے تو اس کا دل (خدا تعالی کے حضور میں) حاضر ہوتا ہے اور پھر اس مقام پر پہنچتا ہے۔ کہ خداوند تعالی کو دل کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔

دوم: خداوند تعالی ذکر کی برکت سے ذاکر کو گناہوں سے دور رکھتا ہے۔

سوم: جب بندہ بہت ذکر کرتا ہے تو حق سبحانہ تعالی کی دوستی کا شرف اس کے دل میں مستحکم ہو جاتا ہے۔

چہارم: جو شخص ذکر الہی میں اس دنیائے فانی سے رحلت کر جائے تو خدا تعالی کا ذکر قبر میں اس کا غم خوار ہوتا ہے۔

پنجم: جو شخص خدا تعالی کو یاد کرتا ہے، تو خدا تعالی بھی اس کو یاد کرتا ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ خداوند تعالی نے فرمایا:"میں نے اپنے بندہ کو وہ چیز عنایت کی ہے کہ اگر جبرائیل اور مکائیل کو بھی عطا کرتا، تو ایک بڑی نعمت ان پر تمام کرتا۔" وہ یہ ہے: **فاذکرونی اذکرکم** (یعنی پس تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا)

نقل ہے کہ خداوند تعالی نے حضرت موسی علیہ الصلوۃ السلام کو وحی کی اور کہا:"اے موسی! اپنی امت کے گناہ گاروں کو کہہ دیں کہ ہمیں بہت ہی یاد کریں۔ ہم بخشش کو اپنی ذات پر لازم کر رکھا ہے۔ جو ہمیں یاد کرے، ہم اسے یاد کرتے ہیں۔"

پس اس سے زیادہ سعادت کیا ہو گی کہ حق سبحانہ تعالی اس بندہ پر اپنی یاد سے نوازش کرے اور بر خلاف اس کے اس سے بڑھ کر کیا بدبختی ہو گی کہ انسان ان بڑے رتبوں اور بلند درجوں پر پہنچنے کی استعداد کے باوجود، پھر بھی اپنی ذات کو ان نعمتوں سے بے نصیب رکھے۔ پس جس شخص کو کامل حصہ نصیب ہوا ہے۔ اس کو اس مطلب کو طرف غور کرنا چاہیئے۔ اور خدا تعالی ہر عمل سے کہ اس ضعیف بندہ کو یاد فرماتا ہے۔ اور اس قسم کی نعمتوں سے سرفرازی بخشتا ہے۔ اس کو ہاتھ سے جانے نہ دے اور رات دن اٹھتے بیٹھتے، سوتے، جاگتے، کروٹ بدلتے۔ غرض کسی وقت بھی ذکر سے غافل نہ رہے۔ اور اس عظیم الشان دولت کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ بمصداق مولانا روم

لنگ د لوک وخفتہ شکل بے ادب

سوئے اومے خیز او رامے مطلب

(ترجمہ): "لنگڑاتے، گھٹنوں کے بل چلتے اور بے ادبانہ شکل میں سوتے۔ (ہر حال میں) اُسی (خدا تعالی) کی طرف اٹھ اور اسی کو ڈھونڈ۔"

پس ازلی سعادت مندوں کو جن کی استعداد بلند اور ہمت عالی ہے۔ یاد حق میں مشغول رہنے کو کوئی چیز مانع نہیں ہو سکتی۔ دیکھو! آدمی کے خیال میں ہزاروں بلکہ لاکھوں بیہودہ خیالات گذرتے ہیں۔ سو اگر ان کہ جگہ ذکر الہٰی کو اختیار کرے اور بیٹھتے اٹھتے، تنہائی، صحبت، کھانے پینے اور گفتار ورفتار وغیرہ میں، اسی میں مشغول رہے۔ تو اس کے آگے کیا کچھ مشکل ہے؟ ہرگز نہیں، لیکن اس کام میں کمال درجے کی کوشش اور پوری ہوش درکار ہے۔ کہ ہمیشہ خدائے تعالیٰ کی یاد دل میں رہے تا کہ اس عمل کے استعمال سے خدا تعالےٰ کے انوار واسرار کا خزانہ دیکھنے میں آئے اور بہت سی یاد حق کی بدولت، خدا تعلیٰ کی ذات وصفات کی تجلیات کا خزانہ مشاہدہ میں آئے۔

حدیث شریف میں وارد ہے: "اہل بہشت پر اس سے زیادہ کوئی حسرت نہ ہو گی کہ عالم دنیا میں خدا تعالیٰ کی یاد کے بغیر ایک لحظہ بھی ان پر کیوں گذرا تھا۔"

اور یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا: "میں تمہیں سب سے بہتر عملوں سے جو خدا تعالیٰ کی درگاہ میں بہت بڑا درجہ رکھتے ہیں۔ اور قبولیت کے قریب ہیں اور نیز جو سونا چاندی کہ صدقہ کرنے اور خدا تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ لڑنے سے (گو کہ وہ تمہیں شہید کریں یا تم ان کو قتل کرو) بہتر ہیں۔ آگاہ کرتا ہوں۔" انہوں نے دریافت کیا کہ "وہ عمل کیا ہے۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! فرمایا: "خدا تعالیٰ کا ذکر۔"

اور نیز ارشاد فرمایا: "غافلوں میں خدا تعالیٰ کو یاد کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ میتوں میں زندہ یا سوکھے گھاس میں سرسبز درخت یا غازی جو (لڑائی میں) بھاگنے والوں کے درمیان جہاد کرنے پر کھڑا ہو جائے۔ پس اس دولت سے اپنے تئیں کس لیے محروم رکھا جائے اور قیمتی عمر کے نقد کو جس کا عوض ہو ہی نہیں سکتا۔ بے وفا! اور فنا پذیر دنیا کی تدبیروں میں کیوں ہار دیا جائے۔

اگرچہ دنیا اور اس کی لذتیں بہت ہی میٹھی ہیں۔ لیکن اصل پوچھو تو یہ ایسا زہر ہے جو قتل کیے بغیر نہیں چھوڑتا۔ اور ایسی متاع ہے جس کے باطل ہونے میں ایک ذرہ بھر بھی شک نہیں ہے۔ اس کی خوبصورتی دل کو فریفتہ کرنے والی ہے اور اس کی کمالیت غفلت بڑھانے والی ہے۔ کوئی شخص جس قدر اس کے ساتھ زیادہ دل بستگی کرے گا اسی قدر خدا تعالیٰ سے زیدہ دور ہو جائے گا۔ اس (دنیا) کے ساتھ دل لگانا غفلت بڑھانے کا نشان ہے۔ اور اس سے دور رہنا عین سعادت ہے اور فیضان۔ جس شخص میں کامل عقل ہے، وہ اس کے نازنخروں پر مچل نہیں جاتا اور اس کو اصل مقصود یقین نہ کرنے میں دھوکا نہیں کھاتا۔ اس لیے کہ ہر ایک خوشی میں ہزاروں غم اور اس کی ایک ایک راحت میں سینکڑوں زخم۔ ہر ایک نوش میں ہزاروں نیش۔ اس کی مٹھاس میں دراصل زہر ہے۔ اور اس کا لطف بالکل قہر ہے۔ اس کا انصاف بے انصافی سے بدتر ہے۔ اور اس کی بنیاد سراسر خراب۔ عارفوں کا جگر اس سے کباب ہے۔ اس کا عاقل ہمہ تن مست وخراب ہے۔

نقل ہے کہ دنیا اپنے طالبوں کو ہمیشہ آواز دیتی ہے۔ کہ اے میرے آرزومندو! مجھ پر ہرگز دھوکا نہ کھاؤ، اور فریفتہ نہ ہو جاو۔ اگرچہ میرے اوائل میں رنگ وبو ہے جو سرسری نظر کے ساتھ دیکھنے سے عیش وسرور ہے، لیکن میرا انجام کار دھوکا اور فتور ہے۔ جس پر میں نے نوازش کی، اسی کو گلایا۔ اور جس کو پرورش کر کرے تیار کیا، اسی کو گرایا۔

پش خوب دھیان کر اور اچھی طرح سوچ سمجھ کہ اس غدار دنیا نے ظلم کی کٹاری سے اپنے لاکھوں مشتاقوں کی جان ماری کی۔ اس طرح سے کہ پھر وہ اپنی جگہ سے ہل نہ سکے۔ اور اپنے عاشقوں کو اونچے کنگروں سے ایسے طور سے سر کے بل لٹکایا کہ ان پر آہ وزاری کا موقعہ بھی نہ آیا۔

حدیث شریف میں وارد ہے: دنیا کو قیامت کے دن خلقت پر نمودار کریں گے۔ وہ ایک بدشکل بڑھیا کی مانند ہو گی۔ اس کی آنکھیں نیلی ہوں گی۔ (جیسے بلی کی آنکھیں) نہ منہ میں دانت ہو گے نہ پیٹ میں آنت۔ جب خلقت اس کی طرف نگاہ کرے گی تو بیساختہ کہہ اٹھے گی کہ اللہ تعالیٰ پناہ بخشے، یہ کیسی خونخوار اور بدشکل (ڈائن) ہے (قضاوقدر) کہیں گے کہ یہ وہی دنیا ہے جس کی بدولت تم ایک دوسرے کے ساتھ حسد اور دشمنی کرتے تھے۔ اور آپس میں قتل اور خونریزی کیا کرتے تھے۔ اور اپنے خویش واقارب سے رشتے ناطے توڑ دیتے تھے۔ اور جس پر گھمنڈ کرتے تھے۔ پھر اس بڑھیا (دنیا) کو دوزخ میں دھکیل دیں گے۔ وہ عرض کرے گی! خدایا: میرے وہ دوست کہاں ہیں؟ تب حکم ہو گا کہ "انہیں دوزخ میں ڈال دو۔" مثنوی

خورم آں بشد کہ نفر بید ترا	چرب ونوش ودامہائے ایں سرا
آشکار ادانہ پنہاں دام او	خوش نماید زادلت انعام او
لیک در آخر جزایابی کہ چیست	نیک بشناسی کہ محبوب تو کیست
مرغ دانا کے خورد دانہ زدام	ہم چناں کز دام دنیا ایں عوام

ترجمہ: "تیرے لیے بہتر تو یہ ہے کہ اس دنیا کے چرب نوالے اور پھندے تجھے فریب نہ دیں۔ اس (دنیا) کے دانے تو ظاہر ہیں مگر دراصل پھندے پوشیدہ ہیں۔ پہلے پہلے تو اس کے انعامات تجھے بہت ہی دل فریب دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن انجام کار دیکھ لے گا کہ وہ تجھے کیسا بدلہ دیتی ہے۔ تب تو جان لے گا کہ تیرا اصلی محبوب کون ہے۔ بھلا مرغ زیرک پھندے سے دانہ کیونکر کھا سکتا ہے۔ جس طرح کہ تمام لوگ اس دنیا کے فریب کے دام میں آجاتے ہیں۔"

افسوس! جس کو انہوں نے خوش اعتقادی سے آب زلال گمان کیا ہے۔ اصل میں نرا سُراب ہے۔ اور جس کو مزادار شربت خیال کیا ہے وہ زہر ہی زہر ہے۔

وہ شخص کیا ہی ہمت ور ہے جو اس کی خوبصورتی پر شیفتہ نہیں ہوا۔ اور وہ انسان بڑا بلند فطرت ہے جو اس کی شان وشوکت پر فریفتہ نہیں ہوا۔ اور جس نے اپنی روح کو پھندے سے چھڑا کر اعلی علیین تک پہنچادیا۔

اب اس دنیا کی آفت پر نظر کرو کہ جس کے پاس تھوڑی ہو، وہ بہت ہی حاصل کرنے کے لیے اپنی جان توڑتا ہے۔ اور دربدر مارے مارے پھرتا اور ذلیل وخوار ہوتا ہے۔ اس پر حرص وہوا غالب آتی ہے۔ اور چونکہ لالچ نے اس کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے۔ اس لیے حلال وحرام میں تمیز نہیں کرتا اور اپنی عمر عزیز کو اس کے جمع کرنے کے فکر وتدبیر میں برباد کرتا ہے۔ یادِ خدا کسبِ سعادت اور آخرت کے راستے سے بالکل بے نصیب رہ جاتا ہے۔ اس لیے کہ دنیا کا لالچی ایسا ہی ہے جیسا مرض استقاء کا مریض۔ جتنا زیادہ پانی پیتا ہے اتنا ہی زیادہ غلبہ پیاس کا اس پر ہوتا ہے۔ اور وہ پیاس دانا طبیب کے بغیر اس سے دور نہیں ہو سکتی۔ یہاں تک کہ آخر کار اسی پیاس سے مر جاتا ہے۔ اور مرگ کے وقت اس جہان سے آلودہ دل، پراگندہ خاطر ہو کر ہزاروں خرابیوں کے ساتھ جاتا ہے اور جو

کچھ محنت ومشقت سے جمع کر چکا تھا۔ نہایت حسرت کے ساتھ (اسی دنیا میں) چھوڑ جاتا ہے۔ پس جس کو دنیا کا مال واسباب وغیرہ ملے اور اپنی ضروری حاجتوں سے بچ رہے۔ تو چاہیئے کہ اس پر گھمنڈ نہ کرے اور اس پر دل نہ لگائے اور اس بات کو ہمیشہ سوچنا چاہیئے کہ آدمی پر ہمیشہ ایک سازمانہ نہیں رہتا، نہ رہے گا۔ جو آج ہے ممکن ہے کہ کل نہ ہو۔ بلکہ دنیا کے مال ودولت کو مانگا ہوا جانے، اور اس کو آخرت کی کھیتی بنائے۔ یعنی نیک کاموں پر خرچ کرے۔ ایسا نہ ہو کہ اس لالچ نفسانی اور لہو ولعب شیطانی میں اجاڑ دے۔

پس بزرگان دین نے کیا ہی اچھا کہا ہے کہ موافق کے ساتھ غنی ہونا، مخالفت کے ساتھ فقیری سے اچھا ہے۔ اگر دنیا، دین کی مددگار ہو اور خدا تعالی کی یاد میں خلل نہ آنے دے تو اس کو دنیا نہیں کہا جاسکتا۔ پس یہ خیال نہ کیا جائے کہ ان تمام درم ودینار۔ جاہ وحشمت، شان وشوکت وغیرہ کا نام ہی دنیا ہے۔ بلکہ درحقیقت دنیا اس کا نام ہے جو انسان کو خدا تعالی کی یاد سے غافل کرے اور آدمی کو اپنی طرف کھینچ لے۔ اگر ایک دنیادار آدمی فراغ دلی کے ساتھ خدا تعالی کی یاد میں مشغول ہے۔ تو وہ اس فقیر سے بدرجہا بہتر ہے جو غافل ہے۔

پس جو چیز سالک کو خدا تعالی سے ہٹائے، اس پر لات مار کر ہمہ تن خدا تعالی کے ساتھ مشغول ہو جائے۔ اور خدا تعالی کے سوا کسی چیز کے ساتھ دل نہ لگائے۔ اگر (قضاوقدر) تجھے قبول کر لیں۔ اور سعادت کا دروازہ تجھ پر کھول دیں۔ تو خدا تعالی کی قسم ہے کہ تجھے کسی دنیاوی چیز کی پرواہ نہ رہے گی۔ اور دنیا ومافیہا کی اقبال مندی کو تو مفت پر بھی نہ خریدے گا۔

نقل ہے کہ خدا تعالی ہمیشہ دنیا کو آواز دیتا ہے کہ: اے دنیا! جو میری درگاہ کا خادم ہے تو اس کی خادم بن۔ اور جو تیرا خادم بننا چاہتا ہے۔ تو اس کو ہمیشہ دکھ میں چھوڑ" سو واقعی بعض لوگ دنیا کے خادم ہوتے ہیں۔ اور بعض لوگوں کی دنیا خادم ہوتی ہے۔ جن لوگوں نے اپنے دونوں جہان کو دنیا کی محبت میں برباد کر دیا ہے۔ اور پرلے درجے کی محنت اور دردسری سے اس کو جمع کیا ہے اس کو جان وجگر سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ اور خزانہ کے سانپ کی طرح اس کی نگہبانی میں سینکڑوں مصیبتیں اور ہزاروں رنج اٹھاتے ہیں۔ اور اپنی تمام عمر اسی کے پیچھے ضائع کر دیتے ہیں۔ وہی لوگ ہیں جو دنیا کے خادم ہیں۔ جن لوگوں نے غیر حق سے منہ پھیر کر محبت کی گرہ۔ حقیقی محبوب (خدائے کریم) کے ساتھ باندھی ہے۔ اور نیتی وفنا کی رقم، ماسوی اللہ کی پیشانی پر کھینچی ہے۔ وہ غیر حق سے فارغ ہو گئے ہیں اور دنیا کا حاصل ہونا اور نہ ہونا ان کے نزدیک برابر ہے۔ اس کے آنے سے ان کی خوشی نہیں، اور نہ آنے سے غم بھی نہیں ہے۔ اور دونوں حالتوں میں خدا تعالی کی رضامندی پر راضی ہیں۔ اور اپنے آزاد دلوں کو ایک طرف اور ایک ہی رخ کر کے خدا اکریم کے ساتھ مشغول ہیں۔ وہی لوگ ہیں جو خدا تعالی کے دوست ہیں۔ اور ایسے برگزیدہ ہیں کہ دنیا ومافیہا ان کی خادم ہے۔ جس طرح کہ حدیث قدسی کا مضمون ہے:

"اے میرے بندے تو میرا ہو تا کہ میں تیرا ہو جاؤں، اور جو کچھ میرا ہے تیرا ہو جائے"

پس کوئی احمق یہ گمان نہ کرے اور معترض نہ ہو مگر بعضے اولیاء اللہ دنیا اور دنیاداروں میں اقبال اور قبولیت رکھتے ہیں۔ اور عام لوگوں، بی بی، بچوں، خویش واقارب کے ساتھ ان کا میل ملاپ ہے۔

کان لگاکر سنو! یہاں ایک نہایت لطیف نکتہ ہے۔ جاننا چاہیئے کہ خدا تعالی کے دوستوں کے کام کی بنیاد باطن پر ہے۔ نہ کہ ظاہر پر۔ اس لیے ان کا دل جو انسانی وجود کا لب ولباب ہے۔ خدا تعالی کے عشق میں ایسا فانی اور محو ہوتا ہے کہ ظاہری تعلقات ان کے مطلب کی توجہ کے مانع نہیں ہوسکتے۔ اگرچہ ظاہر میں سب لوگوں کے ساتھ ملے جلے رہتے ہیں۔ لیکن دل سوائے خدا تعالی کے کسی کو نہیں دیتے۔ اور کسی چیز کی محبت اپنے دل پر نہیں رکھتے۔ کیونکہ دل خدا تعالی کی نظر نگاہ ہے اور ظاہر خلقت کا منظر ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہے: **ان اللہ لاینظر الی صورکم ولا الی اعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیا تکم**(اللہ تعالی تمہاری صورتوں اور عملوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور تمہارے نیتوں کو دیکھتا ہے۔)

چونکہ عارف کامل کا دل انوار الہی کے اترنے کی جگہ ہے اور بے شمار بھیدوں کی کان اس لیے اس کی ہمہ تن ہمت دل کے پاک رکھنے کو ہے نہ کہ آب وگل کے پاک رکھنے میں وہاں باطن کی آرائش رکھنی منظور ہے نہ کہ ظاہری ٹیپ وٹاپ۔ مثنوی

حق ہے گوید کہ نظرم بردل است　　　نیست بر ظاہر کہ آں آب وگل است

صد جوان زر بیارد گر غنی　　　حق بگوید دل بیار اے منحنی

(ترجمہ): "خداوند تعالی فرماتا ہے کہ ہماری نظر دل پر ہے۔ ظاہر پر نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ پانی اور مٹی (گارا) ہے۔

اگر دولت مند آدمی لاکھ بدرہ زر پیش کرے۔ تو خدا تعالی فرماتا ہے کہ اے ٹیڑھے آدمی اپنا دل حاضر کر۔"

اسی واسطے اس راستہ کے چلنے والوں کی ہمہ تن کوشش، غیر حق سے باطنی تعلقات کو توڑنا ہے نہ کہ دنیا کو دور کرنا، کیونکہ خدائے تعالی تیرے ہاتھ سے دنیا کی ترک اس قدر نہیں چاہتا، جس قدر دنیا کی دوستی کو تیرے دل سے چھڑانا چاہتا ہے۔ جس قدر برائی ہے، وہ دنیا کی دوستی میں ہے اور انسان کے دل کا ہمہ تن اسی میں مشغول ہو جانا۔ اگر دنیا کی محبت اور عوام دوستی سے دل فارغ اور خالی ہو تو ظاہری میل ملاپ کچھ دکھ نہیں دے سکتا۔

لیکن اس بات کی تمیز کہ ظاہر تو عام لوگوں کے ساتھ ہو اور باطن خدا تعالی کے ساتھ سوائے اہل کمال کے کسی کے لیے آسان نہیں ہے۔ اور خدا تعالی کے راستے میں چلنے اور ماسوی اللہ سے علاقے توڑنے کے سوا کسی کو حاصل نہیں اور کامل عارفوں اور صاحب ارشاد کاملوں کے لیے اتنا ہی ہے کہ مخلوقات کی طرف ان کی ظاہری توجہ کچھ حجاب اور دوری کا سبب نہیں ہوسکتی اور وہ جماعت جو درجہ فنا سے گزر کر بقا کی رتبہ پر سرفراز ہوئی ہے۔ وہ اپنی کاملہ قوت کی وجہ سے دونوں طرف دھیان رکھ سکتے ہیں۔ اور یہ بڑا ہی عالی مقام ہے اور بزرگوں کا خاصہ ہے۔ لیکن وہ سالک جو درجہ فنا کے پیالہ سے مست ہے۔ اور جس پر سکر غالب ہے وہ سوائے حق سبحانہ تعالی کے کسی چیز کو نہ جانتا ہے اور نہ دیکھتا ہے۔ اس لیے کہ سب چیزیں اس کی بصیرت کی آنکھ میں نابود اور فناپذیر ہو گئی ہے ہیں۔ اور سوائے ایک مقصود کے اور کوئی مطلب اس کے دل میں نہیں رہتا۔ وہ ولی اللہ جس نے فنا کے سمندر میں غوطہ لگایا ہے اور ذات حق کے مشاہدہ کے نور میں بالکل چھپ گیا ہے۔ وہ سوائے حق سبحانہ تعالی

کے اور کچھ بھی نہیں جانتا اور نہ دیکھتا ہے اور سوائے حق کے ایک بات بھی نہیں کہتا یعنی مجھ سے ہی دیکھتا ہے۔ مجھ سے ہی سنتا ہے اور مجھ سے ہی (لوگوں کے ساتھ) کلام کرتا ہے۔ اس کے احوال کے صفحہ (دل) پر روشن ہو جاتا ہے۔

حضرت پیر بسطامی قدس سرّہ السامی نے فرمایا: "عرصہ تیس برس سے میں خدا تعالی سے باتیں کرتا ہوں اور اس کی باتیں سنتا ہوں۔ مگر لوگ یہ جانتے ہیں کہ ہم سے کہتا اور ہماری سنتا ہے۔"

اور یہ کمال فنا کا درجہ ہے کہ حال کے غلبہ اور خداوند تعالی کی ہستی کے ظہور کی بدولت مخلوقات کا وجود دیکھنا اس کے نظر سے بالکل دور ہے۔ اور پرلے درجے کے سکر اور استغراق کے باعث سوائے خدا تعالی کے اس کی ظاہری و باطنی آنکھوں میں سوائے خدا تعالی کے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ جس جگہ کہ دیکھتا ہے، اسی کو دیکھتا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے، اسی کو کہتا ہے، اسی سے سنتا ہے۔

اندریں راہ مے نہ گنجد ما و تو

یا تو باشی در میانہ یا کہ اُو

ترجمہ: "اس راستہ میں ہم تم کی گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ یا (صرف) تو ہے یا وہ۔"

مگر جب انسان دنیا کے علاقوں اور پراگندہ اندیشوں اور غفلت کی بیماریوں میں گرفتار ہو گیا ہے۔ اور وحدہ لاشریک خدا کی نہایت ہی خوبصورت چہرے کے مشاہدہ سے بے نصیب رہ گیا ہے۔ پس اس بیماری سے اس کی خلاصی سوائے اس کے نہیں ہے کہ چندروزہ اہل دنیا اور ناجنس صحبت کے میل ملاپ سے الگ ہو کر اور دنیا کے رشتوں ناطوں سے (جو ترشی اور تلخی کا اثر رکھتے ہیں) پرہیز کر کے ہمیشہ ذکر الٰہی کا معجون کا استعمال کرے تا کہ حقیقی مرض جس کا نام غفلت ہے، دور ہو۔ اور دل کی زندگی اور جان کی صحت نصیب ہو۔ جس طرح کہ جسمانی زندگی، کھانے پینے پر منحصر ہے۔ اسی طرح سے دل کی حیاتی اور جان کی زندگی، حق سبحانہ تعالی کی یاد سے ہے۔ بہت سے لوگ جو خدا تعالی کی یاد میں رغبت نہیں کرتے۔ تو اس کی یہی وجہ ہے کہ ان کے دل پرلے درجے کی غفلت کے باعث بیمار ہیں۔ اور یہ ایک کلیہ قاعدہ ہے کہ بیمار کو اپنی غذا کی کم اشتہا ہوتی ہے۔ پس غفلت کی مرض دور کرنے اور دل کی صحت حاصل ہونے کے لیے کوئی دوا ذکر الٰہی سے زیادہ مفید اور بہتر نہیں ہے۔

کشف الاسرار میں لکھا ہے۔ کہ بشریت کی زندگی اور ہے۔ اور معرفت کی زندگی اور ہے۔ تمام لوگ بشریت کی زندگی سے زندہ ہیں۔ مگر خدا تعالی کے دوست اس کی معرفت کی زندگی سے۔ ایک دن ایسا آتا ہے کہ بشری زندگی فنا ہو جاتی ہے۔ لیکن معرفت کی زندگی ابد الآباد تک قائم رہتی ہے۔ **المومن حی فی الدارین** (مومن دونوں جہان میں زندہ ہے) اور اس زندگی سے معرفت یا خدا تعالی کی جان پہچان مراد ہے اور معرفت الٰہی دل کے زندہ ہونے پر موقوف ہے اور زندہ دلی سوائے خدا تعالی کی یاد اور ماسوی اللہ کے بھول جانے کے حاصل نہیں ہو سکتی۔

جاننا چاہیئے کہ معرفت کی دو قسمیں ہیں:

اول: استدلال کی رو سے جس کا لگاؤ ظاہری عالموں کے ساتھ خاص ہے۔

دوم: کشف اور ذوق کے رو سے جو اہل باطن اولیاء اللہ کا خاصہ ہے اور دل کے صاف رکھنے اور نفس کے پاک کرنے پر موقوف ہے۔ اس کا بیان طول طویل ہے۔

جس گروہ نے ازلی سعادت کے فیض سے تقلید سے قدم ہمت آگے بڑھایا اور تحقیق کی طرف گیا اور محبت و عشق کے راستے سے حق سبحانہ تعالی کا طالب ہوا۔ وہ ایک لحظہ بھر بھی خدا تعالی کی یاد سے غافل نہیں رہتا۔ اور یہ لذت اور حالت بہت ذکر کرنے سے ہی اس کو نصیب ہوئی اور ذکر کے ذریعے سے ہی خدا تعالی کے ملاپ کی مجلس تک اس کی رسائی ہوئی۔ چونکہ ساقی ازل نے عاشقوں کی جان کے گلے میں محبت اور شوق کے قطرے ٹپکا دیئے ہیں تو وہ اسی ازلی سعادت کی راہ نمائی سے خدا تعالی کی یاد کے سوا دم تک نہیں لیتے اور سب علاقوں پر جو اس راستے کی روک ٹوک میں، لات مار کر دم بدم ذکر الٰہی میں غرقاب رہتے ہیں۔ ان کے دل کا اگر کوئی انیس یا غم خوار ہے، تو ذکر و فکر ہی ہے۔ ان کے روح کی غذا لذیذ، اگر کچھ ہے تو ذوق و شوق کا پیالہ ہی ہے، اس لیے کہ (اس کے) مشتاقوں کو ہر دم **و سقھم ربھم شرابا طھورا** (ان کا پروردگار ان کو شراب طہور پلائے گا) کی محبت کا گھونٹ پہنچتا ہے۔ اگر تجھ میں کچھ ہمت ہے تو تمام علاقوں کو الگ پھینک کر اور اپنی سب قسموں کی (ظاہری) معلومات کو بالائے طاق میں رکھ کر ہمت کے گھوڑے کو **فا ذکرو ا** (تم مجھے یاد کرو) کے میدان میں دوڑا تا کہ بمصداق **اذکر کمہ** (میں تمہیں یاد کروں گا) تمہیں اس کا ثمرہ ملے اور **لبیک عبدی** (اے میرے بندے میں حاضر ہوں) کی آواز تو اپنے کان سے سنے۔

پس جو شخص اپنے دل کو ایک طرف لگا کر اور تفرقہ و سرگردانی کو چھوڑ کر خدا تعالی کی یاد میں جو اولیاء اللہ کی متاع۔ اور متقیوں کا لباس ہے۔ ہمیشہ ضبط میں رکھے اور کسی وقت بھی ذکر الٰہی بغیر آرام نہ لے اور اس کے سوا اس کا دل برقرار نہ ہو۔ ایسی دولت کو پاتا ہے، جس کو کبھی زوال نہیں ہے۔

غور سے سن:

یہی ذکر ہے جو کام دل کو لذت اور ذوق پہنچاتا ہے۔

یہی ذکر ہے جو مفلسوں کے لیے متاع ہے اور عاشقوں کے جھونپڑوں کا چراغ ہے۔

یہی ذکر ہے جو مردہ دل کو زندہ کرتا ہے۔ اور طالب کو مطلوب تک پہنچاتا ہے۔

یہی ذکر ہے جو سالکوں کو ان کی ہستی سے الگ کرتا ہے۔ اور حق سبحانہ تعالی کے جمال کا مشاہدہ کراتا ہے۔

اے عزیز! حضرت رب العزت کی درگاہ میں سب سے بڑھ کر عمل اور خدا تعالی کی طرف پہنچنے کا سب سے آسان طریق یہی ذکر ہے۔ چنانچہ ہر ایک طبقہ کے مشائخ "ان سب پر خداوند تعالی راضی ہو" اس بات پر متفق ہیں کہ خداوند تعالی کے طالب کو ابتداء میں ذکر کے سوا اور کسی کام میں مشغول ہونا حرام ہے۔

نقل ہے کہ حضرت سعد ابن مسیب رضی اللہ تعالی عنہامکہ شریف کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی ان کے پاس آیااور سوال کیاکہ: مجھے اس حلال کی خبر دیجیئے کہ جس میں حرام کا مطلق نام تک نہ ہو۔اور اس حرام کی بھی اطلاع دیجیئے جس میں حلال کا شائبہ تک نہ ہو؟" فرمایا:"اللہ تعالی کا ذکر ایسا حلال ہے کہ اس میں حرام کا نام تک نہیں۔اور غیر کی یاد حرام ہے جس میں حلال کا شائبہ تک نہیں اس لیے کہ خدا تعالی کے ذکر میں نجات ہے اور غیر کے ذکر میں ہلاکت ہے۔"

پس ہوشیار رہو! گل پرورد (جسم کی پرورش کرنے والا) نہ ہو بلکہ دل پرور (روح کی آرائش کرنے والا) ہو اور غفلت کی نیند سے جاگ۔

نے گوئم کہ از عالم جدا باش

بہر کارے کی باشی با خدا باش

(ترجمہ)" میں تجھے یہ نہیں کہتا کہ دنیا جہان سے الگ ہو بلکہ (یہ کہتا ہوں کہ) جو کام تو کرے با خدا ہو کر کر۔

خداوند واحد کے طالبوں اور اس صمد بے ند کے جمال کے عاشقوں نے جو یہ سب مقبولیت کے درجے، اور محبوبیت کے رتبے، اللہ تعالی کی پاک درگاہ سے حاصل کیے ہیں۔تو محض اسی ایک عمل سے کہ بہت ذکر کرنے سے دل کو غیر کی محبت سے پاک کر۔ حقیقی محبوب (خدا تعالی) کے ساتھ محبت کی ایسی گرہ باندھی کہ ان کی محبت کا جانور دونوں جہان کے دام و دانہ میں بند نہیں ہو سکتا اور ان کے دل کا دامن حق سبحانہ تعالی کے سوائے کسی گندگی سے آلودہ نہیں ہوتا۔

پس اے دوستو! اگر آپ بھی اس عظیم الشان دولت سے ممتاز ہونا اور اپنے مدعا کو مشعوق کے جلوہ گاہ میں لانا چاہتے ہو تو اپنے عزیز وقت کو خدا تعالی کی یاد سے آباد رکھو اور اس کا ایک لمحہ بھی رائیگاں نہ جانے دو، کیونکہ دل کی دولت کے اظہار کی لیاقت بنی نوع انسان میں سے ہر ایک کو بخشی گئی ہے۔اور اس سعادت کی قابلیت ہر ایک فرد بشر کو عطا کی گئی ہے۔یعنی جو شخص خدا تعالی کی یاد میں ہمیشگی کرے اور غفلت کی پٹی کو بصیرت کی آنکھ سے دور کرے۔وہ خدا تعالی کی دوستی کے شرف سے مشترف ہو جاتا ہے۔اور اپنی ذات سے فانی ہو کر حق سبحانہ تعالی کے ساتھ باقی ہوتا ہے۔

پس یہ سب دلیری اور زیاں کاری تو اپنی ذات پر کب تک روا رکھے گا۔اور وقت عزیز جو عمر کی متاع ہے۔کب تک غفلت میں گزار دے گا۔ذرا اپنے دل میں قیاس کر کہ دنیا میں دوبارہ آنا نہیں ہے کہ اگر پہلی دفعہ ہی تو خدا تعالی کو پا سکے۔فرصت کا وقت اور مہلت کی گھڑی غنیمت جان کر اس سعادت کو حاصل کر اور اپنے دل کو غیر حق سے آلودہ نہ کر۔

نقل ہے کہ کل قیامت کے دن ایک شخص کہے گا:"اے پروردگار! خداوند تعالی کی طرف سے آواز آئے گی:"بس اب مجھے مت پکار۔"دنیا، جو مجھے پہچاننے کا مقام تھا اور جس میں بار بار تجھے ہدایات کی گئی۔اس میں تو تو نے پہچاننے کا نام تک نہ لیا اور ان ہدایات کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا (اب اس جہان میں تو اس آیت کا مصداق بن)۔ **قولہ تعالی من کان فی ھذہ اعمی نھو فی الاخرۃ اعمی و اضل سبیلا** (جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے وہ عالم آخرت میں بھی اندھا ہو گا اور وہ راستے سے بہت دور جا پڑے گا)

جاننا چاہیئے کہ حق سبحانہ تعالی نے سب کائنات اور تمام مخلوقات سے بنی نوع انسان کو بزرگی دے کر اپنے کمالات کے ظہور کا مقام بنایا ہے تاکہ اس جہان میں بہت ہی طاعتوں اور کسب کمالات سے خداوند تعالی کے قرب کی سعادت کو پہنچے۔اور اس وحدہ لاشریک خدا تعالی کی ذات اور صفتوں کے ظہور کا محل ہو لیکن اگر انسان سوائے حصول مطلب اور مقصود کے دیکھنے کے اس جہان سے سدھار جائے تو پھر تو ہی قیاس کر کہ کس قدر گھاٹا ہے جو اس نے اٹھایا۔اور کتنا ٹوٹا ہے جو اس نے پایا۔واقعی اس سے زیادہ کیا نقصان ہو گا۔کہ دل کا خلوت کدہ جو خدا تعالی کے انوار و اسرار کا مقام ہے، شیطانوں کی نشست گاہ ہو جائے۔اور لالچ و حرص سے آلودہ رہے۔چنانچہ اس پر ایک موٹی سی مثال پیش کی جاتی ہے۔

فرض کرو کہ ایک بادشاہ نے خاص اپنے لیے ایک مکان تعمیر کرایا اور ایک شخص کے حوالے کر کے اس کو حکم دیا کہ اس مکان کو پاک و صاف رکھ۔اس میں کسی ناواقف اور غیر محرم کو نہ آنے دینا۔اگر وہ نادان، احمق اور بے عقل آدمی اس مکان کو بیلوں اور گدھوں کا اصطبل بنا کر ہر قسم کی گندگیوں سے میلا رکھے تو کیا وہ شخص خسروانہ الطاف اور شاہانہ عنایات کا سزاوار ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔بلکہ شاہی عتاب کا معرض خطاب ہو گا۔اسی طرح سے خداوند تعالی نے انسان کے دل کو اپنا گھر بنایا ہے۔جو شخص اس کو دنیا کے اندیشوں اور ماسوی اللہ کی میل سے گندہ کرے اور رات و دن حرص و ہوا میں بسر کرے، تو وہ کس منہ سے رحمت الہی کی نظر کا مقرب اور منظور ہو سکتا ہے؟ یہی باعث ہے کہ اہل معنی لوگوں نے فرمادیا ہے کہ مبتدی کے لیے باطنی اعمال کا شغل ظاہر اعمال سے بدرجہا افضل ہے تاکہ باطنی اعمال اور قطع تعلقات بہت جلد حاصل ہوں اور دل، پاک اور روشن ہو کر فیض الہی کے واردات کے قابل ہو جائے۔

اب دل کے کانوں سے سن اور ہوش رکھ کہ سب سے افضل ذکر ذکر خفی ہے۔(دل میں خدا تعالی کو یاد کرنا)

افضل الذکر خفی:اس لیے کہ زبانی ذکر سالک کے حق میں اس وقت مفید ہو سکتا ہے۔جب اس کا دل ماسوی اللہ کے حضور سے پاک ہو گیا ہو، اور وہی وقت ہے جس میں دل اور جسم دونوں کو جمع کر سکتا ہے۔پس مبتدی کو اس حالت کے حاصل ہو جانے سے پہلے "دل میں یاد کرنا" بہت عمدہ شغل ہے۔اس لیے کہ دلی یاد کو ایسی خاصیت ہے کہ تمام حالتوں میں بہم پہنچ سکتی ہے۔اس کو کسی وقت میں فتور نہیں۔اور ریا اور مشہوری کی آفت سے کچھ ڈر نہیں۔

حدیث شریف میں وارد ہے:" قیامت کے دن بندہ کو حاضر کریں گے اور اس کے اعمال نامہ میں سے کوئی نیکی بر آمد نہ ہو گی۔حکم ہو گا اے بندہ! تو نے ہم کو جو یاد کیا تھا۔وہ جو ایک مخفی خزانہ تیرے قبضے میں ہے (اور ملائکہ کو ارشاد ہو گا) لازمی طور پر اس کو بہشت عنبر سرشت میں لے جاو۔"

پس پوشیدہ ذکر یا قلبی یاد، خدا تعالی کے خزانوں میں ایسا خزانہ ہے کہ جو شخص غیروں کی نظر سے اس کو چھپا کر رکھے اور خدا تعالی کی یاد میں پوشیدہ سانس لے کہ اس طرح اور کوئی سعادت مند نہیں ہے۔اگر تجھے کچھ عقل و شعور ہے تو اس حالت کو حاصل کر، اور اس سعادت کی قدر پہچان کہ تجھے قضا و قدر نے ایک عظیم الشان خزانہ عطا کر رکھا ہے۔اور اس کی چابی تیرے حوالے کر دی ہے۔اگر تو نے وہ چابی دشمنوں اور ڈاکوؤں کے ہاتھ میں دے دی، جن کے دوسرے نام نفس اور شیطان ہیں تو تیرے حق میں بڑا ہی ٹوٹا اور گھاٹا ہے۔

جب خداوند تعالیٰ نے اپنی معرفت کے اسرار کا خزینہ۔ اور محبت کے انوار کا گنجینہ آدمی کے دل کے محل میں پوشیدہ کر دیا ہے۔ اور اس محل کو پرلے درجے کی غفلت کے زنگار نے پائمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور وہ سب اسرار اور انوار خزانہ کی طرح زمین میں دب گئے ہیں۔ یہ سورج کی طرح یاد دل کے نیچے آ گئے ہیں۔ تو اگر تو اپنے دل کو ذکر الٰہی سے صاف و مصفا کرے گا تو جان جائے گا کہ کس قدر عظیم الشان دولت تجھے اپنا ظہور دکھاتی ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہے: "خدا تعالیٰ نے حضرت داود علیہ الصلوۃ والسلام کو وحی کی کہ اے داود! غفلت میں پڑے ہوئے اندھوں کو کہہ دے کہ اس بات کو خیال میں نہ لائیں کی دنیا کے خزانوں کے جواہرات آسمان سے اتریں گے یا زمین کی تہہ سے نکلیں گے۔ بلکہ ہم نے اپنے قدرت اور حکمت بالغہ سے تمہارے دلوں کو ملکوتی جواہرات کے خزانے بنا دیا ہے۔ اور اپنی پاک ذات کے اسرار کے نقدوں کو وہاں امانت رکھ دیا ہے۔"

اگر تجھ میں کچھ ہمت ہے تو اس راستے میں بہادرانہ طور پر آ۔ اور آ کر الٰہی کی چابی سے غفلت کے تالوں کو کھول۔ اگر اس دولت سے محروم اور اس سعادت سے بے نصیب مرے گا۔ تو کیا کچھ حسرت و افسوس ہے کہ تو اپنے دل میں لے جائے گا۔ اس وقت نہ ہی تجھے حسرت سے کچھ فائدہ ہو گا اور نہ ہی شرمندگی سے کچھ نیک نتیجہ نکلے گا۔

نقل ہے کہ قیامت کے دن گناہ گار اور مطیع دونوں افسوس اور حسرت کے ساتھ اٹھیں گے۔ گناہ گار اس لیے کہ میں نے خدا تعالیٰ کی بے فرمانی کیوں کی اور مطیع اس لیے کہ باوجود یکہ مجھ میں قابلیت اور طاقت تھی۔ میں نے ذکر الٰہی کیوں نہ کیا اور اپنی ذات کو درجات عالیہ سے محروم رکھا۔ پس اپنی عمر کے دنوں میں سے ہر ایک گھڑی کو غنیمت جان۔ اور اپنے عزیز وقت کو ضائع نہ کر اور لمبی چوڑی آرزوؤں سے باز آ۔ ایک دن ایسا وقت بھی تجھ پر آنے کو ہے کہ سب طاقتیں اور تمام تصرفات عدم کے جنگل میں معدوم ہو جائیں گی۔ اس وقت تو کیا کر سکے گا۔ اب تو تمام طاقتیں بحال اور برقرار ہیں اور اپنا کام کر سکتی ہیں۔ اپنے کام میں ذرا سوچ اور ہوشیار ہو کہ زندگی بہت تھوڑی ہے اور سفر بہت ہی لمبا ہے۔ موت کی گھڑی سر پر کھڑی ہے اور ایک ڈراونی جگہ میں جانا ہے۔ وہاں نہ کوئی دوست ہو گا جو دوستی کا حق ادا کر سکے نہ کوئی مددگار ہو گا جو کسی قسم کی مدد اور دستگیری کر سکے۔ صرف فضل الٰہی اور نیک اعمال کام آئیں گے۔ تو کس لیے ایسے لاثانی محبوب (خدا تعالیٰ) کو اپنا دوست نہ بنایا جائے کہ اس بے کسی اور بے بسی کی حالت میں فریاد سنے۔ اور اس آڑے وقت میں اور کٹھن گھڑی میں مددگار ہو۔ اگر آج کے دن تو ذکر الٰہی کا عادی ہو جائے تو حقیقت میں تجھے دونوں جہان کی دولت اور سعادت مل چکی، کیونکہ دونوں جہانوں کی سعادت، معنوی بھیدوں کا کھلنا، خداوند تعالیٰ کا ملاپ۔ کثرت ذکر الٰہی کے سوا کسی او صورت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جب ذکر الٰہی کی برکت سے ماسویٰ کی میل سے انسان کا دل پاک صاف ہو جائے۔ اور اس کی صفائی کمال درجے کو پہنچ جائے تب وہ خدا تعالیٰ کے جمال کا مظہر ہو جاتا ہے۔ اور پاک خدا کی درگاہ کا مقبول۔

اے عزیز! ذکر الٰہی ایسی دولت ہے کہ جس نے اس کے ساتھ دل لگایا، تمام بے معنی خرخشوں اور لاطائل جھگڑوں سے الگ ہو گیا۔

ذکر الٰہی ایک ایسی اعلیٰ درجہ کی شراب ہے کہ جب عاشق لوگ اس سے مست ہوتے ہیں تو سو برس کی راہ ایک گھڑی بھر میں طے کرتے ہیں۔ اور جو غیر حق ہے اس کو بالکل بھول جاتے ہیں۔

نقل ہے کہ حضرت بایزید بسطامی قدس سرّہ السامی خدا تعالیٰ کی یاد میں ایسے مستغرق رہتے تھے کہ آپ کا ایک مرید بیس برس تک ہر روز آپ کی خدمت میں جاتا رہا۔ آپ ہر روز اس کو پوچھا کرتے کہ تمہارا نام کیا ہے؟

ایک دن اس نے کہا: "اے حضرت شیخ! میں بیس برس کے عرصہ سے آپ کی خدمت میں ہوں اور ہر روز جس وقت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں، تو آپ میرا نام پوچھتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟

فرمایا: اے عزیز! میں تم سے مسخری کی راہ سے نہیں پوچھتا، لیکن جب ایک نام میرے دل پر غالب آ گیا ہے تو باقی تمام ناموں کو میں نے بھلا دیا ہے۔ جس وقت تیرا نام لینا چاہتا ہوں، اس نام کی غیرت سے تیرا نام میری یاد سے چوک جاتا ہے۔

خواہم کہ بیخ صحبت اغیار بر کنم
درباغ دل رہا نکنم جز نہال دوست

(ترجمہ): غیروں کی صحبت کی بیخ اکھاڑنا چاہتا ہوں، اپنے دل کے باغ میں دوست کے پودے کے سوا اور کوئی چیز چھوڑنا نہیں چاہتا۔"

اے عزیز! جو شخص حق کا طلب ہے، ہر دم اس کے ذکر سے مائل ہے اور اہل اللہ احباب کی ایک جماعت اس بات پر ہے کہ سوائے ذکر الٰہی کے خدا تعالیٰ تک پہنچنا ممکن نہیں ہے۔ اب اصل مدعا ظاہر کیا جاتا ہے:

جاننا چاہیئے کہ سب ذکروں سے بہتر اور بڑھ کر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ ہے۔ سالک کے لیے اس کلمہ طیبہ سے بہتر کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس کے سوائے کسی اور ذکر سے، وقت کی صفائی، خطروں کا دور ہونا۔ دل کا حضور اور ذوق و شوق کی چاشنی حاصل نہیں ہوتی۔ سال کو چاہیئے کہ رات و دن لا الہ الا اللہ کے ذکر میں مشغول رہے تا کہ اس کے بار بار پڑھنے سے توحید کی صورت دل میں بیٹھ جائے اور غیر اللہ کی پکڑ سے دل خلاصی پائے۔

حدیث شریف میں ہے کہ: "اگر کلمہ لا الہ الا اللہ کا ثواب ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور دوسرے پلڑے میں ساتوں زمینوں اور ساتوں آسمانوں اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے، ان سب کو تو کلمہ طیبہ والے پلڑے کا وزن بہت بھاری پایا جائے گا۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرّہ السامی نے فرمایا ہے کہ "لوگ کلمہ طیبہ کی برکات سے واقف نہیں ہیں۔ اگر تمام جہان کو ایک بار کلمہ پڑھنے پر بخش دیا جائے اور بہشت میں بھیج دیا جائے تو وہ گنجائش رکھتا ہے۔ اور ظاہر ہو جاتا ہے کہ کلمہ طیبہ کی برکتیں اگر تمام جہان میں بانٹ دیں، تو ہمیشہ تک سب کو کفایت کرتی اور تر و تازہ رکھتی ہے۔ اور انسان جان لیتا ہے کہ کفر اور کدورت کے دور کرنے کے لیے کلمہ طیبہ سے بہتر اور کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہے۔ اس لیے کہ ابدی سعادت اور ہمیشہ کی دولت کی چابی یہی کلمہ طیبہ ہے، یعنی لا الہ الا اللہ۔ کیا ہی اچھی سے اچھی نعمت ہے جو کہ فتح

ہے۔اسی سے ہے۔اور جو بھید ہے اسی سے (حل ہوتا) ہے اور طالب کے مطلب کا ظہور بھی اسی پر موقوف ہے۔اگر تجھ میں ہوش رسا اور سننے کے کان ہیں۔تو اس ذکر کی فضیلت مفصلۃ الذیل حدیث سے سن:

عن علی ابن طالب رضی الله عنہ قال یا رسول اللهﷺ دلنی علی اقرب الطرق الی الله تعالی و اقضلها عند الله واهلها علی عباد الله تعالی فقال رسول اللهﷺ یا علی بما و صلت بالنبوة فقال و ما ذالکیا رسول الله قال بمداومت الذکر فی الخلوت قال یا رسول الله هکذا فضیلتہ الذکر و کل الناس

ذاکروں قال یا علی لا تقم الساعت علی الارض من یقول الله ثمہ قال یا رسول اللهﷺ لا الہ الا الله ۔ لا الہ الا الله۔ لا الہ الا الله

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے منقول ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا طریقہ عمل ارشاد فرمایائ جو اللہ تعالی سے نزدیک کرنے والا ہو اور اس کے حضور میں بہت ہی بزرگ ہو۔اور بندوں کے لیے زیادہ آسان ہو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اے علی! آپ کو خبر ہے کہ کس چیز کے ذریعے سے میں درجہ نبوت تک پہنچا؟" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا" اے اللہ کے رسول! ذکر فی الحقیقت ایسی ہی ہے، حالانکہ سب لوگ ذکر ہی کرتے ہیں۔" آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "روئے زمین پر جب تک کوئی اللہ کہتا رہے گا قیامت برپانہ ہو گی۔" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: "اے اللہ کے رسول! میں کیونکر ذکر کروں" رسول اللہ ﷺ ے فرمایا: "مجھ سے سن! یہاں تک کہ میں اس کو متواتر تین دفعہ پڑھوں۔ پھر تو اس کو تین دفعہ پڑھ اور میں سنوں اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے پڑھا: لا الہ الا اللہ۔ لا الہ الا اللہ۔ لا الہ الا اللہ

پس طالب حق کو چاہیئے کہ گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر کلمہ طیبہ کے ذکر میں مشغول ہو تا کہ اس کی برکت سے دل کو تفرقے اور خطروں کے ہجوم سے نجات پا کر تسلی کے جھولے میں آرام سے بسر کرے۔اور دنیا کے تمام لاطائل فکروں سے خالی ہو کر قرب الہی کی سعادت تک پہنچے۔اس لیے کہ کوئی چیز سالک کے حق میں دل کے تفرقہ اور خطروں کے ہجوم سے زیادہ دکھ دینے اور ہلاک کرنے والی نہیں ہے۔

اے عزیز! یہی کلمہ طیبہ ہے کہ سو برس کے کافر کو ایک بار پڑھنے سے دوزخ کی آگ سے نجات دیتا ہے۔اور بہشت کا مستحق کرتا ہے۔
یہی کلمہ ہے جو دردمندوں کے زخموں کی مرہم اور مسکینوں کے دکھ کی دوا ہے۔
یہی کلمہ ہے جو عاشقوں کا شغل اور مشتاقوں کی جان کا غمگسار ہے۔
یہی کلمہ ہے جو اس راستہ کے چلنے والے کو اپنے سے دور اور خدا تعالی کے نزدیک کرتا ہے۔
یہی کلمہ ہے کو (انسان کے) دل کے گھر کو لا کے جھاڑو سے جھاڑ کر پاک وصاف کرتا ہے اور سالک کو غیروں کی پکڑ سے چھڑا کر از خود رفتہ کرتا ہے۔

تا بجاروب لا نہ روبی راہ
نہ رسی در سرائے الا اللہ

(ترجمہ): "جب تک تو (حرف) لا کی جاروب سے راستہ کو صاف نہ کرے الا اللہ کے عالی شان مکان میں نہیں پہنچے گا۔"

چنانچہ سب طبقے کے مشائخوں نے الفاظ اور معانی دونوں کے ساتھ فرمایا اور لکھ دیا ہے کہ حق سبحانہ تعالی کے طالب کو تمام ذکروں سے کلمہ طیبہ کا ذکر بہت بہتر ہے۔

حضرت خواجہ ابو اسحاق چشتی قدس سرّہ نے فرمایا: "وہ پورے سات برس رات دن گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر اسی ذکر کا شغل کرتے رہے اور اللہ تعالی نے اسی ذکر کی برکت سے ان کو اپنی درگاہ کا مقرب اور مقبول بنایا۔

حضرت شیخ نظام الدین تھانیسری قدس سرّہ ابتدائے سلوک میں ہر روز بیس ہزار دفعہ کلمہ طیبہ ذکر ظاہر اور پوشیدہ کیا کرتے تھے۔تب اس ذکر کی برکت سے ان کو خداوند تعالی کی طرف کشش ہوئی اور کامل ہو گئے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرّہ السامی نے نفی اثبات قلبی کے سوائے کلمہ طیبہ کا پانچ ہزار دفعہ ہر روز میں ذکر مقرر کیا ہوا تھا۔چنانچہ ان کے مبارک طریقہ میں ابھی تک یہی سنت جاری ہے اور (ماسوا ان کے) دیگر اولیاء اہل باطن بھی گوشہ تنہائی میں اس ذکر کا شغل رکھتے تھے۔یہاں تک کی خداوند تعالی نے اس ذکر کی برکت سے عرش بریں سے لے کر فرش زمین تک ان کے لیے سب کچھ نور علی نور کر دیا اور مقام اعلی علیین تک پہنچا دیا۔

اے سعادت کے طلب گارو! غفلت کی روئی ہوش کے کانوں سے نکال کر اس سعادت کو حاصل کرو اور یاد حق کے سوائے کسی اور کام میں مشغول نہ ہو، کیونکہ خدا تعالی کی یاد کے سوائے کسی اور کام میں مشغول رہنے میں گھاٹا کھانے یا ٹوٹا اٹھانے کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہے۔یاد رکھو کہ عمر کی متاع بیہودہ کاموں میں ہار دینا۔اور حق سبحانہ تعالی کی یاد سے غافل رہنا ہوشمندوں کا کام نہیں ہے۔اور بیش قیمت اور لاثانی موتی کو ہاتھ سے دے کر، کوڑیوں کو اٹھانا نہ تو ہوشمندوں کا کام ہے۔نہ ہی عقلمندوں کا طریق ہے۔ہر ایک عقلمند کو لازم ہے کہ اپنے دل کے گھر کو جو بزرگ اور بلند خدا تعالی کے جمال کا جائے ظہور ہے، پاک وصاف رکھے تا کہ اس شاہنشاہ بے مثل کا اس میں نزول اور ہمیشہ کی دولت اور سعادت اس کو اپنا چہرہ دکھلائے۔

لیکن افضل اور انسب یہی ہے کہ کسی کامل مرد ولی اللہ اسے اس ذکر کی اجازت حاصل کرے تا کہ بہت جلد اس کا نتیجہ ظہور میں آجائے۔

مثلاً جو درخت باغبان لگاتا ہے۔اور کو پیوند کرتا ہے۔اور پھر اس کی پرورش کرتا ہے تو اس درخت کا میوہ نہایت لطیف اور شیریں پیدا ہوتا ہے اور شاہنشاہوں کی نظر کے قابل ہوتا ہے۔

لیکن وہ درخت جو خود رو ہوتا ہے۔ اگر چہ میوہ اس میں بھی لگتا ہے۔ لیکن وہ میوہ اس قدر مٹھاس اور لذت نہیں دیتا۔ اسی طرح سے بزرگوں کی اجازت میں اثر و تاثیر ہے۔

کتاب نفحات میں مذکور ہے کہ شمس الدین صفی امام جامع مسجد شیر از اکابر صلحاء میں سے تھے اور اپنے سب وقتوں کو ذکر الٰہی، تلاوت قرآن مجید اور ہر ایک قسم کی عبادتوں میں آباد رکھتے تھے۔ لیکن کسی استاد کامل سے یہ ذکر انہوں نے نہیں سیکھا تھا۔ ایک دن جبکہ وہ ذکر کر رہے تھے تو اپنی صورت کو نور کی مجسم شکل میں دیکھا کہ منہ سے الگ ہو کر زمین کی طرف جاتی ہے۔ دل میں سوچا کہ یہ (میرے لیے) اچھی علامت نہیں ہے۔ بلکہ اس کے بر خلاف نشان دیتی ہے۔ اور یہ نقصان محض اس لیے ہے کہ کسی شیخ نے یہ ذکر مجھے تلقین نہیں کیا۔ پس شیخ زوزبہان بقلی قدس سرّہ کے ایک مرید کی طرف رجوع کیا اور ان سے ذکر کرنا سیکھا۔ اسی رات کو اثنائے ذکر میں اپنی ذات کو نور کی شکل میں دیکھا کہ اوپر کی طرف جاتی ہے اور آسمان کو پھاڑتی ہے۔

اس کے بعد سب مشائخین کے سردار حضرت شیخ شہاب الدین رضی اللہ عنہ کی صحبت میں جا ملے اور درجہ تکمیل حاصل کیا۔

پس جو شخص اس سعادت کو ازلی سعادت کی بدولت کسی بزرگ سے حاصل کرے تو اسے چاہیئے کہ پورے اخلاص اور حضورِ دل کے ساتھ اس ذکر میں مشغول ہو۔ اور اخلاص کی تعریف یہ ہے کہ خدا سے سوائے خدا کے کچھ نہ مانگے نہ ہی بہشتی حوریں اور نہ ہو موتیوں کے محل اور نہ ہی دنیا کا مال و مرتبہ۔ القصہ دنیا کی اور آخرت کی کوئی چیز نہ مانگے۔ اور سوائے حق سبحانہ تعالیٰ کی طلب کے کوئی مطلب اپنے دل میں نہ رکھے۔ جب تو نے خدا تعالیٰ کو پا لیا، تو سب چیزوں کو پا لیا:

من لہ االمولی فلہ الکل (جس کے لیے خدا تعالیٰ ہے اس کے لیے سب کچھ ہے) محبوب سبحانی قطب ربانی، غوث صمدانی، شہباز لامکانی حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی قدس سرّہ السامی نے مناجات میں باری تعالیٰ سے پوچھا: "خدایا تیرے نزدیک سب سے عمدہ عمل کونسا ہے۔؟" خداوند تعالیٰ نے فرمایا: "وہ عمل جس میں میری بھلائی کو دخل نہ ہو۔" کیونکہ جو عبادت بہشت کی تمنا یا دوزخ کے ڈر سے ہوتی ہے۔ اس عبادت میں غیر خدا (مقصود) ہوتا ہے۔ اور کمال اخلاص یہی ہے کہ خدا سے سوائے خدا کے اور کچھ نہ مانگے۔ جس عبادت میں اخلاص نہ ہو وہ عارفوں کے نزدیک گناہ کے برابر ہے۔ اور عاشقوں اور زاہدوں کے درمیان یہی فرق ہے کہ عاشق لوگ خدا تعالیٰ کو خدا تعالیٰ کے لیے پوجتے ہیں۔ اور زاہد لوگ اپنے لالچ کے لیے۔

اے عزیز! ہر ایک عمل میں جس قدر اخلاص اور محبت ہو اسی قدر پھل ملتا ہے۔ جس کو اعمال میں زیادہ تر اخلاص ہے۔ اسی قدر زیادہ مقبولیت زیادہ ہے۔ اور (اس کے لیے) روحانی خوشیاں اور غیبی فتحیں بہت ہی بڑھ کر ہیں۔

نقل ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے پوچھا: "خدا تعالیٰ نے تیرے کونسے عمل اور فعل کو سب سے زیادہ پسند کیا کہ تجھ کو علوم غیبی سے واقف کیا؟" حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: "میں جو عمل کیا اس کے اجر کا طمع نہیں رکھا۔ ناچار اس بے مثل عطا کنندہ نے اتنی نعمت عطا فرمائی کہ وہ ہر گز ہر گز کسی گنتی میں نہیں آسکتی۔

پس سالک کو لازم ہے کہ مزدوری کے طور پر بندگی نہ کرے، بلکہ مزدوری کے اجر کو خداوند تعالیٰ پر چھوڑ دے۔ وہ جس طرح سے بہتر سمجھتا ہے، دیتا ہے۔ اگر بندگی محض خدا تعالیٰ کے لیے ہی ہو اور سوائے حق سبحانہ تعالیٰ کے اور کچھ بھی منظورِ نظر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ وہ دو چیزیں اور نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ جو کبھی وہم و گمان میں بھی نہ گذری ہوں۔

تو بندگی چو اجیران بشرط مزد مکن

کہ خواجہ خد روش بندہ پروری داند

(ترجمہ): تو مزدوروں کی طرح اجرت کے لالچ پر عبادت نہ کر اللہ تعالیٰ کو بندہ پروری کا ڈھنگ بہت عمدہ طور پر آتا ہے۔"

بلکہ عاشقوں کے نزدیک اگر کوئی عمل نہ کرے تو وہ اس شخص سے اچھا ہے جو کہ عمل کر کے اس کے اجر کا لالچ رکھے۔

صاحب لمعات قدس سرّہ نے کہا: "عاشق کو چاہیئے کہ معشوق کے ساتھ بے غرضانہ محبت صحبت رکھے اور اپنی من بھاتی بات کو درمیان میں سے اٹھا دے اور سب کام کاج اسی کو مرضی پر چھوڑ دے تا کہ حق سبحانی تعالیٰ کی صحبت کی لیاقت (اس میں) پیدا ہو جائے اور حق سبحانہ تعالیٰ کی صحبت کی لیاقت کی تعریف حسب ذیل ہے یعنی ماسوائے کی میل یا کدورت سے دل کو پاک وصاف کرے۔"

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرّہ السامی فرماتے تھے: جو کچھ ہم نے اختیار کیا ہے تو وہ یہ ہے کہ بمصداق آیت کریمہ **اذکرونی** (تم مجھے یاد کرو) اپنے وقتوں کو اس پاک خدا کی یاد میں ہمہ تن صرف کر دو تا کہ وہ تم کو بمصداق آیت کریمہ **اذکر کم** (میں تمہیں یاد کروں گا) اپنی بخشش سے یاد فرمائے۔ جس طرح کہ اس نے یاد کا وعدہ فرمایا ہے۔

او (لازم ہے کہ) مکاشفات کے حالات حاصل کرنے کی غرض سے ذکر نہ کرو اور کسی مطلب کو اپنی خیالی وقت میں جگہ نہ دو اور بے غرضانہ بلکہ دل و جان سے اس کا احسان یقین کر کے ذکر اور عبودیت میں مشغول ہو جاو۔

پس جس شخص نے خدا تعالیٰ سے غیر حق کی درخواست کی وہ پست ہمت ہے۔ اگر تجھ میں کچھ ہمت ہے تو وہ دونوں جہانوں سے اپنا دل روک کر ہمہ تن اللہ تعالیٰ ہی کی طرف متوجہ ہو جا اور کلمہ طیبہ کے ذکر میں اپنے تئیں مصروف رکھ۔

عاشقان جان و دل نثار کنند — بر سر لا الہ الا اللہ

افضل و بہترین ذکر خدا — کلمہ لا الہ الا اللہ

(ترجمہ): "جو لوگ خدا تعالیٰ کے سچے عاشق ہیں وہ اپنی دل و جان کو لا الہ الا اللہ پر قربان کر دیتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کا ذکر افضل اور بہتر کلمہ لا الہ الا اللہ ہے۔"

لیکن اس بات کو یقین دل سے جان کہ اگر خدا تعالیٰ کی یاد سے مقصود کوئی لالچ دنیاوی لالچوں سے ہو یا کشف و کرامات کھانا یا شیخی مشائخی مد نظر ہو کہ لوگ مجھے بزرگ جانیں تو ایسی یاد جو کہ پھر فائدہ نہیں دیتی اور عالم عرفان سے (اس کے) دل و جان کے مغز میں بو تک نہیں پہنچتی اور کسی حال میں بھی باطنی پردہ اٹھا کر قرب الٰہی کو موجب نہیں ہو گی۔ اگر تجھے یہ منظور ہے کہ تقرب الی اللہ کی

دولت کا شرف حاصل ہو تو اس کلمہ طیبہ کا ذکر صدق واخلاق کی رو سے اور حضور دل کے ساتھ کیا کر۔ اور ہوش میں آ کہ اس قیمتی اور لاثانی اسباب کو بچوں کی طرح ریوڑی اور مٹھائی کے عوض نہ بیچ دے۔ کیونکہ اس کی قیمت اس قدر بھاری ہے کہ دونوں جہان بھی اس کے برابر تل نہیں سکتے۔ ایسا نہ ہو کہ گھر کے مالک کو ہی گھر کے عوض میں بیچ دے۔ اس لیے عاشقوں کے نزدیک اس کلمہ کے ذکر سے ہزار ہا فردوس بریں اعلیٰ اور نقد قیمت ہیں۔ اس عاشقانہ رمز کو سیکھ اور اس عارفانہ بات کو لگا رکھ۔ اب یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کلمہ طیبہ کا سانس بند کرنے سے ذکر کرنا جس کو نفی اثبات کہتے ہیں۔ باطن کو ماسوی کے خطروں اور دنیا کے شغلوں سے بہت جلد پاک وصاف کرتا ہے۔ اور دل کے شیشے کو فیض الٰہی کے قبول کرنے کے قابل بناتا ہے۔ اور نفی اثبات کا طریق اس ترتیب سے ہے کہ زبان کو تالو سے، اور ہونٹ کو ہونٹ سے چسپاں کر کے اور دم کو ناف کے نیچے بند کر کے اور فکر واندیشہ کی باگ کو تمام طرفوں سے روک کر دل کی طرف کہ پستان کے نیچے دو انگل جانب چپ واقع ہے۔ ہر ایک طرح سے دل کے حضور سے متوجہ ہو اور کلمہ لا کے معنوں کو ناف سے لے کر سر کی بلندی تک کھینچ کر کلمہ اللہ کو دائیں طرف لائے اور اپنے سب مطلبوں کی نفی کر کے اور ماسوی اللہ کو فانی یقین کر کے کلمہ الا اللہ کو باقی جان مذکوری وجدان اور نوری طاقت سے ان معنوں کو سمجھے اور بائیں طرف اپنے صنوبری شکل کے دل پر لگائے۔ اور اپنے تمام وقتوں کو اس ذکر میں تا کہ خدا تعالیٰ کے فضل کی ہو اچلنے لگے۔ اور اس ذکر کا نتیجہ اپنا منہ دکھائے۔

اور حبس نفس (سانس بند کرنے) کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے جس طرح نماز کے (رکن) جلسہ میں بیٹھتا ہے۔ اور قبلہ رو ہو کر بیٹھے۔ اور سر کو اس طرح جھکا دے جیسے رکوع میں جھکاتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیدہ جھکا دے اور دونوں رانوں کو تھوڑا ساز مین سے اٹھا کر پوری طاقت سے سانس کو منہ کے راستہ سے نکالے اور پھر اندر لے جائے اور ناف کے نیچے بند کرے اور نفی واثبات کا ذکر جس طریق میں اوپر بیان کیا گیا ہے۔ مشغول ہو اور سانس لینے کے وقت دونوں انگلیوں سے ناک بند کرے منہ کے راستے سے آہستہ آہستہ سانس چھوڑے یعنی سختی سے سانس لے اور آہستگی سے چھوڑے اور سی طرح از سر نو لیتا رہے اور ذکر میں مشغول رہے تا کہ اس کی گرمی اور حرارت سے ذوق وشوق بڑھے اور ماسوی درمیان سے اٹھ جائے اور دل کے حضور روشنی تازہ بتازہ رہے۔

مگر شرط یہ ہے کہ ان مطالب کے حصول میں پوری کوشش اور احتیاط عمل میں لائے کہ لطیفہ مدرکہ ایک آن میں شرق سے غرب تک چلا جائے اور دنیا کے کاموں کے تفکرات جو سوچا کرتا ہے اپنے وجود سے بالکل الگ کر دے کہ توجہ منتشر نہ ہو جائے۔

اور کلمہ لا الہ الا اللہ کے معنی اگرچہ شریعت میں "کوئی معبود نہیں ہے، مگر اللہ" مقرر ہیں۔ لیکن طریقت کے مشائخوں اور حقیقت کے آگاس کے شاہبازوں کے نزدیک معنی یہ ہیں: "کوئی مقصود نہیں ہے سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے، اور کوئی وجود نہیں ہے سوائے اللہ کے۔"

لیکن سالک کو نفی واثبات کے ذکر میں اس طریق پر جس کا بیان ہو چکا ہے "نہیں کوئی مقصود مگر اللہ کے مطلب پر تصور کرنا چاہیئے اور باقی تمام مقاصد کی نفی تا کہ ایک مقصود الا اللہ کے تصور کے سوائے اور کوئی مقصد دل میں نہ رہے، کیونکہ خدا تعالیٰ کا طالب اس وقت تک اپنے مطلب کو نہیں پہنچتا، جب تک کہ دونوں جہان کے مقاصد کو نہ چھوڑ دے۔ اور اپنے دل کو تمام ہوا وہوس سے خالی نہ کرے۔ اسی واسطے طریقت کے مشائخوں اور حقیقت کے راستے کے چلنے والوں نے کہا ہے جو تیرا مقصود ہے، وہی تیرا معبود ہے۔ اور جو تیری حرص وہوا ہے وہی تیرا خدا ہے **قولہ تعالی افرءیت من اتخذ اللہ ھواہ (ترجمہ)** "(اے پیغمبر ﷺ) کیا آپ نے اس کو دیکھا جس نے ہوا وہوس کو اپنا مقصود بنا لیا ہے۔"

پس سالک کو چاہیئے کہ جو مقصود سوائے حق کے ہو اس کے دل سے نکال دے اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے ذکر میں مشغول ہو، تا کہ اس پر بندگی کی حقیقت خوب ثابت ہو جائے اور ذکر و فکر کی بدولت دل ماسوائے کے خطروں سے پاک وصاف ہو جائے۔

غیر حق پر ذرہ کاں مقصود تست
تیغ لا بر کش کہ آں معبود تست

(ترجمہ): "ماسوا کا ایک ایک ذرہ جو تیرا مقصود ہے اس پر لا کی تلوار کھینچ کیونکہ وہی تیرا مقصود ہے۔"

اے عزیز! اس بات کو یقین دل سے جان کی خدا تعالیٰ کی پہچان کا حصہ اس شخص کے نصیب میں ہے جو ایک لحمہ بھر بھی اس ذکر سے غافل نہ ہو اور ماسوائے خس وخاشاک جو دل میں راہ پائیں ان کو لا کی تلوار سے کاٹ دے اور اپنے پر بہار میدان میں سوائے دوست کے نام کے پودے کے کچھ نہ لگائے، تا کہ لطائف اسرار کی نسیم کے جھونکوں سے اور عالم عرفاں کی ہواؤں میں سے بو اس کی جان کے مغز میں پہنچے۔

جب تجھے کلمہ طیبہ کے ذکر کی فضیلت اور حبس نفس کے ساتھ نفی واثبات کا طریق معلوم ہو چکا۔ تو اب اسم ذات کی حقیقت کو سن! کیونکہ سب ذکروں سے بہتر اور افضل خدا تعالیٰ کی ذات کے اسم کا ذکر ہے۔ اور وہ قلبی ذکر ہے کو اس راستہ کے بزرگوں میں سے کسی بزرگ کی توجہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اور جس کے ہمیشہ کرنے سے تمام بلند مرتبے اور اعلیٰ مقاصد میسر آتے ہیں اور اس ذکر کی ہمیشگی اس طرح سے ہے کہ سانس کے نکالنے اور بند کرنے میں ہوشیار رہے اور باطنی حسوں کو اکٹھا کرے اور توجہ ایک طرف لگا کر صنوبری دل کو ذکر الٰہی میں حرکت دے یعنی دونوں سانسوں کے لینے کے درمیان ذات پاک اللہ کو دل میں کہے اور پورے شوق کے ساتھ مقصود کو ڈھونڈھے۔ یہاں تک کہ تمام لطیفوں سے شیخ کامل کے ارشاد اور توجہ سے اسم ذات کا ذکر جاری ہو جائے۔ اس لیے کہ ذات باری تعالیٰ کا ایک ایسا اسم اعظم ہے کہ اس کی برکت اور عظمت سے وحدتِ حقیقی کا نور ظاہر ہو جاتا ہے اور بصیرت کے دریچے سے انسان کا مقصود جلوہ گر ہو جاتا ہے۔

حضرت یحییٰ معاذ قدس سرّہ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت داود علیہ السلام کو وحی کی کہ "اے داود! جو شخص دنیا کو ترک کر کے کچھ اندیشہ نہیں کرتا اور اپنے دل کو میرے ذکر کے لیے فارغ کرتا ہے اور مجھ میں مشغول ہو جاتا ہے تو میں جو خداوند ہوں، اس حجاب کو جو میرے اور اس کے درمیان ہے اٹھا دیتا ہوں سو جب حجاب کو اٹھا دیتا ہوں۔ تو اس کے دل کی آنکھ میری طرف دیکھتی ہے پھر اس کو اپنے بہت نزدیک کرتا ہوں اور کرامت عطا فرماتا ہوں۔ جب وہ بیمار ہوتا ہے تو تو اس کی بیمار پرسی کرتا ہوں۔ جب وہ گرسنہ (بھوکا) ہو تو اسے کھلا دیتا ہوں۔ جب پیاسا ہو تو اس کو پانی پلاتا ہوں۔ جب اپنے بندے کے ساتھ یہ معاملہ کرتا ہوں تو اس کے نفس کو دنیا اور اہل دنیا سے چھڑا لیتا ہوں اور کوئی چیز اس کو خوش نہیں کرتی جیسا کہ میری طرف دیکھنا اس کو خوش کرتا ہے۔

لیکن درجہ اس وقت حاصل ہوتا ہے کہ خداتعالیٰ کی یاد میں پرلے درجے کی فنا اور محویت پیدا ہو جائے اور ذکر کے غلبہ سے غیر کا خیال دل سے بالکل اٹھ جائے اور جب زیادہ کرنے سے ایک بلند مقام دکھائی دیتا ہے۔ تو سالک خداوندتعالیٰ کے جمال کے مشاہدہ مستغرق ہو جاتا ہے۔ اور اس مقام کی نسبت ذکر ایک ادنیٰ درجہ پر معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے کہ جو مطلب ذکر کرنے سے تھا وہ حاصل ہو چکا اور غفلت جو تمام بدبختیوں کی متاع تھی، جاتی رہی۔

نقل ہے کہ ایک دن شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے سید الطائفہ قدس سرّہ کی صحبت میں بلند آواز سے اللہ کہا۔ حضرت جنید قدس سرّہ نے فرمایا: غیبت (گلہ گذاری) حرام ہے' یعنی اس وقت تو حاضر نہ تھا کہ تو نے اللہ کہا۔ اگر تو حاضر ہوتا تو اللہ کب کہتا۔

اسم خواندی رومسنے رابجو　　　　مہ ببالا داں بداں در آب جو

پس زجاناں وصل جاناں کن طلب　　　　بے لب وبے کام مے گو نام رب

ترجمہ: تونے نام پڑھا تو جس کا نام ہے اس کی طرف جا۔ چاند کو اوپر سے دیکھ نہر میں (اس کا عکس) کیا تلاش کرتا ہے۔ معشوق سے معشوق کا وصال طلب کر۔ پروردگار کا نام لب و تالو ہلانے کے سوا پکار۔"

یعنی اسم سے مسمّیٰ کی طرف مشغول ہو اور یاد کرنے کی بہ نسبت یاد رکھنے میں مصروف ہو اور یاداشت کے یہ معنی ہیں کہ لب و زبان کو حرکت دیئے بغیر حق تعالیٰ سبحانہ کے حضور میں حاضر اور اس کی درگاہ سے آگاہ ہو۔ اور ایسی زبان سے یاد کرے جس کی زبان ہی نہیں۔ تاکہ ہمیشہ خدا اور سول کا استغراق اپنا منہ دکھائے اور کھلے طور پر حضور دل حاصل ہو اور اس حدیث قدسی کا بھید اس مقام پر ظاہر ہو جاتا ہے:

انا جلیس من ذکرنی (جس نے مجھے یاد کیا میں اس کا ہم نشین ہوں)

اور جاننا چاہیئے کہ ذکر سے مراد حقیقت ذکر ہے جو ماسوی اللہ کو بھول جانا ہے۔ اور ہم نشینی سے مراد خلوت دل ہے کہ جہاں غیر حق کو گنجائش نہ ہو یعنی حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور حضور اس طرح سے ہو کہ بولنا اور خیال کرنا بالکل جاتا رہے۔ اور غیروں کے نقش دل کے صفحہ سے کھرچے جائیں۔ اور دل کا قبلہ سوائے خدائے واحد کے اور کوئی نہ رہے۔ اور اس مطلب کو طریقہ نقشبندیہ قدس سرّہ، ارداحہم میں ذکر خفی اور وقوف قلبی اور توجہ بوجہ خاص اور شہود ووصول کہتے ہیں۔ اور وقوف قلبی کی حقیقت کو حضرت خواجہ احرار قدس سرّہ نے (اللہ تعالیٰ اس کے بھیدوں کو پاک کرے گا) اپنے پاک کلمات میں خود بذاتہ رقم کیا ہے کہ خداوندتعالیٰ کی درگاہ میں آگاہی اور حضور دل سے یہ مراد ہے کہ کسی وجہ سے دل کو پکڑ اور علاقہ غیر حق کے ساتھ نہ رہے۔ جب بندہ غیر حق سے قطع تعلق کرلے اور واصل بحق ہو جائے اور پھر جب یہ نسبت ایک عادت ہو جائے اور مداومت قبول کرلے تو اس وقت سالک فنا کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے اور یہ مقام بہت ہی عالی اور بلند ہے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرّہ العزیز فرماتے تھے: ذکر قلبی سے مراد حضور اور شہود ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ کی درگاہ میں جب یہ مطلب حاصل ہو جاتا ہے اور دل کو غیروں کی حاضری سے خلاص کرتا ہے تو حضور کا ذکر چھوڑ کر اس کی نگہبانی کرتا ہے۔ اور اگر یہ نسبت جاتی رہے تو پھر ذکر کر شروع کرتے ہیں۔ اور اس وقت تک لگے رہتے ہیں جب درست ثبات پیدا نہ کرے۔ اس وقت تک ذکر کو اس کے ساتھ جمع کرکے خداتعالیٰ کے بے انتہا عنایتوں کے منتظر رہتے ہیں۔

---------☆☆☆----------

ختم شد